بعد از خدا...
سید آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی نوری قاسمی
بزم برکات آل مصطفےٰ، ممبئی

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند فرمایا۔ (القرآن)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیبِ خدائے جہاں ہیں — محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجودِ خدا کا نشاں ہیں
بشاراتِ عیسیٰ، دعائے براہم — تمنائے موسیٰ سلیماں کی جاں ہیں

(نعتیہ دیوان)

فکرِ سخن

سید شاہ آلِ رسول حسنین میاں برکاتی
نظمی مارہروی
سجادہ نشین ومتولی، درگاہِ برکاتیہ نوریہ امیریہ، مارہرہ مطہرہ

پیش کردہ: بزمِ برکاتِ آلِ مصطفیٰ (رجسٹرڈ) ممبئی

نام کتاب	:	بعد از خدا۰۰۰ (نعتیہ دیوان)
فکرِ سخن	:	سید آلِ رسول حسنین میاں برکاتی نظمی مارہروی
کتابت	:	نظمی بذاتِ خود بذریعہ کمپیوٹر
پروف ریڈنگ	:	نظمی بذاتِ خود
صفحہ سازی	:	صاحب زادہ سید صفی حیدر برکاتی
ناشر	:	بزمِ برکاتِ آلِ مصطفیٰ (رجسٹرڈ) ممبئ
اشاعت بار اوّل	:	سن ۲۰۰۸ عیسوی
سنِ اشاعت	:	اپریل ۲۰۱۳ عیسوی
تعداد	:	گیارہ سو
قیمت	:	-/Rs.260 (دوسو ساٹھ روپے)

انتساب

نظمی اپنی اِس کاوش کو اپنے ربِ مجازی، والدِ ماجد حضور سید العلماء نقیبِ مسلکِ برکاتیت، ناشرِ فکرِ اعلیٰ حضرت، نائبِ حضور اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ، وارث ہفت تن، تاج دارِ مارہرہ، مرشدِ عالم، مناظرِ اعظم، عالمِ باعمل، درویشِ کامل مولینا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ اولادحیدر آلِ مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان اور اپنی والدہ مشفقہ رحمۃ اللہ علیہا کے نام منسوب کرتا ہے اور اس دیوان کے مشتملات کا تمام تر ثواب بھی انھی کی نذر کرتا ہے۔

فہرست

تنویرِ مصطفیٰ

(حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمۃ والرضوان، سجادہ نشین، درگاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ کی اُس تقریر کا اقتباس جو اُنھوں نے نظمی کے نعتیہ دیوان تنویر مصطفیٰ کے اجرا کے موقع پر ممبئی میں منعقدہ پندرھویں عرس سید العلماء میں کی تھی۔)

الحمد لولیہ ثم الصلاۃ والسلام علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ لمتئد بین بآدابہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لآیات لکل صبارٍ شکور۔ صدق اللہ المولیٰنا العظیم وبلغنا رسولہ المولی النبی الکریم۔

صدر عالی وقار، حضرات علمائے کبار، مشائخ ذوی الاحترام، شعرائے ذی جاہ، سامعین اہلِ سنّت۔ یہ میرے برادر محترم حضور سید العلماء سند الحکماء زینت مسند برکات و نور اولاد حیدر آلِ مصطفیٰ سید میاں برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے پندرھویں سالانہ عرس شریف کا حسنی حسینی منبر ہے۔ میرے اعلیٰ حضرت نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ سرکار قادریت کی منقبت میں فرماتے ہیں، عرض کرتے ہیں:

وہ تیری چمپئی رنگت حسینی حسن کے چاند صبح دل ہے یا غوث
جِلا دے دیں، جَلا دے کفر والحاد کہ تو محی ہے تو قاتل ہے یا غوث
رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا

اور انھی کی روح مبارک سے اجازت لے کر ذرا سا یوں عرض کروں کہ

ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا اگر تیرا کرم شامل ہے یا غوث

برخوردار، نور الابصار، کامگار قرۃ العین سید آلِ رسول حسنین برکاتی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ ہندی کی چوپائیاں پڑھیں اور ان کے پڑھنے پر مجھے بھی یہ یاد آیا کہ ہم نے کبھی فاضل بریلوی علیہ

الرحمۃ والرضوان کی ایک چوپائی پڑھی تھی، وہ یاد آ گئی للاّ میاں کے پڑھنے سے۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کا ایک انداز ہے۔ فرماتے ہیں:

آجاؤ بلما کے بن کی چڑیّاں | میں لے لیہوں تھری بلیّاں
میں اپنے کرجوا کا چوگا بناؤں | اور نینن کی رکھ دیئوں دوؤ کُریّاں
واہوں ماں تم کا جو گھامیں ستاوے | تو کیسن کی کر دیہوں تم پر میں چھیّاں

(ہات میں دبے ایک پیکٹ کی طرف اشارہ کر کے) چم چم ہوتا ہوا یہ جب میں نے کھولا، جب اس کی بندش کھولی تو اس کے اندر ایک ایسا حسین گلدستہ میری نگاہوں کے سامنے آیا جس میں نور ہی نور تھا، نور ہی نہیں تھا بلکہ نور کے ساتھ تنویر بھی تھی۔ نور، مصطفیٰ کا نور۔ اور تنویر، مصطفیٰ کی تنویر صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر مجھے میرے اعلیٰ حضرت یاد آئے۔ کہتے ہیں:

اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں | جاتی ہے امتِ نبوی فرش پر کریں

برخوردار کامگار قرۃ العین سید آلِ رسول حسنین سلمہ اللہ تعالیٰ کا یہ میرے ہات میں مجموعۂ نعت ہے، اس کا نام ہے تنویر مصطفیٰ۔ کیسی تنویر فرمائی انھوں نے، اللہ اکبر، کہ جب مومن گزرے گا پُل سے تب نیچے سے روحانیت پکار اُٹھے گی دوزخ کی: اے مومن جلدی سے گزر جا کہ تیرا نور میری آنچ کو ٹھنڈا کیے دیتا ہے۔ اس لیے کہ مومن ایسے تو گزرے گا نہیں۔ وہ تو وجد کرتا ہوا، جھومتا ہوا گزرے گا۔ نیچے ہزاروں ہزار سال سے آگ دہک رہی ہے۔ اس پر کوئی جھومتا ہوا جاتا ہے؟ مگر یاد رکھو، گیّا ہمیشہ کھونٹے کے بل کودتی ہے۔ تب گزرنے والا دیکھ رہا ہے۔ جبریل کے پَر بچھے ہیں اور جبریل کا آقا **ربِّ سَلِّم ربِّ سَلِّم** کہہ رہا ہے۔ تب تو رضا پکار اُٹھا: رضاؔ پُل سے اب وجد کرتے گزریے۔ اگر بجلی کی طرح گزر جاتا مومن، اگر چھلاوے کی طرح گزر جاتا مومن تو وہ بات نہ ہوتی۔ اب تو جھوم جھوم کر چل رہا ہے، جھوم جھوم کر پُل کو طے کر رہا ہے، مست ہو ہو کے چل رہا ہے تو پار کرنے میں دیر لگ رہی ہے، پُل کے پار ہونے میں دیر ہو رہی ہے۔ تب نیچے سے دوزخ کی روحانیت پکار اُٹھی: ارے مومن! تیری تنویر، یہ مصطفیٰ کی تنویر ہے۔ اللہ اکبر، مصطفی نے تجھے چمکایا ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ایمان کا نور مصطفیٰ کی بارگاہ سے ملا ہے۔ تو آہستہ آہستہ چل رہا ہے، تو مستانہ وار چل رہا ہے۔ ارے جلدی سے

گزر جا ورنہ تیرا نور میری آگ کو بجھا دے گا۔ میں اگر بجھ جاؤں گی تو پھر دشمنانِ مصطفیٰ کو جلائے گا کون؟ **اللہُ اکبر!** قرآن کا فیصلہ ہے: **وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃ**، یہ وہ آگ ہے جس کا ایندھن لکڑی نہیں ہے، جس کا ایندھن کوئلہ نہیں ہے، جس کا ایندھن گھاسلیٹ آج کی اصطلاح میں مٹی کا تیل نہیں ہے، اس کا ایندھن فرماتا ہے: **اَلْحِجَارَۃ**۔ یہ پتھر ایندھن ہیں۔ **وَقُوْدُھَا النَّاسُ** یہ نام کے کہلائے جانے والے انسان اس کا ایندھن ہیں۔ **اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْن** یہ کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے، یہ منکرین کے لیے تیار کیا گیا ہے، باغیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ یاد رکھو گناہ گار کی مغفرت ہے، گناہ گار کی چھوٹ ہے۔ اللہ اسے توفیق دے اور وہ توبہ کر کے اپنے رسول کے حضور حاضر ہو تو رسول اسے گلے لگائیں گے، اپنے قدموں میں جگہ دیں گے۔ لیکن باغی کو کوئی قانون معاف نہیں کرتا۔ جبھی تو کہنے والا پکار اُٹھا: نہ تو باغی ہوں نہ منکر نہ نکوکاروں میں، نام لیوا ہوں ترا تیرے گنہگاروں میں۔ **سبحان اللہ!** فرمایا **اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْن**۔ سلام ہم سب پر ہو اور سلام اللہ کے نیک بندوں پر ہو۔ **عِبَاد اللہ الصالحین** کہہ کر پرہیز گاروں کی صفیں الگ قائم کر دیں اور **علینا** فرما کر گنہگاروں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ **اللہ اکبر!**

نعت کا سلسلہ سب سے پہلے، بلکہ سب سے پہلے اور سب سے آخر، یہ سب کہیں بھی نہیں تھا، نہ پہلے کا کوئی حساب لگانے والا تھا نہ اوّل و آخر کا کوئی حساب لگانے والا تھا۔ تو بھائی یہ بتاؤ کہ نعت کہاں تھی اس وقت؟ ارے نعت تھی۔ یہ ہمارا قرآن کیا ہے؟ یہ مجموعۂ نعت ہی تو ہے۔ یہ سارا کا سارا قصیدہ ہے، خطبہ ہے۔ جو پڑھا ہے پڑھنے والے نے اپنے محبوب کی شان میں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بولو اللہ قدیم ہے کہ نہیں؟ اللہ قدیم ہے اور اللہ کا کلام؟ وہ بھی قدیم ہے۔ اور اللہ کا علم؟ وہ بھی قدیم ہے۔ تو آج یہ قرآن جو ہمارے ہاتوں میں ہے، جب ہم نہیں تھے، جب یہ کائنات نہیں تھی، جب یہ آسمان و زمین نہیں تھے، اللہ تو جب بھی تھا نا؟ ارے اللہ کے لیے جب تب کہنا ہی ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ تعینات سے پاک ہے، **جل جلالہ عم نوالہ**۔ یہ اب تب، جب تب ہمارے لیے ہے، اللہ کے لیے نہیں ہے لیکن سمجھنے سمجھانے کے لیے کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی اللہ تھا اور اللہ اب بھی ہے، اللہ قدیم ہے اور اس کا کلام قدیم ہے، قرآن قدیم ہے اور اس قرآن قدیم میں نعت مصطفیٰ جب بھی لکھی تھی اور

اب بھی لکھی ہے۔ بولو ہے نا قرآن میں **والضحیٰ والليل اذا سجیٰ**؟ تو معلوم یہ ہوا کہ حسنین میاں نے جو نعتیں لکھی ہیں جو کچھ تنویرِ مصطفیٰ میں لکھا ہے یہ کس کی پیروی کی ہے؟ یہ کس کی سنّت ہے؟ یہ رب کی سنّت ہے، **جل جلاله وعم نواله**۔ رب ہی نے تو فرمایا: **والضحیٰ والليل اذا سجیٰ ما ودعك ربك وما قلیٰ** یہ تو بکتے ہیں کہ محمد کو محمد کے رب نے چھوڑ دیا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ محبوب کہیں چھوڑے جاتے ہیں؟ محبوبوں کو معاذ اللہ کہیں دُرددرایا جاتا ہے؟ تم تو پیارے ہمارے پیارے ہو۔ **ولل‌آخرة خير لك من الاولیٰ** سنو تمھاری ہر آنے والی گھڑی تمھارے حق میں بہتر ہے اور فرماتا ہے: **ولسوف يعطيك ربك فترضیٰ** ہم تمھیں عن قریب اتنا دیں گے کہ تم ہم سے راضی ہو جاؤ۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اس لیے کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے، روزہ رکھتے ہیں اس لیے کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے، زکوٰۃ دیتے ہیں اس لیے کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ یتیم خانے، مسافر خانے بنواتے ہیں کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ یہاں رب اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ **ولهم يطلبون رضاياوانا اطلب رضاك يا محمد۔ صلی الله تعالیٰ عليه وسلم**۔ یا محمد کہنے کا حق بھی صرف اسی کو حاصل ہے۔ ہمیں تمھیں اجازت نہیں ہے یا محمد کہنے کی۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ نعت سب سے پہلے ان کے رب نے فرمائی **جل جلاله وعم نواله**۔ تو نعت فرمانے والا پہلا اللہ **جل جلاله وعم نواله**۔ تو نعت کہنا اللہ کی سنّت اور نعت سننے والے پہلے رسول، تو نعت کا سننا رسول کی سنّت۔ الحمد للہ ہمارے نعت کہنے والے بھی ہیں اور نعت سننے والے بھی ہیں، کوئی رب کی سنّت پر عمل کر رہا ہے کوئی رسول کی سنّت پر۔

یہ تو میرے بھائی صاحب کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔ آج پورے دن میں ایک عجیب و غریب اضمحلال سے گزرا اور میں نے تو بھیا (حسنین نظمی) سے کہہ دیا تھا کہ بھیا ہمیں معاف کر دو اور ان (سید میاں) کی روح سے بھی معافی چاہیں گے۔ اس لیے کہ ہم بالکل چل نہیں سکتے، پاؤں بالکل نہیں اُٹھ رہا تھا۔ یہ لوگ سب چلے آئے اور میں حجرہ کھڑک میں اکیلا تھا' تنہا تھا۔ تو میاں، دل میں ہو یادِ ری گوشۂ تنہائی ہو، استادِ زمن کہتے ہیں، پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو۔ میرے اعلیٰ حضرت ایک موقع پر فرماتے ہیں: یادِ حضور کی قسم۔ ایک نے مجھ سے پوچھا کہ ذکرِ حضور بھی کہہ سکتے تھے۔ میں

نے کہا کہ ذکر جلوت میں ہوتا ہے اور یاد خلوت میں ہوتی ہے۔تم سب مجھے حجرہ کھڑک میں چھوڑ کر یہاں آئے اب میں رہ گیا اور ان (سید العلماء) کی روح مبارک جو اپنے حجرے میں چل پھر رہی تھی۔ میں اُٹھا تو یقین کرو کہ چٹ سے میرے گھٹنے میں آواز آئی اور میری دُکھتی رگ سیدھی ہوگئی اور میں حاضر ہوگیا۔ آج کی یہ بیّن کرامت ہے، اس پندرھویں عرس کی یہ بیّن کرامت ہے کہ میں تمھارے سامنے حاضر ہوگیا۔ میں نے اپنے اس بچے (حسنین نظمی) سے، اللہ اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اس کے علم میں برکت عطا فرمائے، اس کی حق گوئی میں برکت عطا فرمائے، اس کی شعر خوانی میں برکت عطا فرمائے، اس کی نعت گوئی میں برکت عطا فرمائے، اس سے میں نے دل پر پتھر رکھ کے کہا تھا کہ بیٹا آج ہم نہیں جا پائیں گے لیکن ان (سید العلماء) کی روح کہہ رہی تھی کہ جائے گا کیسے نہیں۔ ہم بڑے ہیں تجھ سے بارہ سال۔ دیکھنا ہے کیسے نہیں جاتا۔ تیری کیا ہمت ہے کہ تو نہ جائے۔ ہمارے مجمع میں تو نہ آئے، ہماری مجلس میں تو نہ آئے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ حسنی منبر کے اوپر جہاں آلِ مصطفیٰ کا ذکر ہورہا ہو۔ منبر ہو حسنی، منبر ہو حسینی، منبر ہو غوثِ اعظم کا، غوثِ اعظم حسنی اور حسینی دونوں ہیں۔ حسنی حسینی منبر ہو اور حسن وہاں موجود نہ ہو، حاضر نہ ہو ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ تو حسن کو گویا دھکیل کے آلِ مصطفی نے بھیج دیا۔

میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

توشہ میں غم اشک کا ساماں بس ہے　　افغان دل زار ہدی خواں بس ہے
رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو　　نقش قدم حضرت حسّاں بس ہے

ایک جگہ مقطع میں فرمایا:

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں　　کہ رضائے عجمی ہو سگ حسّانِ عرب

یہ ہیں شاعر دربارِ رسالت۔ اور بھی ہیں ان کے علاوہ، لیکن یہ سب کے گل سرسبد ہیں حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللہ کا رسول منبر بچھوا رہا ہے حسّان بن ثابت کے لیے اور فرما رہا ہے کہ اے حسّان اِس منبر پر بیٹھ کر ہماری نعت کہو۔ معلوم یہ ہوا کہ ہمارے شعرائے کرام جو منبر پر بیٹھ کر نعت رسول پڑھتے ہیں وہ سنّتِ حسّان پر عمل کرتے ہیں۔ تو میاں نعت کے صدقے میں رب کی سنّت بھی نصیب، رسول کی سنّت بھی نصیب اور حسّان بن ثابت کی سنّت بھی نصیب۔

یہ مجموعۂ نعت ہے تنویرِ مصطفیٰ۔ ابھی ابھی ایک بات یاد آئی۔ میرے بھائی صاحب کا یہ فیض ہے میرے اوپر۔ ابھی مَیں شام کو اسی بیماری کی حالت میں لیٹا ہوا تھا۔ عرؔفی کا وہ شعر ذہن میں گھوم رہا تھا۔ وہ کہتا ہے

تا مجمع انکار و وجوب نہ نوشتند مورد متعین نہ شد اطلاق عام را

مجھ جیسا طالب علم عرفی کے اس شعر کو سلجھا نہیں پایا۔ معاً جیسے کسی نے میرے دماغ میں ٹھوکا مارا کہ پڑھتا کیوں نہیں:

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

عرفی کا شعر مجھ سے نہیں سلجھا، لیکن فاضل بریلوی نے سلجھا دیا۔ عرفی کہتا ہے:

ہشدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن نعت شہ کونین ومدیح کے وجم را

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

یہ نعت ہے، یہ نعت مصطفیٰ ہے۔ جبھی تو کہا:

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے لا اُسے پیش جلوہ زمزمہ رضؔا کہ یوں

الحمدللہ! کلکِ آلِ رسول جو کلکِ رضا سے فیض حاصل کر کے تنویرِ مصطفیٰ لکھے۔ ایک وہ آلِ رسول تھے جن سے فیض حاصل کیا تھا فاضل بریلوی نے رضی اللہ تعالی عنہ۔ سمجھ رہے ہو آپ، نام کی کتنی مناسبت ہوتی ہے۔ مجھے پھر حضرت حسّان بن ثابت کی بات یاد آئی۔ دیکھو بھائی، عام طور سے کتنے ہی ہم میں کے ہیں، چھوٹے سے چھوٹے ہوں، بڑے سے بڑے ہوں، کسی دَور کے ہوں، کسی زمانے کے ہوں، سب میں یہی طریقہ جاری ہے۔ کوئی نعت سن کر لکھتا ہے، کوئی پڑھ کر لکھتا ہے۔ حسنین میاں کی ماشاء اللہ طبیعت میں شعریت ہے۔ باپ سے ورثہ ملا ہے۔ **اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ**۔ ان کا یہ شعر ساری دنیا میں، نہ صرف ہندو پاک میں گونج رہا ہے بلکہ گھٹا گھٹی جو افریقہ کا خط استویٰ کا آخری کونا ہے وہاں بھی گونج رہا ہے کہ

کسی کی جے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یا رسول اللہ

حسنین میاں نے جو کچھ لکھا تو اسی طریقۂ مروجہ کے مطابق لکھا۔ امام عشق و محبت فاضل بریلوی

نے لکھا تو ایسے ہی لکھا۔لیکن حسّان بن ثابت عجیب وغریب بات فرما رہے ہیں۔فرماتے ہیں:

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَتُّ عَیْنِیْ

ایک صاحب نے پڑھا: **وَاَجْمَلُ مِنْکَ** تو میرے کان کھڑے ہوئے میں نے کہا: حضور ذرا سوچ کر پڑھیے، مصرع آخر تک پڑھنا ہے۔ **لَمْ تَرَ** کا مفعول بہ کہاں جائے گا؟

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَتُّ عَیْنِیْ وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

ارے اے میرے پیارے، اے میرے سرکار، تم سے زیادہ خوب صورت اور کسی آنکھ نے کوئی دیکھا ہی نہیں ہے اور تم سے زیادہ حسین کسی عورت نے جنا ہی نہیں ہے۔ عورت کا تو کام ہی جننا ہے۔ عورت تو جنتی چلی آئی ہے اور جنتی چلی جائے گی جب تک کہ رب کا حکم ہوگا۔ لیکن ایسا کسی عورت نے نہیں جنا جیسے تم اپنی والدہ محترمہ مادرِ مشفقہ کے بطن پاک سے اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ الحمد للہ! زبان پر کنٹرول رہتا ہے۔ صاحب البرکات کی جوتیاں اُٹھانے کا فیض ہے۔ میرے خال محترم نے لکھا اپنے تذکرہ خاندان برکات میں:

''گوکہ مجھے رسمی طور پر مولینا احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے تلمذ حاصل نہیں ہے لیکن میں ان کو اپنے بہت سے اساتذہ کے مقابلے میں اپنے حق میں بہتر و برتر مانتا ہوں۔'' اور اس کی وجہ لکھی:

''اس لیے کہ میں ان کا طریقۂ تحریر و تقریر میں اپنے بزرگوں کے طریقے کے مطابق پاتا ہوں۔''

دوسرے شعر میں حضرت حسّان فرماتے ہیں:

خُلِقْتَ مُبَرَّ ءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ہر عیب سے، ہر برائی سے تم پاک و صاف بنا کر پیدا کیے گئے ہو، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ تم جیسا چاہتے تھے ویسا ہی پیدا کیے گئے ہو۔ اس کا تو بظاہر یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ اللہ پابند ہے کسی کی رائے کا کہ ہمیں ایسا پیدا کر۔ تو معنی کیا حسّان بن ثابت کے اس کہنے کے کہ جیسا تم چاہتے تھے ویسا تمہارے ربّ نے پیدا کیا۔ علما فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ وہی چاہتے ہیں جو ان کا رب چاہتا ہے۔ حسّان بن ثابت نے کہا: **وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَتُّ عَیْنِیْ**۔

ہمارے نعت خواں سن کر لکھتے ہیں، پڑھ کر لکھتے ہیں اور حسّان بن ثابت دیکھ کر لکھ رہے

ہیں۔حسّان بن ثابت کے سامنے وہ تمثال پاک موجود ہے، دیکھ رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں:
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ۔ اور بھی صاحب ایک کہنے والے ہیں۔ایسی بات نہیں کہ صرف انسانوں میں ہی ہیں ایک اور بھی ہیں اور وہ کہلاتے ہیں مہبط وحی، راز دار رسالت۔اب میں نام لوں تم پڑھنا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ وہ ہیں جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔**ذوا قوۃ ذی قوۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ**۔ قرآن کی گواہی ہے۔جبرئیل علیہ السلام اپنے آقا کے حضور عرض کر رہے ہیں:

قَلَّبْتُ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِب۔ یہ نہیں فرما رہے ہیں: **نَظَرْتُ اِلَى الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِب** یعنی میں نے پورب کو دیکھا اور پچھّم کو دیکھا۔یہ نہیں فرما رہے ہیں کہ میں نے مشرق کو بھی دیکھا اور مغرب پر بھی نظر ڈالی۔ بلکہ فرما رہے ہیں کہ میں نے پوربوں کو بھی الٹا پلٹا اور پچھموں کو بھی الٹا پلٹا، مشرقوں کو بھی کھنگالا اور مغربوں کو بھی کھنگالا۔نیچے کا اوپر ہوگیا اور اوپر کا نیچے ہوگیا۔**فَلَمْ اَنْظُرْ مِثْلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی الله تعالیٰ علیك وسلم**۔ پوربوں کو کھنگال ڈالا پچھموں کو کھنگال ڈالا مگر تم جیسا حسین کسی کو نہ پایا یارسول اللہ۔میرے اعلیٰ حضرت کو مل گیا ایک مسالا۔فرماتے ہیں:

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے　　سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

اللہ رب العلمین ہے جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کی عطا سے، اس کی بخشش سے، اس کے دیے ہوئے سے اللہ کا رسول رحمۃ للعٰلمین ہے۔رب العلمین ہونے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور رحمۃ للعلمین ہونے میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا کوئی شریک نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ اللہ ہونے میں وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ محمد محمد ہونے میں وحدہٗ لاشریک ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)۔رحمت ہونا اور چیز ہے اور رحمتِ عالم ہونا اور چیز ہے۔ (اس کے آگے کا بیان نہیں مل پایا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نظامِ نظمِ نظمی

سید محمد اشرف قادری برکاتی

شہزادہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ

سرورِ کائنات فخر موجودات افصح العالمین سید المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ کی شان کا بیان سنّتِ رحمٰن ہے، اس بات کا انکار معاذ اللہ انکار قرآن ہے۔ اس دعوے کی دلیل میں خود قرآنِ عظیم میں ہی ہماری سچی اور کافی رہ نمائی کا وافر سامان ہے۔ فرمان ہے: **وما ارسلناك الا رحمة اللعالمين ط** اور **يايها المزمل** اور **يايها المدثر** اور **لا اقسم بهذا البلد**۔

ان آیاتِ متبرکہ کی روشنی میں ہم نے اجمالاً ایک بات اور بھی ملاحظہ کی کہ جب محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو اسلوبِ قرآنی کے تیور مختلف ہو جاتے ہیں۔ یہ تیور الفاظ ہی سے ظاہر ہوتے ہیں اور الفاظ کے بارے میں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے مکّے کے کافر یہ کہہ چکے تھے کہ یہ کلام عام کلام نہیں ہے۔ یہ انسانوں کا کلام نہیں ہے۔ یاد رہے کہ مکّہ والوں کا بیان سورۂ کوثر کے بارے میں تھا جو نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں نازل ہوئی ہے۔ اور آخر ایسا کیوں نہ ہو۔ ممدوح ہے ہی ایسا محبوب و یکتا۔ بقول حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

وَاَحۡسَنَ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَتُّ عَیۡنِیۡ وَاَجۡمَلَ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاء

خُلِقۡتَ مُبَرَّءً مِّنۡ كُلِّ عَیۡبٍ كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَاء

یعنی آپ سے بہتر میری آنکھ نے کوئی دیکھا ہی نہیں اور آپ سے حسین تر کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے یوں پاک پیدا ہوئے جیسے آپ اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق ڈھل کر پیدا ہوئے ہوں۔

بات عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ”جسے یک نے یک بنایا“ اس کی نعت کے بیان میں عام

الفاظ، روزمرہ اور گھریلو زبان ساتھ نہیں دے سکتی۔ ہر صنف ادب کے اپنے فنی تقاضے ہوتے ہیں اور نعت کے فنی تقاضوں میں ایک تقاضہ اور بھی شامل ہو جاتا ہے، عشقِ رسول۔ جب تک اس امتحان کو پاس نہ کر لیا جائے، الفاظ کا مینار تو کھڑا کیا جا سکتا ہے، نعت کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کے عظیم شعرا زبان کی صناعی، مضمون کی رفعت اور خیال کی بلندی کی وجہ سے عظیم شعرا کی صف میں تو جا بیٹھے لیکن سپاہِ نعت گویاں میں کھڑے ہونے کا شرف حاصل نہیں کر سکے۔

نظمی کے اشعار دل کو کیوں کھینچتے ہیں؟ ان اشعار کی زبان، ان میں بیان شدہ مضمون تیر کی طرح دل پر آ کر کیوں لگتا ہے؟ ان امور کا تجزیہ کیا جائے تو صفحات کے صفحات لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں اور پھر بھی تجزیہ مکمل نہیں ہو سکے گا۔ نظمی کی مذہبی شاعری کا تجزیہ اتنا آسان نہیں ہے۔ ان کی شعری شخصیت تہہ در تہہ ہے اور ہر تہہ کا جداگانہ وصف ہے۔ نظمی کی شعر گوئی کو سمجھنے کے لیے کچھ نکات پر توجہ دینا لازمی ہے۔

سب سے پہلا اور یقیناً سب سے اہم نکتہ ان کا عشقِ رسول ہے جس کی چاشنی کے بغیر نعت کا شعر قبولِ عام حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں محبت کے جذبے کے بغیر اعلیٰ نعتیہ شاعری کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

نظمی خود بھی اس نکتے کے عارف ہیں :

نعت میں نظمی کو کچھ یوں ہی نہیں شہرت ملی   جذبۂ حبِّ نبی شعروں کے اندر رکھ دیا

محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ شاعر کے دل کو گداز کر کے شعری جذبے کو پوری قوت کے ساتھ بروئے کار لاتی ہے:

اے بادِ صبا ان کے روضے کی ہوا لے آ   ہم ہجر کے ماروں کو طیبہ سے دوا لے آ

رسولِ پاک کا روضہ تلاش کرتے ہیں   غلام کعبے کا کعبہ تلاش کرتے ہیں

عشق گر جرم ہے پھانسی کی سزا دو مجھ کو   درِ محبوب پہ لیکن یہ سزا دی جائے

یہ چاروں اشعار جو مختلف نعتوں سے مثال کے لیے پیش کیے گئے ہیں، الگ الگ رنگوں کے ہیں لیکن محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مشترکہ خصوصیت ہے۔ دوسرا نکتہ جو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری

ہے کہ نظمی نے اپنے بیشتر اشعار کی بنیاد آیاتِ قرآنی اور حدیث محبوبِ ربانی پر رکھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں بھرتی کے مضمون نظر نہیں آتے۔ نظمی سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر (بزبانِ انگریزی) کی تالیف مکمل کر چکے ہیں، جو شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے بلکہ عوام اور علمائے کرام دونوں سے خراجِ تحسین بھی وصول کر چکی ہے۔ ان کی نظر قرآنی اسلوب، ترجمے اور قرآنی مضامین پر ایک عالم کی نظر کی طرح پڑتی ہے اور وہ شعر کہتے وقت اپنے مطلب کا موتی قرآن کے بحرِ بے کراں سے نکال لاتے ہیں۔ یہی معاملہ احادیثِ کریمہ سے فیض اٹھانے کا بھی ہے۔

نو اشعار کی ایک نعت میں چار اشعار مندرجہ بالا دعوے کے ثبوت میں دیکھیے:

انا اعطینک الکوثر کس کا ذکر ہے ان کا ان کا — کس کی شوکت کس کی عظمت کس کی کثرت ان کی ان کی

انا ارسلناک شاھد کس کی صفت کا ذکر ہوا ہے — قرآں کے ایک ایک ورق میں کس کی مدحت ان کی ان کی

ان ھو الا وحي یوحی کس کے نطق کا یہ چرچا ہے — کس کی خطابت کس کی فصاحت کس کی بلاغت ان کی ان کی

تاج انھی کا راج انھی کا معرکہ معراج انھی کا — **ثم دنی فتدلیٰ** سے ہے کس کی نسبت ان کی ان کی

نظمی اس خوش اسلوبی سے احادیث کے مضامین اور تاریخ اسلام کے واقعات کے اجمالی جائزے اپنے شعروں میں بے تکان بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ تنگی وقت مانع ہے ورنہ بہت سی مثالیں پیش کرتا۔

تیسرا اہم نکتہ ہے نعت کے شعر میں احتیاط کا دامن تھامے رکھنا۔ صنفِ نعت پلِ صراط کی طرح ہے ذرا قدم لڑکھڑائے اور منزل دور ہوئی بلکہ راستہ بھی کھوٹا ہوا۔ ایک طرف تو یہ ضبط کہ نعت میں بیان کیا ہوا مضمون شانِ الوہیت تک نہ پہنچ جائے اور دوسری طرف یہ احتیاط کہ شانِ رسالت مآب میں کہا ہوا شعر کہیں عام بشریت کی سطح پر نہ پہنچ جائے۔ بہت کم نعت گو شعرا ہیں جو اس نازک مقام سے سرخ رو گذر پائے ہیں۔ نظمی بھی ان چند شعرا میں ایک ہیں۔

سلطان العاشقین حضور صاحب البرکات حضرت شاہ برکت اللہ علیہ الرحمۃ والرضوان عشقی اور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ عینی مارہروی کے تخلص کے قافیے کا سلسلہ بڑھانے والے نظمی اپنے ان اجدادِ کرام کے اس وصف سے بھی واقف ہیں کہ خانقاہِ برکاتیہ کا سجادہ نشین علمِ معرفت اور شریعت و طریقت دونوں میں سے کسی کو بھی فراموش نہیں کرتا۔ وہ طریقت کا نعرۂ مستانہ بھی شریعت کی حدود کے

اندر رہ کر لگا تا ہے اور یہیں سے جنم لیتی ہے وہ احتیاط اور یہیں سے بنتا ہے وہ ضبط جو خانقاہِ برکاتیہ کا خاصّہ ہے۔ نظمی کی نعت گوئی میں اکثر ایسے مشکل مقام آئے ہیں کہ دل دھڑک اُٹھتا ہے کہ خدا جانے دوسرے مصرع میں کیا ہو۔ نظمی کے ایسے اشعار میں ان کا دوسرا مصرع انھیں ان نازک مقامات سے بآسانی سرخ رو گزارتا ہے۔

عرش سے آگے منزل کرنا عام بشر کا کام نہیں	نورِ ازل میں گم ہونے کو پہنچی تھی وہ نوری شعاع
لامکاں میں طالب و مطلوب کا کیا امتیاز	قابَ قوسین اصل میں ہے شانِ رفعتِ نور کی
احساس تجھے دید خدا کا نہ ہو تو کہہ	سرکار کے خیال کو دل میں جما کے دیکھ
ان کے درِ اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا	مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتا ہو
ذکرِ مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں	احمد و احد میں ایک میم کی مسافت ہے
بندگی بے خودی میں بدلی ہے	دل کا قبلہ ہوا ہے سوئے نبی

مکاں سے وہ لامکاں میں پہنچے ظہور سے بطن میں ہوئے گم
وہ سرِ وحدت کے عینی شاہد، سیاحتیں بے مثال ان کی

نظمی کی شاعری کا تجزیہ کرتے وقت ان کی زبان دانی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ زباں دانی سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ شاعر لغت کا حافظہ کرے۔ زباں دانی شے دیگر است۔ شعر کی عمارت الفاظ کے اینٹ گارے سے تیار کی جاتی ہے۔ الفاظ بظاہر یک رُخے ہوتے ہیں لیکن جب ان کا خلاقانہ استعمال ادب میں ہوتا ہے تو وہ یک رُخے الفاظ ہشت پہل ہیرے بن جاتے ہیں، جن کے لشکارے میں پورا شعر چمک اُٹھتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ شاعر شعر کے موضوع اور خیال کی نزاکت کی مناسبت سے الفاظ کا استعمال کس طرح کر رہا ہے۔ نگینے کی طرح جڑ رہا ہے یا بڑھئی کی طرح کیلیں ٹھونک رہا ہے۔ نظمی اپنے شعر میں جو لفظ لاتے ہیں وہ اس کی روح سے واقف ہوتے ہیں۔ جہاں آسمان کہنا ہوتا ہے وہاں فلک نہیں کہتے، جہاں زمین باندھنا ہوتا ہے وہاں دھرتی نہیں باندھتے۔

نظمی بچپن سے ہی کثیر المطالعہ رہے ہیں۔ سیکڑوں کتابیں پڑھنے کے بعد ان کا ذہن الفاظ کا پارکھ ہو چکا ہے۔ لفظ سے کیا صوت پھوٹ رہی ہے، کسی خاص لفظ کے ادبی و تاریخی انسلاکات کیا ہیں،

کوئی مخصوص لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ کیا لطف دے گا، لفظوں سے برآمد ہونے والی مختلف آوازیں شعر کو آہنگ کے کس ارتفاع تک لے جائیں گی، ان تمام اُمور کو سمجھنے کے لیے نظمی کو محنت یا جستجو نہیں کرنا پڑتی۔ ان کا مطالعہ، حافظہ اور لفظوں سے طلوع ہونے والی آواز کا گیان نظمی کو کسی خودکار طریقے سے بتا دیتے ہیں کہ ایک مخصوص لفظ کس طرح برتا جائے۔

آبشار ایک عام لفظ ہے لیکن نظمی کی نعت میں آکر کتنا حسین اور ارفع ہو گیا ہے:

راحت فزا ہے سایہ دامانِ مصطفٰی　　رحمت کا آبشار ہیں چشمانِ مصطفٰی

بغیر کسی تمہید کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

گنا ہگاروں کے حق میں **رحمت** پرہیز گاروں کے حق میں **راحت**

وہ ذات اقدس کہ جس کی شفقت ہر اک پہ یکساں برس رہی ہے

رفیع وہ ہیں کہ رفعتوں پر انھی کے قدموں کا ہے **اجارہ**

شفیع وہ ہیں شفاعتوں پر انھی کی **مہر کرم** لگی ہے

شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں **یقیں** کے ہاتوں **گماں** کے پردے

وہ ربّ واحد یہ عبد واحد یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے

نظمی کیے ہی جائے گا میلادِ مصطفٰی بیاں　　اس کو کبھی نہ چھیڑنا سنی بڑا **دبنگ** ہے

نظمی کو نار کی طرف لے چلیں جب ملائکہ　　آقا کہیں کہ چھوڑ دو یہ تو مرا **ملنگ** ہے

بدلی ہوئی شکل والے الفاظ پر غور کیجیے اور نظمی کو داد دیجیے کہ یہ عام الفاظ نظمی کے قلم کے ہاتوں میں کس طرح موم بن گئے ہیں۔ نظمی کی زبان دانی کے سلسلے میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان کا شعری شجرہ حضور سید العلماء سید میاں مارہروی اور حضرت احسن مارہروی سے ہوتا ہوا براہِ راست داغ دہلوی تک پہنچتا ہے جنھوں نے بڑے زعم کے ساتھ یہ شعر کہا تھا:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ　　سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

زبان کے سلسلے میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ نظمی کے دادا جان حضرت سید آلِ عبا اردو زبان کے منفرد انشا پرداز اور صاحبِ اسلوب ادیب تھے۔

نظمی کے اشعار کی ایک نمایاں خصوصیت جزئیات نگاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں

اشیا، کیفیات، واردات اور حالات کی اتنی خوب صورت اور مناسب جزئیات نگاری کرتے ہیں کہ شعر کا حق ادا ہوجاتا ہے۔ بنیادی طور پر جزئیات نگاری نثر کی خوبی ہوتی ہے لیکن نظمی نے اپنی نعتوں میں اور وہ بھی غزلیہ نعتوں میں جس فنکارانہ انداز سے جزئیات نگاری کی ہے، وہ انھیں کا خاصّہ ہے۔ جزئیات نگاری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قاری یا سامع شعر کے اطراف و جوانب سے واقف ہوجاتا ہے اور شعر سے لطف حاصل کرنے میں اسے غیر ضروری پیچیدگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

لباس پیوند، منہ میں روزہ، شکم پہ پتھر، چٹائی بستر یہ سادگی بے نظیر ان کی، قناعتیں بے مثال ان کی

وہ ربِّ ارنی وہ لن ترانی، کلیم چاہیں خدا نہ چاہے حبیب کو خود بلایا جائے، قرابتیں بے مثال ان کی

جمال زہرا ہے ایک جانب، کمال حیدر ہے ایک جانب

حسن ادھر ہیں حسین ادھر ہیں یہ کنبہ رب کے حبیب کا ہے

تاج دار مدینہ چلے بدر کو تین سو تیرہ نوری سپاہی لیے

اُترے جبریل ملکوتی لشکر لیے، کھل اٹھی فتح کی چاندنی ہر طرف

وہ سبز گنبد وہ ان کا روضہ وہ ان کی مسجد کا گوشہ گوشہ

قدم قدم پر لگے ہے ایسا فلک سے جنت اتر پڑی ہے

نظمی کی ایک اور خوبی سے صرفِ نگاہ کرنا بے انصافی ہوگی وہ یہ کہ نظمی نے کہیں کہیں بڑی ٹیڑھی ترچھی بحروں میں اور کبھی کبھی بہت ادق ردیفوں میں اپنا کمالِ شعر آزمایا ہے لیکن خدا لگتی کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ایسے تمام موقعوں پر کمالِ فن نے نظمی کے ہات چومے ہیں۔ میں صرف چند مطلعے پیش کررہا ہوں، آپ کو اندازہ ہوجائے گا۔

حق اللہ کی بولی بول، الا اللہ سے گھیرا کھول اللہ ھو سے قلب جگائے جا

بندے تو مت کر من مانی یہ تو دنیا ہے فانی فانی دنیا کو کلمہ پڑھائے جا

جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہلِ سنّت کی سند پیش کر دیتے ہم تو اعلیٰ حضرت کی سند

مہ و خورشید ہیں قربان جمالِ عارض مرحبا صلِّ علیٰ شان کمالِ عارض

منتظر دونوں عالم تھے جن کے لیے آئے وہ اور پھیلی خوشی ہر طرف

ان کے آتے ہی ظلمت کے بادل چھٹے چھائی توحید کی روشنی ہر طرف

کعبے کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط ہاتوں میں حشر تک رہے دامن مصطفیٰ فقط

فخر دو عالم نور مجسم رحمت سے بھرپور رب نے انھیں بخشے ہیں خزانے نعمت سے بھرپور

نظمی کی شاعری کی ایک بہت نمایاں خصوصیت ہے اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت سیدی احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے فیض اُٹھانا۔ ایسے کسی بھی موقع پر نظمی نے اپنے فیض کے منبع کو چھپایا نہیں ہے۔ چھپائے وہ جو کسی اور کا مال تاک رہا ہو۔ بفضلہٖ تعالیٰ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خاندانِ برکات کے چشم و چراغ تھے اور خاندانِ برکات کا بچہ بچہ ان کو اپنی بپوتی سمجھتا ہے۔ البتہ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ نظمی نے ایسے تمام موقعوں پر جہاں اعلیٰ حضرت کے کسی مصرعے کو استعمال کیا ہو یا ان کی کوئی زمین لی ہو یا ان کا کوئی مضمون اپنے شعر کے لیے پسند کیا ہو، ہر جگہ اس بات کا اہتمام رکھا ہے کہ شعر نظمی میں آکر اس عظیم المرتبت شاعر کے مضمون، مصرعے یا زمین میں ایک نئی اور دل خوش کن بات پیدا ہو جائے۔ میں ایسے تمام موقعوں کو توارد نہیں بلکہ امام الکلام کے تئیں نظمی کا خراج عقیدت تصور کرتا ہوں۔

نظمی کی نعت گوئی کی ایک امتیازی صفت ہندی کے مدھر بولوں کا استعمال ہے۔ یہ وہ ہندی نہیں جس میں آکاش وانی کی خبریں نشر ہوتی ہیں بلکہ یہ وہ بولی ہے جو دو بڑے تمدنوں کے سنگم سے وجود میں آتی ہے۔ نظمی نے اپنے اجداد کا یہ گر سیکھا کہ تبلیغ عشقِ رسول کا جو ذریعہ انھوں نے اختیار کیا ہے یعنی نعت گوئی، وہ کبھی کبھی ایسی زبان میں بھی ہو جسے عوام آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں اور جسے سمجھنے کے لیے عربی فارسی کے مشکل الفاظ سدِّ راہ نہ ہوں۔ چوکھا رنگ، ملنگ، دبنگ، پیم، سونے نین، چرن اور ان جیسے کتنے ہی الفاظ نظمی کی اس صنعت کے آئینہ دار ہیں۔ نظمی کی ایک مشہور نعت کے تمام قافیے ٹھیٹھ ہندی کے ہیں جیسے دن دن دنا دن، سنا سن، ٹنا ٹن، کھنا کھن وغیرہ وغیرہ۔

اس مجموعے میں ایک قابلِ لحاظ حصہ منقبتوں پر مشتمل ہے۔ مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ، غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خواجۂ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلطان العاشقین حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اپنے جدِّ بزرگوار حضرت سید بشیر حیدر آلِ عبا علیہ الرحمۃ، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ، اپنے والد ماجد سرکار سید العلماء

علیہ الرحمۃ والرضوان، اپنے عم محترم حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں منقبتیں جہاں ایک طرف شعری کمال کا نمونہ ہیں وہیں نظمی اور ممدوح سے ان کی محبت وعقیدت کا بھر پور ثبوت ہیں۔ خانوادہ سلسلۂ برکاتیہ کے متوسلین ان منقبتوں سے خوب خوب فیض اٹھائیں۔

جانشین حضور سید العلماء حضرت علامہ الحاج سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی، سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ نے مدائح مصطفیٰ سے لے کر نوازش مصطفیٰ تک کا سفر بڑے وقار، احتیاط اور تواتر کے ساتھ طے کیا ہے۔ دنیائے سنیت میں نظمی کا نام بحیثیت نعت گو محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ دل کش نعتوں اور منقبتوں کے اس مجموعے پر یہ چند صفحے لکھ کر میں نظمی کی شعری کائنات کے تعارف کا حق ادا نہیں کر رہا بلکہ اس ثواب میں شریک ہو رہا ہوں جو عشقِ نبی میں سرشار ان اشعار کو پڑھ کر گنہ گار کی قسمت میں ارزاں کر دیا جاتا ہے۔

نظام نظم نظمی پر کچھ قطعے ہو گئے ہیں۔ میں اپنے بھائی صاحب قبلہ کی خدمت میں خراجِ عقیدت کے طور پر پیش کر کے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

شعر نظمی کرامت عشقی ۔۔۔ نظم نظمی عنایت عینی
آؤ دستِ دعا بلند کریں ۔۔۔ زندہ باد اے بلاغت نظمی

نعت نبی میں رخش قلم ہے رواں دواں ۔۔۔ ہر شخص جھومتا ہے کہ ہو پیر یا جواں
احمد رضا کا فیض تھا نظمی کے شعر میں ۔۔۔ برکت ملی تو اور بھی چلنے لگی دوکاں

بلندی مضامیں کا تو ہر مصرع ہی حامل ہے ۔۔۔ زباں دانی کی رو سے ان کا ہر ہر شعر کامل ہے
نظام نظم نظمی کا تمھیں ہم راز بتلا دیں ۔۔۔ نبی کا عشق ان کی نعت کے شعروں میں شامل ہے

آلِ عبا سے پائی تھی وہ سب دوا بھی دی ۔۔۔ سید میاں نے ساتھ میں اپنی ادا بھی دی
سید میاں کے بعد بھی نظمی غنی رہے ۔۔۔ حضرت حسن نے داد بھی دی اور دعا بھی دی

❁❁❁❁

(یہ مقدمہ نظمی کے شعری مجموعے ''نوازشِ مصطفیٰ'' کے لیے ۶؍ ستمبر ۱۹۹۷ء کو لکھا گیا۔)

قلم کا دھنی نظمی

پروفیسر ڈاکٹر انور شیرازی، لندن

مولینا سید آلِ رسول نظمی سے میری ملاقات پریسٹن میں ہوئی تھی جب وہ سنّی دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں شرکت کرنے آئے تھے۔ پہلی نظر میں وہ مولینا ہی لگے، کہیں سے کہیں تک شاعر نہیں۔ پھر میں نے ان کی تقریر سنی۔ شستہ انگریزی میں خوب صورت الفاظ سے سجی ہوئی ان کی مختصر سی تقریر۔ آخر میں انھوں نے اپنی ایک نعت سنائی۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کرلیا کہ ان سے مل کر ہی اپنے گھر لوٹوں گا۔ اجتماع کے بعد منتظمین انھیں بھیڑ بھاڑ سے بچانے کے لیے جلسہ گاہ سے جلد ہٹا لے گئے، اس طرح میں ان سے بالمشافہ گفتگو کا شرف حاصل نہ کرسکا۔ میں نے کچھ لوگوں سے بات کی تو معلوم ہوا کہ نظمی صاحب کا لندن کا بھی پروگرام ہے۔

نظمی صاحب سے میری تفصیلی ملاقات لندن کے سنّی اجتماع کے بعد ہوئی۔ ان سے غائبانہ تعارف ان کی تحریر کردہ سورۂ بقرہ کی انگریزی تفسیر نظم الٰہی کے توسط سے ہو چکا تھا۔ ان کی تحریر میں مجھے کافی پختگی کا احساس ہوا۔ ان کے باتیں کرنے کا انداز ظاہر کرتا ہے کہ وہ کافی ذہین اور وسیع المطالعہ انسان ہیں۔ شخصیت میں ٹھہراؤ غالباً اس لیے ہے کہ وہ انڈیا گورنمنٹ کے محکمۂ اطلاعات ونشریات میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ آپ یقین جانیں کہ جب نظمی صاحب نے یہ بتایا کہ اردو انھوں نے ابن صفی سے سیکھی ہے، تو مجھ پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ارے، یہ تو میرے استاد بھائی نکلے!

نظمی صاحب کے دیوان کا مسودہ جس وقت ملا، میں نے اپنی خوش قسمتی سمجھا کہ مجھے اس قابل جانا گیا کہ میں کلام نظمی پر کچھ لکھ سکوں۔ میں نے مسودہ سطر سطر پڑھا۔ یوں محسوس ہوا کہ میں کلامِ رضا پڑھ رہا ہوں۔ اتنی مشابہت، اتنی مماثلت، اتنی مطابقت یقیناً نظمی کو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے بہت کچھ ملا ہے۔ نظمی صاحب کا تعلق ایک بہت عظیم علمی گھرانے سے ہے اور ان کے اندر اپنے اسلاف کی ساری فضیلتیں پائی جاتی ہیں۔ مجھ تک یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ جس خانوادہ سے اعلیٰ حضرت کو بیعت کا شرف حاصل تھا، نظمی اسی خانوادے کے فرد ہیں۔ ایسی صورت میں نظمی اور رضا کی مشابہت کوئی تعجب کی بات

نہیں ہے۔

نعت دراصل غزل کے خاندان کی ہی ایک رکن ہے۔غزل اگر محبوب سے باتیں کرنے کا نام ہے تو نعت محبوب خدا کی باتیں کرنے کا نام ہے۔فرق یہ ہے کہ غزل میں مضمون کی بھرپور آزادی رہتی ہے جبکہ نعت میں قدم قدم پر احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے کچھ کہنے سے پہلے سو بار سوچنا پڑتا ہے۔یہی وہ نزاکت ہے جس کی وجہ سے اردو ادب میں بہت کم لوگ نعت کے میدان میں اتر سکے۔نعت کہنے کے لیے جو لوازمات درکار ہیں ان میں سب سے بنیادی چیز ہے عشقِ رسول۔اگر نعت کہنے والے کے دل میں ممدوح کی سچی محبت نہیں ہے تو اس کے اشعار محض بھرتی کی شاعری تک محدود رہیں گے۔نظمی صاحب آلِ رسول ہیں، نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان کی رگوں میں خون کی جگہ دوڑ رہی ہے۔خانقاہی ماحول نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔اسی لیے ان کے اشعار عشقِ رسول سے سرشار نظر آتے ہیں:

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا　　　　کیا کیا چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا

ایک اور جگہ وہ اپنے عشق کا اظہار یوں کرتے ہیں:

خود سے پوچھا جو کبھی اپنا پتہ بھولے سے　　　　جانے کیوں کوچۂ طیبہ کی طرف دھیان گیا

اور:

فراق کوئے نبی میں بڑھا جنوں حد سے　　　　یہ کیا ہوا کہ ہم اپنا پتہ ہی بھول گئے

اس قسم کے مدہوشی والے اشعار نظمی کے کلام میں جا بجا موجود ہیں مگر نظمی کبھی بہکے نہیں۔ احتیاط کا دامن ہمیشہ ان کے ہاتھ میں رہا۔یہاں سے یہ پتہ چلا کہ نظمی کو شریعت اور طریقت دونوں کے رکھ رکھاؤ کی تمیز خاندانی ورثے میں ملی ہے۔اور اسی تمیز نے انھیں کلامِ رضا کے بہت قریب کر دیا ہے۔

نظمی نے نعتیں بڑی سلیس زبان میں کہی ہیں۔انھوں نے نام نہاد جدیدیوں کی طرح مبہم اور غیر معروف اصطلاحوں کا سہارا نہیں لیا۔وہ اپنے قاری پر اپنی علمی قابلیت یا دوسرے الفاظ میں اپنے گولڈ میڈلسٹ ہونے کا رعب بھی نہیں ڈالتے۔بڑے سیدھے سادے انداز میں سیرتِ نبی کے مختلف زاویوں کو شعری روپ میں ڈھالا ہے انھوں نے۔ایسا کرنا آسان کام نہیں ہے۔دو مصرعوں کی حد میں رہ کر ایک پوری تاریخ بیان کر جانا مشاقی کا متقاضی ہے۔نظمی صاحب کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔ان

میں سے ایک ایک شعر کے پس منظر میں گھنٹوں تقریر کی جا سکتی ہے۔

جب اُحد میں مرے آقا زخمی ہوئے کھلبلی مچ گئی سارے اصحاب میں

چاند طیبہ کا بدلی میں کیا چھپ گیا چھا گئی تھی فضا ماتمی ہر طرف

یہ شعر بھی دیکھیے:

حضور بھولے نہ وقت رخصت امانتوں کی دیانتوں کو

علی سے پوچھو کہ تھیں وہ کیسی امانتیں بے مثال ان کی

اور یہ شعر:

حضرت جابر کے گھر کی دعوت کی تھی کیا شان

ریزہ ریزہ مالکِ کُل کی برکت سے بھرپور

یہ شعر بھی کتنا بولتا ہوا ہے:

وہ غار کہ جس نے اک تاریخ بنائی ہے   اس غار کو کیا کہیے، اس یار کو کیا کہیے

نظمی کے شعروں میں تاریخ اسلام کے اہم واقعات نظر سے گزرتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نظمی اسلامی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ویسے تو انھوں نے آزاد نظم کے پیرائے میں تاریخ اسلام کے عنوان سے ایک پوری کی پوری نظم تخلیق کی ہے جس میں ان کی عروضی چابک دستی سطر سطر جھلکتی ہے۔ ایک اور آزاد نظم میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ اقدس سے قبل عرب کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے نظمی الفاظ کی جادوگری کا بڑا ہی مؤثر انداز پیش کرتے ہیں:

عرب،

جہاں تھے زبان والے

زبان دانی پہ جن کو اپنی بڑا تھا غرّہ

زمانے بھر کی برائیوں کو

جو نیکیوں میں شمار کرتے

شراب پیتے

قمار بازی پہ ناز کرتے

عرب کی شمشیر بات بے بات
اِس پہ گرتی اُسے گراتی
عرب!
جو بیٹی کو پیدا ہوتے ہی
زندہ در گور کر رہے تھے
عرب!
جو کعبے میں بت سجا کر
مطاف میں ڈھول اور تاشوں کی گت پہ
اپنی جہالتوں کو، روایتوں کو، ضلالتوں کو
نہ جانے کب سے نچا رہے تھے
تجارت ان کی عروج پر تھی
مگر وہ خود
گم رہی کے سکوں کی کھن کھنا کھن پہ
مست و مدہوش
بت پرستی کی منڈیوں میں
ضمیر و ایمان اور عقیدے کو
مفت نیلام کر رہے تھے۔
یہ وقت وہ تھا کہ ساری دنیا میں
ربِ واحد کے ماننے والے
چند افراد رہ گئے تھے
شریعتیں گم رہی میں گم تھیں
طریقتیں کج روی میں ضم تھیں
حقیقتیں بدعقیدگی کے الاؤ پر چرمرا رہی تھیں

نصیحتوں کے گلے میں
طوق ملامت ولعن
جانے کب سے پڑا ہوا تھا۔

مندرجہ بالا اقتباس میں ذرا نظمی کے الفاظ کی نشست ملاحظہ کیجیے۔ ایک ایک لفظ گویا صیقل کیا ہوا، پھر بھی کہیں ثقل نہیں، ابہام نہیں۔

نظمی نے اپنی نعتوں کے لیے زمینیں منتخب کرنے میں بھی کافی مہارت دکھائی ہے۔ روایتی زمینوں کے علاوہ انھوں نے کچھ ایسی سنگلاخ زمینیں بھی چنی ہیں، جہاں دوسرے شاعر قدم رکھتے ہوئے دوبار سوچیں۔ چند ایک مثالیں دے رہا ہوں:

کعبے کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط　　ہاتوں میں حشر تک رہے دامن مصطفیٰ فقط
فخر دوعالم نور مجسم رحمت سے بھرپور　　رب نے انھیں بخشے ہیں خزانے نعمت سے بھرپور
اے صبا لے کے تو آ ان کے بدن کی خوشبو　　میں بھی سونگھوں ذرا جنت کے چمن کی خوشبو
بحر و بر، برگ و شجر، پانی و پتھر خاموش　　سامنے آقا کے عالم ہیں سراسر خاموش

یہ اور ایسی ہی کئی اور دشوار زمینوں میں قلم کا ہل چلا کر نظمی نے اچھے اشعار کی فصل اگائی ہے۔ نظمی کی دشوار پسندی اس حقیقت سے پہچانی جاسکتی ہے کہ ان کی کچھ نعتوں کے ردیف اتنے ادق ہیں کہ دوسروں کے لیے ان میں ایک شعر سے زیادہ نکالنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً حدیث، بہت، گریز، اساس، اخلاص، بارش، محفوظ، شعاع، وغیرہ۔

نظمی کے کلام کی ایک اور بنیادی خصوصیت ہے ان کی احتیاط۔ وہ پوری طرح اس فلسفے میں یقین رکھتے ہیں کہ ؎

با خدا دیوانہ باشد، با محمد ہوشیار

نظمی کا کلام شروع سے آخر تک پڑھ جائیے، کہیں بھی ایسی جگہ نہیں ملے گی جہاں اعتراض یا تنقید کی انگلی رکھی جاسکے۔ نظمی کے قلم کا کمال یہ ہے کہ وہ حد بھر احتیاط کے دائرے میں رہ کر جو کہنا چاہتے ہیں، کہہ گزرتے ہیں:

ذکرِ مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں　　احمد و اُحد میں اک میم کی مسافت ہے

ملاحظہ ہو کتنا نازک مضمون نظمی کتنی آسانی سے بیان کر گئے۔ ایک اور شعر دیکھیے :

شعور کے رخ سے اُٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے
وہ ربِّ واحد یہ عبدِ واحد، یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے

اور یہ شعر:

اُن کے در اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا — مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتہ ہو

اس شعر کی نزاکت بھی ملاحظہ ہو:

ہزار سجدے کریں ان کی ذات کو، کم ہے — ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے

ان اشعار میں نظمی کی بے باکی بھی ہے ساتھ ہی وہ احتیاط بھی جو ان کے خاندان کی روایت رہی ہے۔ غالباً یہی احتیاط کلامِ رضاؔ اور کلامِ نظمی میں مماثلت کا سبب بنی ہے۔ رضاؔ کا اثر نظمی پر کافی گہرا پڑا ہوا ہے۔ اس کا اعتراف وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں:

پرتو کلک رضا لاریب نظمی کا قلم — فیض نے ان کے مجھے حسّاں بنا کر رکھ دیا
نعت گوئی نظمی نے سیکھی حسّان الہند سے — نعت کہتے تھے بریلی میں جو طیبہ دیکھ کر
ہے فیضِ رضا نظمی تیرے قلم پر — کیے جا یوں ہی نعت و مدحت کی نازش
فیض ہے کلکِ رضا کا یہ ہے مرشد کا کرم — نظمی کی نعتیں سنیں رہ کے سخن ور خاموش

نظمی کے اس مجموعے میں دو نعتیں عجوبۂ روزگار ہیں۔ کم از کم میں نے اب تک کی اپنی علمی ادبی زندگی میں اتنی لمبی بحروں میں نعتیں نہ پڑھیں نہ سنیں۔ یہی آرزو ہے یہی جستجو ہے۔۔۔ فقرے سے شروع ہونے والی نعت یقیناً دنیا کی طویل ترین بحر کی نعت ہے، جس کا ایک مصرع ایک سانس میں پڑھنا مضبوط دَم والے انسان کے لیے بھی بہت دشوار ہے۔ دوسری نعت پہلی نعت سے بھی لمبی بحر میں ہے۔ یہ نعت اس فقرے سے شروع ہوتی ہے۔ کیا ہوا آج کہ خوشبو سی ہواامیں ہے۔۔۔۔ نعت کے میدان میں نظمی کا یہ تجربہ یقینا اچھوتا ہے۔ وقت نہیں ہے ورنہ ان دونوں نعتوں کی تقطیع تفصیل سے پیش کرتا۔

نظمی نے اس مجموعے میں اپنا ہندی کلام بھی شامل کیا ہے۔ میں نے بچپن میں ہندی پڑھی تھی۔ برسوں سے کوئی رابطہ نہ رہنے کی وجہ سے بہت گاڑھی ہندی سمجھنا میرے لیے مشکل ہے۔ نظمی نے کہیں کہیں بہت مشکل زبان استعمال کی ہے۔ اگر ساتھ ہی ساتھ اردو میں ترجمہ نہ دیا ہوتا تو ان کی

ہندی سمجھنا دقت طلب مسئلہ بن جاتا۔ ہندی جاننے اور سمجھنے والے حضرات یقیناً نظمی کے ہندی کلام سے محظوظ ہوں گے۔ سنتے ہیں کہ ان کی سنسکرت نعت ہندوستان کے بیشتر خطوں میں کافی مقبول ہوئی ہے اور کئی لوگ اس نعت سے متاثر ہوکر مشرف بہ اسلام بھی ہوئے ہیں۔ نظمی کے لیے یہ بات باعثِ سعادت ہونی چاہیے کہ ان کا کلام ان کی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کے لیے باعث ہدایت بنا۔

زیر نظر شعری مجموعے میں نظمی نے کلام الامام امام الکلام یعنی رضاؔ قدس سرہ کی نعتوں پر تضامین لکھی ہیں۔ اردو نعتیہ شاعری میں بہت کم لوگوں نے کلامِ رضا میں پیوندکاری کی جسارت کی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند نہیں لگایا جاتا۔ نظمی نے سترہ نعتوں پر تضامین لکھی ہیں اور ہر نعت میں مخمل کے ساتھ مخمل کا ہی جوڑ لگایا ہے۔ دو ایک مثالیں پیش ہیں:

انگلیوں سے چشمے جاری ہوں وہ ان کا دست پاک　　بادشاہی جس پہ ہو قرباں وہ ان قدموں کی خاک
معجزاتِ مصطفیٰ کی سارے عالم میں ہے دھاک　　سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

یہ بندش بھی ملاحظہ ہو:

ملک و جن و بشر ارض و سما، ان کی اُمت میں ہے ساری اقلیم
نعمتیں حق سے ملی ہیں ان کو رب نے بخشی ہے انھیں شان کریم
رافع و دافع و نافع شافع، شاہد جلوہ رحمٰن و رحیم
اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

نظمی نے اپنی قوتِ تخلیق کے اظہار کے لیے نعت کا میدان چنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ خالص غزل لکھتے تو شاید اتنے کامیاب نہ ہوتے۔ نعت کے میدان میں قرآن اور حدیث کے ماخذ نے نظمی کے قلم کو بڑا اسہارا دیا ہے اور یہی ان کی کامیابی کا راز بھی ہے۔ نظمی کے مضمون کو جب اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی سند حاصل ہو جاتی ہے تو ان کے قاری یا سامع کو سب کچھ جانا پہچانا سا لگتا ہے۔ اس مجموعے میں نظمی کے قلم کی جولانیاں ایک قلم نامہ کے روپ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ یوں تو قلم کو کئی شاعروں نے موضوع سخن بنایا ہے لیکن نظمی کا قلم جب اٹھا ہے تو ایک منفرد انداز لیے ہوئے۔ اس

نظم میں آمد ہی آمد ہے۔

اس مجموعے کا ایک بڑا حصہ منقبتوں پر مشتمل ہے۔ یہاں بھی نظمی کی شعری صلاحیت شباب پر ہے۔ مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم اور قطب الاقطاب محبوب سبحانی سرکار غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں انھوں نے بڑی مرصّع منقبتیں قلم بند کی ہیں۔ شہزادۂ گلگوں قبا شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت بھی دل کو چھو لینے والی ہے۔ ہوسکتا ہے ہر سال محرم کی مجلسوں میں یہ خاصے کی چیز بن جائے۔ ان کا یہ شعر تو نادر روزگار ہے:

وہ ہات جس کو یزیدی اسیر کر نہ سکے　　　وہ ہات سبط نبی کا ہے باوضواب تک

نظمی نے اپنے دیوان میں ایک ایسی صنف سخن کو جگہ دی ہے جسے عام طور سے ادبی دنیا سنجیدگی سے نہیں لیتی۔ شادی بیاہ کے موقع پر سہرے نظم کیے جاتے ہیں جن کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ نکاح کے بعد محفل میں پڑھے جائیں اور دولھا دولہن دونوں کے گھر والوں سے پیسے وصول کیے جائیں۔ اس کوشش میں شاعری کم اور تک بندی زیادہ نظر آتی ہے۔ انڈیا میں ہمارے ایک کرم فرما شاعر تھے انھوں نے تقریباً دو درجن اشعار پر مشتمل ایک مستقل سہرا موزوں کر کے محفوظ رکھ لیا تھا جب کوئی ان سے سہرا لکھنے کی فرمائش کرتا تو وہ اسی فریم میں دولھا دولہن کے گھر والوں کے نام فٹ کر کے ایک نیا سہرا تیار کر دیتے تھے۔ نظمی کے لکھے ہوئے سہرے مختلف ہیں۔ ان میں فنِ نعت کی گہرائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ نظمی نے سہروں کے علاوہ رخصتیاں بھی لکھی ہیں۔ ان میں بھی ان کا انداز سڑک چھاپ تک بند شاعروں سے مختلف ہے۔ سہرے ہوں یا رخصتیاں، ان کا تعلق ذاتی معاملات سے ہے، لیکن جب نظمی جیسا چابک دست نعت گو شاعر اس میدان میں طبع آزمائی کرتا ہے تو یہ شاعری ذاتی معاملات سے باہر نکل کر اجتماعی محسوسات تک پہنچ جاتی ہے۔

نظمی کا میدان بنیادی طور پر روحانیات ہونا چاہیے کیونکہ وہ جس خاندانِ عالی سے تعلق رکھتے ہیں اس کا یہی تقاضا ہے۔ مگر میں جس نظمی سے ملا وہ روحانیات کے علاوہ فلمی ادب، جاسوسی ادب، زرد صحافت وغیرہ جیسے نازک موضوعات پر بھی کافی گہری نظر رکھتا ہے۔ تقریباً چونتیس کتابوں کے مصنف نے مجھ سے عالمی مذاہب کے تقابلی موازنے پر کافی تفصیل سے گفتگو کی، کبھی مجھے ایسا لگا کہ میں پنڈت آلِ رسول سے مخاطب ہوں اور کبھی یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے فادر آلِ رسول بیٹھے ہوئے ہیں۔

نظمی اپنے ہر رنگ میں منفرد لگے۔

آخر میں نظمی صاحب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انھوں نے مجھے کچھ لکھنے کے قابل سمجھا۔ یہ چند سطور میں نے اس لیے قلم بند کی ہیں کہ ایک عاشقِ رسول کی توصیف کا ثواب حاصل کر سکوں۔ ویسے نظمی میاں تو آلِ رسول بھی ہیں۔ ان کے ساتھ لگا رہوں گا تو میری بھی نجات ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆

۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء

(افسوس میرے کرم فرما پروفیسر صاحب موصوف ستمبر ۲۰۰۷ء کو دل کا دورہ پڑنے کے سبب دار فانی سے کوچ کر گئے۔)

برکاتی ناظم۔۔۔حضرتِ نظمی

از: علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)

خاندانِ برکات میں نظم گوئی کی روایت خاصی قدیم ہے۔میر عبدالواحد شاہدیؔ بلگرامی، مخدوم صاحب البرکات عشقیؔ وپیمیؔ مارہروی، سید شاہ حمزہ عینیؔ مارہروی، سید شاہ آلِ احمد اچھے میاں، سید شاہ ابوالحسین احمد نوری نورؔ مارہروی، تاج العلماء سید اولادرسول محمد میاں فقیرؔ مارہروی، سید العلماء سید شاہ آلِ مصطفیٰ سیدؔ مارہروی، احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسنؔ مارہروی قدست اسرارہم شعر وسخن کے روشن نمائندے ہیں۔حضرت سید آلِ رسول حسنین میاں نظمیؔ مارہروی، حضرت سید محمد اشرفؔ مارہروی اور حضرت سید سبطین حیدر لطفیؔ مارہروی نے اس سلسلۂ نور کو آگے بڑھایا اور عرشِ سخن سے خاندانِ برکات کی شاندار نمائندگی فرمائی ہے۔

تقریباً تیس سال ہوتے ہیں جب سے حضرتِ نظمیؔ کا قلم **ورفعنا لك ذكرك** کی برکتیں سمیٹ رہا ہے۔اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ اور استاذ زمن حضرت حسنؔ بریلوی کے بعد حضرت نظمیؔ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اردو زبان میں فن نعت کی اتنی مبسوط اور ایسی مقبول خدمت کی سعادت حاصل کی ہے۔کلام رضاؔ کے بعد شعر نظمیؔ جہانِ نعت میں سکّہ رائج الوقت کی مانند چلا کرتا ہے۔یہ سعادت، وسعت اور مقبولیت یوں ہی نہیں بلکہ حضرت نظمیؔ کا جذبِ عشق، عرفانِ فن، وسعتِ مطالعہ، نعت گوئی سے والہانہ ربط، ان سعادتوں کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔یہی سبب ہے کہ شعر نظمیؔ کی تان قلب وروح پر دستک دیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے:

ذرا چھیڑ تو نغمۂ قادریت کہ ہر تار بولے گا تن تن تنا تن
تری روح ہرگز رہے گی نہ رقصاں جو گردش میں رہتی ہے گن گن گنا گن

حضرت نظمیؔ کی نعتیہ شاعری، خود ان کے قول کے مطابق، حسّان الہند امام احمد رضا برکاتی قدس سرہ کی فیض یافتہ ہے۔جب آپ امام اہلِ سنّت احمد رضا کے مزارِ پر انوار پر حاضر ہوئے، اسی وقت سے آپ کی شعری فکر نے خیابانِ نعت کو اپنے لیے منتخب کیا۔پھر کسی اور سمت توجہ نہ ہوئی ورنہ اس

سے پہلے غزلوں اور نظموں سے بھی رشتہ استوار تھا۔ نظمی کا یہ شعر تو موجودہ دور کے نازک حالات کے پیش نظر ایک آفاقی پیغام کی حیثیت رکھتا ہے:

ہم کو تو فرصت نہیں ملتی محبت کے لیے
لوگ پا جاتے ہیں کیسے وقت نفرت کے لیے

مگر جب زبان قلم کو نعت کی چاشنی ملی تو بہار یہ رنگ کو خیر باد کہہ کے صرف اور صرف مدحِ رسول ﷺ کے لیے وقف ہو گئے۔ اور اردو شاعری کی نعتیہ روایت کے سب سے بڑے امین حضرت رضا محدث بریلوی کو اپنا مصدر فیض بنایا۔ آپ کے مجموعہ کلام سے "فکرِ نظمی مظہرِ فکر رضا" کے آئینہ دار ڈھیر سارے اشعار اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ آپ کا معروف شعر ہے:

یہ فیض کلکِ رضا ہے جو شعر کہتا ہوں
وگرنہ نعت کہاں اور کہاں قلم میرا

حضرت نظمی کا دیوان یکجا صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ اصحابِ فن اس کی خوبیاں تفصیل کے ساتھ رقم کریں گے۔ میں شعرِ نظمی کے چند نمائندہ خصائص کے اشاریے سے اس تاثراتی تحریر کو مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

☆ **عشقِ رسول:** جذبِ عشق کے بغیر جاندار شعر نہیں کہا جاسکتا اور بولتی ہوئی نعتیہ شاعری تو والہانہ عشق رسالت مآب ﷺ کے بغیر دو گام نہیں چل سکتی۔ بارگاہِ رسالت سے حضرت نظمی کو بفضلہٖ تعالیٰ متعدد نسبتیں حاصل ہیں۔ نجیب الطرفین سیادت کے بعد دوسری ممتاز نسبت مدحتِ مصطفائی کی ہے اور حق یہ ہے کہ آپ کی شاعری نے جذبوں کی اس والہانہ وابستگی کا حق ادا کر دیا۔ یہ شعری کیف اظہار سے زیادہ احساس سے تعلق رکھتا ہے۔

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا
کیا کیا چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا!

اور عشقِ مصطفیٰ کی یہ لطافت ملاحظہ ہو:

نظمی کفن میں یونہی نہیں مسکرائے ہے
دیدارِ مصطفیٰ کی اسے پوری آس ہے

☆ **فنی مہارت:** حضرتِ نظمی کی شاعری میں جھول بالکل نظر نہیں آتا۔ رواں دواں اسلوبِ شعر کی ہر جگہ حکمرانی دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ آپ بڑی ٹیڑھی ترچھی زمینوں کا انتخاب فرماتے ہیں، پیچیدہ اور نادر قافیے بھی استعمال کرتے ہیں لیکن پھر بھی شستگی کی فضا برقرار رہتی ہے اور پڑھنے سننے والے اکتاہٹ نہیں محسوس کرتے۔ یہ فن نعت کی برکت بھی ہے اور حضرت نظمی کی شعری کرامت بھی۔ عروضی سطح پر بھی آپ کی فنی مہارت کے روشن ثبوت ہیں۔ اس مجموعے میں حضرت نظمی کی دو طویل بحر کی نعتیں غالباً دنیائے سخن میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ مضبوط سے مضبوط سانس والے نعت خواں کے لیے ایک مصرعہ ایک سانس میں پڑھنا محال نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ حضرت نظمی کی سنسکرت نعت اور برج بھاشا کے دوہے اور چھند آپ کے فنی تنوع کو درشاتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ آپ قدیم و جدید، مشرق و مغرب کی ادبیات پر وسیع نظر رکھتے ہیں۔

☆ **شعری معنویت:** کلامِ نظمی کی شعری فضا معنویت کی بھرپور رونقیں رکھتی ہے۔ ہر شعر پیغامیہ اور معلوماتی ہوتا ہے۔ بھرتی کے اشعار دور دور تک نظر نہیں آتے۔ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، سیرتِ طیبہ، تاریخ اسلام اور بزرگوں کے مقدس حالات کی ترجمان ہے آپ کی شاعری۔ اس کا سبب یہی ہے کہ آپ فن کو فن کی حیثیت سے برتتے ہیں اور جب تک فکر، فن کے معیار کا ساتھ نہیں دیتی، آپ شعر نہیں کہتے۔ فکر و فن کا یہ حسیں امتزاج کہیں کہیں پڑھنے اور سننے والے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ نظمی کا یہ شعر یقیناً الہامی ہے۔ نظمی کی نعتوں میں ایسے اشعار جا بجا ملیں گے:

شعور کے رخ سے اُٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتھوں گماں کے پردے

وہ ربِّ واحد یہ عبدِ واحد، یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے

حضرت نظمی کے اس شعر کی مضمون آفرینی ملاحظہ ہو:

حبیب دو ہوں تو محبوبیت کا کیا مطلب

بنایا دوسرا احمد نہ دستِ قدرت نے

☆ **مطالعہ کی وسعت:** فن میں تنوع اور گہرائی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب صاحبِ فن کا فکری کینوس وسیع ہو اور معلوماتی ذخیرہ وسیع تر۔ جب تک صحیفۂ کائنات پر وسیع نظر نہ ہوگی، اس وقت تک فکر و فن میں ایک نئی شان نہیں پیدا ہو سکتی۔ حضرت نظمی کے فکری اچھوتے پن اور فنی تنوع کا راز بھی

یہی ہے کہ آپ کا مطالعہ کائنات وسیع ہے۔ آپ اس قرآن کا مطالعہ تو کرتے ہی ہیں جو وحی الٰہی کی صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا۔ ساتھ ہی آپ اس قرآن کا مطالعہ بھی بہت غور سے کرتے ہیں جس کی آیتیں مختلف مظاہرِ قدرت کے روپ میں ہمارے چاروں طرف بکھری ہوئی ہیں۔ حضرتِ نظمی کا کہنا ہے کہ جو انسان روزانہ اُگتے ڈوبتے سورج کو غور سے دیکھنے اور خالق کائنات کی قدرت کا اعتراف کرنے کی عادت ڈال لے اس کا ایمان کبھی متزلزل نہیں ہوسکتا۔

حضرت نظمی اسلامیات، ادبیات، لسانیات میں مہارت رکھتے ہیں۔ ہندی، انگریزی ادبیات پر گہری نظر ہے اور مابعد جدیدیات کے شعری دھاروں سے بھی واقفیت ہے اس لیے جہاں وہ رضا، میر، محسن، اقبال، غالب، ٹیگور کے شعری سرمائے کا مطالعہ رکھتے ہیں وہیں ورڈس ورتھ، کیٹس، شیلے، بائرن جیسے مغربی ادیبوں کے فکری رجحانات سے شناسائی بھی۔ اس مطالعہ جاتی وسعت اور معلوماتی آفاقیت کے اثرات آپ کی نظم اور نثر دونوں میں نمایاں ہیں۔

☆**حق گوئی:** حضرت نظمی کے اوصافِ جمیلہ میں حق گوئی مجھے بہت بھاتی ہے۔ آپ کے خاندان کی روایت بھی یہی رہی ہے۔ حق کہنے میں کسی منفعت، رعب اور شوکت کو آپ خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ دستورِ حق پسندی آپ کے معمولاتِ حیات میں بھی ہے اور نثر و نظم کی نگارشات میں بھی۔ اسی لیے آپ غرض کے بندوں، فتنہ پردازوں اور بد مذہبوں کے خلاف تیکھی لیکن بہت ڈھب کی تنقید کرتے ہیں۔

نجدیا پچھتائے گا تو ان شاء اللہ حشر میں
میرے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیکھ کر

اور یہ نشتر بھی ملاحظہ ہو:

شیخ نجدی بزمِ برکاتی میں آئے گا ضرور
یا رسول اللہ سنے گا بلبلاتا جائے گا

حضرت نظمی کی طنز نگاری بھی ادب نوازوں کے لیے خاصی دلچسپی رکھتی ہے۔ یہ شعر دیکھیے:

ہم تو پڑھتے ہیں کھڑے ہوکر سلام　　　بیٹھے جلتے رہیں تھانے والے

☆**صوتیاتی ترنم:** حضرت نظمی ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جن میں موسیقیت ہوتی

ہے۔ یہ الفاظ جب ایک دوسرے سے پیوست ہوکر چلتے ہیں تو ایک نہایت لطیف آہنگ دیکھنے کو ملتا ہے۔ لسانی ساختیات سے بھرپور شاعری کے مالک حضرت نظمی کے فکری چشمے کی روانی دیکھ کر ایک پاکیزہ سی خواہش دل میں کروٹیں لیتی ہے کہ کاش اس قلم کے فیض سے انگریزی اور سنسکرت شاعری بھی فیض یاب ہوتی رہتی تو اپنے اور بیگانے دونوں نعت مصطفیٰ کی برکتوں سے شادکام ہوتے۔

حضرت نظمی کا نعتیہ سفر ''مدائح مصطفیٰ'' سے شروع ہوتا ہے پھر ''شانِ نعتِ مصطفیٰ''، ''تنویر مصطفیٰ''، ''عرفانِ مصطفیٰ''، ''نوازشِ مصطفیٰ''، مجموعہ ہائے کلام تسلسل کے ساتھ منظر عام پر آتے رہے۔ نوازشِ مصطفیٰ کے بعد چھ سال کا وقفہ رہا۔ مگر اس عرصے میں حضرتِ نظمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے نہیں رہے۔ کنز الایمان اور خزائن العرفان کا ہندی ترجمہ، بہارِ شریعت کے سولہویں حصے کا انگریزی ترجمہ، اسد الغابہ کا انگریزی ترجمہ اور خواتین اسلام کے لیے ایک ہینڈ بک گیٹ وے ٹو ہیون، یہ نثری تحفے حضرت نظمی نے دنیائے سنیت کو عطا کیے۔ ساتھ ہی ساتھ نعتیہ ادب میں بھی خاصے اضافے کیے۔ اب وہ سارا شعری سرمایہ یکجا طور پر الف بائی ترتیب کے ساتھ شائع ہونے جارہا ہے۔ جہانِ ادب عرصے سے آرزومند تھا کہ حضرت نظمی کا شعری سرمایہ کلیات کی صورت میں منظر عام پر آئے تاکہ بیک نگاہ جہانِ نعت کے شائقین اس اہم مجموعے سے استفادہ کرسکیں۔

الحمد للہ! نیازمندانِ نظمی کی دیرینہ آرزو اب پوری ہونے جارہی ہے۔ عصر رواں کے اردو ادب میں نعتیہ ادب کو فروغ مل رہا ہے۔ ایشیا اور یوروپ سے اس صنف سخن کے ترجمان کئی رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ یہ رسائل حضرت نظمی کی ممتاز نعتیہ شاعری پر خصوصی گوشے ترتیب دیں، یونیورسٹیوں میں شعر نظمی پر تحقیقی مقالے (Thesis) لکھوائے جائیں تاکہ جہانِ ادب سے فکر نظمی کا بھرپور تعارف ہو اور اردو دنیا ان کے نعتیہ افکار اور لب و لہجے کی انفرادیت سے خاطر خواہ استفادہ کرسکے۔

جہانِ نعت، جہانِ سنیت، جہانِ برکاتیت کو شعر نظمی کی جدید اور جامع اشاعت مبارک ہو۔

نیازمند

ساحلؔ

۱۷ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۶ھ

۲۴ جولائی ۲۰۰۵ء، یکشنبہ

چل مرے خامے......

''نظمی جیسے ہزاروں شاعر پڑے ہیں'' اپنے متعلق یہ الفاظ سن کر مجھے ذرا بھی برا نہ لگا۔ کیونکہ جن صاحب نے یہ الفاظ ادا کیے ہیں ان کی علمی قابلیت اور سخن فہمی سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ خوشامدی ٹٹّوؤں کے نرغے میں رہنے والے کا فکری تناظر ایسے ہی گھٹیا معیار کا ہوگا۔ میں نے جب اپنے متعلق ان حماقت مآب کا یہ ریمارک سنا تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا: ''شکر ہے کہ نظمی کی گنتی ہزاروں میں تو ہے۔ مگر آپ جناب کس گنتی میں ہیں ذرا یہ بتانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ نظمی کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے کچھ چاہنے والے جو مدینہ طیبہ میں رہ کر ملازمت یا کاروبار کرتے ہیں، وہ روزانہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے دربار میں حاضری کے دوران نظمی کی کم سے کم ایک نعت آقا ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کر دیتے ہیں۔ بے شک نظمی جیسے ہزاروں شاعر پڑے ہیں مگر کتنے ایسے خوش نصیب ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا کلام بارگاہِ رسالت میں پیش کیا جاتا ہے۔''بقول نظمی ؎

مجھ سے سو لاکھ پھرا کرتے ہیں بازاروں میں
تم سا کوئی بھی نہیں ملتا خریداروں میں

نظمی سے پہلے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرما چکے ہیں ؎

ایک میں کیا مِرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

کوئی کیا پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

نظمی نے اپنی شاعری کو کبھی کسی جاہل دنیادار کی پذیرائی کی نذر نہیں کیا اور نہ ان لوگوں کی طرح تک بندی کو اپنا شعار بنایا جو کسی نہ کسی طرح چند مصرعے جوڑ کر آرٹ پیپر اور مہنگے سرورق کے ساتھ ایک عدد دیوان شائع کر کے خود کو حسّان الہند کہلوانے کے فراق میں رہتے ہیں۔ میں نے کبھی کوشش کر کے کوئی نعت موزوں نہیں کی جسے عرف عام میں آورد کہا جاتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا کہ رات کے ڈھائی بجے آنکھ کھلی، اس احساس کے ساتھ کہ زبان پر کوئی مصرع مچل رہا ہے۔ فوراً کاغذ قلم سنبھال لیا اور پھر ایک کے بعد ایک شعر وارد ہونے لگے۔ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک مصرع ہوگیا تو دوسرے کے لیے ٹہلا جا رہا ہے، اضطراب کی حالت طاری ہے، پہلا مصرع بار بار گنگنا رہے ہیں تاکہ دوسرا مصرع ذہن کے دریچوں سے جھانکنے لگے۔ میں نے جب بھی نعت کہی پورے پورے اشعار کے

ساتھ کہی۔

ایک رات کو آنکھ کھلی تو ذہن میں ایک مصرع بار بار گونج رہا تھا ۔

شعور کے رخ سے اُٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے

بہت کوشش کے باوجود اس وقت اس مصرع پر گرہ نہ لگا پایا۔ اٹھتے بیٹھتے یہی مصرع ذہن پر چھایا رہتا۔ آخر ایک اور رات فجر کے وقت اس مصرع کے ساتھ آنکھ کھلی ۔

وہ ربِّ واحد، یہ عبدِ واحد، یہی ہے وحدت، یہی دوئی ہے

ایک اور رات کے پچھلے پہر آنکھ کھلی تو یہ شعر ذہن میں انگڑائیاں لے رہا تھا۔

ذکرِ مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں　　احمد و احد میں ایک میم کی مسافت ہے

ایک بار آنکھ کھلی تو یہ شعر دماغ میں گونج رہا تھا۔

ان کے درِ اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا　　مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتا ہو

ایک اور توارد ملاحظہ ہو:

ہزاروں سجدے کریں ان کی ذات کو، کم ہے　　ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے

اپنے شعری سفر کے دوران میں نے بارہا محسوس کیا کہ نعت موزوں ہونے سے قبل مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ طبیعت بھاری بھاری محسوس ہوتی ہے ہلکی ہلکی حرارت بھی ہو جاتی ہے اور جی بس یہی چاہتا ہے کہ کوئی مجھ سے بات نہ کرے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ ایسی حالت میں میری طبیعت شعر کی طرف مائل ہوتی ہے اور پوری نعت ہو جانے کے بعد ایسا لگتا ہے جیسے مجھے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

کبھی کبھی تو ایسا ہوا کہ میں اپنے تبلیغی دورے میں کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ موٹر گاڑی سے جا رہا ہوتا کہ اچانک نعت کا موڈ بن جاتا اور پھر اشعار کی آمد شروع ہو جاتی۔ کبھی دفتر کے راستے میں یا گھر آتے میں بس کے اندر یا ٹیکسی میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کرم ہو جاتا اور ان کی مدحت کے اشعار برسنے لگتے۔ سفر ختم ہوتے ہوتے نعت پوری ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ میری بہت سی نعتیں میرے تبلیغی اسفار کی دین ہیں۔ جن مقامات پر میں نے زیادہ نعتیں کہی ہیں ان میں رتلام، علی آباد، اورئی، بسّی اور مگہر شامل ہیں۔ ممبئی اور مارہرہ شریف میں بھی کافی نعتیں لکھی گئی ہیں۔

میں ان شاعروں میں بھی نہیں ہوں جو نعتیہ مشاعروں یا کسی بزرگ کے عرس کے لیے شاعری کرتے ہیں۔ ایسے شاعر شادی کے سہرے یا رخصتی لکھنے کے لیے زیادہ موزوں ہوتے ہیں۔ میرا شمار ان شاعروں میں بھی نہ کیا جائے جو اپنے قاری پر اپنی علم دانی کا رعب جمانے کے لیے مشکل مشکل الفاظ اور پیچیدہ مضامین شعر میں باندھتے ہیں، نئی نئی اور ناقابلِ فہم اصطلاحیں وضع کرتے ہیں۔ میں اکثر و بیشتر مروجہ اصطلاحیں استعمال کرتا ہوں اور حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ میری زبان آسان رہے۔

آیئے اب چلیں ایسی دنیا میں جہاں نعت کا گلشن مہک رہا ہے، منقبت کے غنچے کھلے ہوئے ہیں، حمد کے گلاب مشامِ جان کو معطر کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے اپنے کسی دیوان کے دیباچہ میں عرض کر چکا ہوں کہ میں نے نعت گوئی اپنے والد ماجد نقیب مسلک برکاتیت سید العلماء مولٰینا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفٰی قادری برکاتی نوری قاسمی علیہ الرحمۃ والرضوان، سجادہ نشین و متولی خانقاہ و درگاہِ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ و صدر الصدور آل انڈیا سنّی جمعیۃ العلماء سے سیکھی۔ شعر و سخن کے میدان میں حضور والد ماجد حضرت احسن مارہروی مرحوم کے شاگرد تھے اور حضرت احسن مارہروی حضرت داغ دہلوی کے ارشد تلمیذ تھے۔ اس طرح میرا شجرہ شعر گوئی داغ دہلوی سے جا ملتا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں مارہرہ شریف کے اسکول میں چھٹی یا ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ عرس کے دنوں میں ہم بچوں کی چاندی ہوتی تھی۔ بمبئی سے حضرت والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان تشریف لے آتے تھے اور گویا خانقاہ میں بہار آ جاتی تھی۔ قطبِ مارہرہ حضور ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ کے وارث و جانشین حضرت مہدی میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے چونکہ حضرت والد ماجد کو اپنی حیاتِ ظاہری میں ہی اپنی گدّی سونپ دی تھی اور ایک مجمع عام میں اپنے سجادہ کی حیثیت سے متعارف کرا دیا تھا، اس لیے حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ گیارہ رجب کے دن جو حضرت نوری میاں کا یوم وصال ہے، مارہرہ مطہرہ ضرور حاضر ہوتے اور اس دن کا قل ابّا حضرت ہی کے ذمّے ہوتا تھا۔ عرسِ نوری کی دوسری تقریبات میں ایک مشاعرہ بھی ہوتا تھا جو نعتیہ اور بہاریہ دونوں رنگ لیے ہوتا تھا۔ ابّا حضرت دونوں رنگوں کی تیاری سے آتے۔ شعر ہر رنگ میں اچھے کہتے تھے اور بہت کہتے تھے۔ ہوتا یہ تھا کہ اپنے شعری خزانے میں سے اچھے اچھے شعر اپنے لیے چن لیتے تھے اور آسان آسان شعر ایک کاغذ پر لکھ کر مجھے دے دیتے۔ پھر شروع ہوتی ریہرسل۔ ''مطلع عرض ہے''،

''شعر پیش کرتا ہوں''، ''شعر ملاحظہ ہو''، ''مقطع حاضر خدمت ہے'' یہ ساری اصطلاحیں مجھے سکھائی جاتیں۔ تلفظ پر بہت زور دیا جاتا۔ پھر ایک بار وہ پوری نعت یا منقبت یا غزل مجھ سے سنی جاتی اور جب ابّا حضرت میری کارکردگی سے مطمئن ہوجاتے تو مجھے مشاعرے میں جانے کی اجازت ملتی۔ یہیں سے میرے اندر خود اپنے شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ ابّا حضرت کو معلوم ہوا تو پہلی ہدایت یہ فرمائی کہ میں بار بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان ''حدائق بخشش'' پڑھا کروں۔ مجھے اس مشق میں کئی ایک نعتیں ازبر بھی ہوگئیں اور مختلف تقاریب میں وہ نعتیں پڑھنے بھی لگا۔ پھر میں نے شاعری شروع کردی۔ شروع شروع میں بہار یہ تک محدود رہا۔ حیدر تخلص رکھا مگر ابا حضرت کے حکم پر اسے بدل کر عاطف کرلیا۔ ایک دن دادا حضرت سید شاہ آلِ عبا صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ تخلص بڑا عجیب سا لگتا ہے اسے بدل ڈالو۔ میں نے عرض کیا آپ ہی کوئی اچھا سا تخلص تجویز فرمادیں۔ اس پر دادا صاحب نے عشقی، عینی اور نوری کے وزن پر مجھے نظمی تخلص عطا فرمایا۔ یہ دادا حضرت کی عطا کی برکت ہے کہ آج یہ تخلص میرے لیے سعادت کا دوسرا نام بن گیا ہے۔

میں نے قلم کا سفر ۱۹۵۸ء میں ایک کہانی سے شروع کیا تھا۔ یادگار کے عنوان سے یہ کہانی دلی سے شائع ہونے والے بچوں کے ایک رسالے ماہنامہ کھلونا میں چھپی تھی۔ کئی اور کہانیاں اور افسانے ہندوستان کے مشہور ادبی رسالوں میں چھپے۔ کئی برس غزلیں اور نظمیں لکھیں جو ملک کے مشہور و معروف ادبی رسالوں اور اخبارات میں شائع بھی ہوئیں، داد بھی ملی۔ کوشش کرتا تو شاید کسی اکاڈمی کا ایوارڈ بھی مل جاتا۔ اُن دنوں میں نے جو کچھ لکھا اسے میں اپنے ایّامِ جہالت کی گمرہی مانتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روضے کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مزارِ رضا پر فاتحہ عرض کرکے میں نے اپنے رب سے ایک ہی دعا مانگی:

''اے پروردگار، عشقِ رسول اور نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا
جو سمندر تو نے اپنے محبوب بندے احمد رضا کے سینے میں
موجزن فرمایا تھا اس کا ایک قطرہ اپنے کرم سے میرے سینے
میں بھی ڈال دے۔''

کہتے ہیں کہ سچے دل سے نکلی دعا بارگاہِ ایزدی میں ضرور مقبول ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اپنے مزار میں لیٹے لیٹے میری دعا پر آمین کہا ہوگا۔ بریلی شریف سے واپسی پر میں نے اعلیٰ حضرت کی سترہ نعتوں پر تضمین لکھی جو شانِ نعت مصطفیٰ کے عنوان سے شایع ہوئی۔ بس یہیں سے میری کایا پلٹ ہوئی۔ افسانہ نویسی اور بہاریہ شاعری سے دل اوب گیا اور قلم کا رخ مذہبی شاعری کی طرف مڑ گیا۔ اسی اثنا مجھے حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت میسر آئی۔ مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کے دوران مجھ پر جو کیفیتیں گزریں انھیں میں نے ''مدائح مصطفیٰ'' (نعتیہ دیوان) کی صورت میں شایع کروایا۔ نعت کے میدان میں نئی اصطلاحوں کا تجربہ میں نے ڈرتے ڈرتے شروع کیا جسے خاطر خواہ سراہا گیا۔ پھر تو میری ہمت بندھ گئی۔ ''تنویر مصطفیٰ'' کی صورت میں ایک اور نعتیہ دیوان شایع ہوا جو ہندو پاک میں بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بعد دو اور نعتیہ دیوان ''عرفانِ مصطفیٰ'' اور ''نوازشِ مصطفیٰ'' کے روپ میں منظر عام پر آئے اور ہاتوں ہات لیے گئے۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ مجھے نعت گو شاعر کی حیثیت سے عوام الناس تک پہنچانے میں مناظر حسین بدایونی کا بڑا ہات ہے۔ انھوں نے میری نعت ''کعبہ کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط'' کے توسط سے کافی مقبولیت پائی۔ کلام الامام امام الکلام پڑھنے کا حق ہے انھیں۔ ان میں اور دوسرے میلاد خوانوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مناظر نعت کو نعت کے پیرائے میں پڑھتے ہیں جبکہ ہند و پاک کے اکثر نعت خواں قوالوں کی طرح پڑھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اپنے بے سُرے پن کو بازگشت والے مائیکروفون کی ٹیکنالوجی کے ذریعے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ بازگشتی مائیکروفون ہٹا دیا جائے اور پھر ان بے سُروں کو مناظر کے مقابلے میں لایا جائے تو اپنے مرشد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی کرامت کی صورت میں مناظر بدایونی سب کو پیچھے چھوڑ جائیں گے۔

بات میں بات آئی تو اتنا ضرور کہوں گا کہ آج ہندو پاک کے کچھ نعت خوانوں نے نعت خوانی کو تماشا بنا رکھا ہے۔ نعت کا ادب اُٹھا دیا گیا ہے۔ اب نعت خوانوں کی جگہ گویّوں نے لے لی ہے۔ فلمی طرز پر نعتیں لکھی اور پڑھی جا رہی ہیں جنھیں پبلک بھی سراہ رہی ہے۔ کیونکہ عوام کا ذوق بھی کافی بدل چکا ہے۔ پاکستان کے ایک نعت خواں ہیں انھوں نے تو حد ہی کر دی ہے۔ نعت کو قوالی کے برابر لا کھڑا کیا ہے۔ اور تو اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا احمۃ اللہ علیہ کی نعتوں میں کتر بیونت کرنے کا حق معلوم نہیں انھیں کہاں سے مل گیا ہے۔ اب نعت کی محفلیں ایک عجیب و غریب انداز سے سجائی جا رہی ہیں۔ منبرِ

نعت پر ایک طرف مائیک پر ایک یا دو تین سُر ملانے والے بٹھائے جاتے ہیں جو اس انداز میں اللہ اللہ یا اور کوئی کلمۂ ذکر دوہراتے ہیں کہ بیک گراؤنڈ میں ٹھیکے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ذکر کو نعت پر مقدم ہونا چاہیے، جبکہ ذکر کو نعت کے بیک گراؤنڈ یا ساؤنڈ ایفیکٹ کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ذکر کے متعلق قرآن اور حدیث کا فیصلہ ہے کہ جب اللہ کا ذکر ہو تو اسے خاموش رہ کر سنو، نہ یہ کہ اس ذکر کو ہی بیک گراؤنڈ میوزک بنا ڈالو۔ یہ نئے ٹی وی اسٹار نعت خواں جب کھڑے ہو کر النبی صلوا علیہ پڑھنا شروع کرتے ہیں تو بیچ بیچ میں تھرکتے بھی جاتے ہیں اور بیک گراؤنڈ میں ان کی مخصوص موسیقی بھی چلتی رہتی ہے۔ ایک ریکارڈنگ میں تو باقاعدہ جھانجھ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یقیناً اس طرح کی نعت خوانی دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بے ادبی اور گستاخی کے مترادف ہے۔ مفتیانِ کرام بھی یہی رائے رکھتے ہیں اور اس طرح کی نعت خوانی کے خلاف ہیں۔ خود کیو ٹی وی سے بارہا اس کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ حال ہی میں آبروئے خاندانِ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند علامہ مفتی اختر رضا صاحب ازہری نے بھی اس طرح کی نعت خوانی کے عدم جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعت کے نام پر بھانڈ پن کرنے والوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

محترم قارئین، نعتیہ دیوان کے علاوہ میری نعتوں کے کئی کیسیٹ مناظر حسین بدایونی کی آواز میں ریکارڈ ہو چکے ہیں اور شہر شہر قریہ قریہ ان کی گونج سنائی دیتی ہے۔ میرا پہلا کیسیٹ ''تنویرِ مصطفیٰ'' کے عنوان سے منظر عام پر آیا، جو کافی مقبول ہوا۔ اس کے بعد ''مدحتِ مصطفیٰ''، ''مصطفیٰ مصطفیٰ''، ''رضائے مصطفیٰ'' اور ''عرفانِ مصطفیٰ'' بازار میں آئے اور ہاتوں ہات لیے گئے۔

میرے احباب (چند ایک کو چھوڑ کر) اپنی محبت میں میرے اشعار کو ''مظہرِ کلامِ رضا'' کہنے لگے ہیں مگر میں اسے فیضِ کلکِ رضا گردانتا ہوں ؎

یہ فیض کلکِ رضا ہے کہ شعر کہتا ہوں   وگرنہ نعت کہاں اور کہاں قلم میرا

میرا دعویٰ آج بھی برقرار ہے کہ فی زمانتا کوئی نعت گو یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے امام احمد رضا کے دسترخوان کی جوٹھن نہیں کھائی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیر خانے کا فرد ہونے کے ناتے میں نے یہ جوٹھن دوسروں سے کہیں زیادہ ہی کھائی ہے اور اسی لیے میں خود کو اعلیٰ حضرت کی نعت گوئی کی چلتی پھرتی کرامت کہتا ہوں۔ یہ میرا ناز بھی ہے اور سعادت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اعلیٰ حضرت

کے کلام سے براہ راست اور بالواسطہ بھرپور استفادہ کیا ہے۔ شعر کہتے وقت میری بھی یہی کوشش رہتی ہے کہ میرے یہاں مبالغہ آرائی اور غلو نہ ہو۔ نعتیہ شاعری کے جو اصول امام احمد رضا نے مقرر فرمائے ہیں اور جو حدیں قائم کی ہیں، مجھے ان حدوں میں رہنا بے حد پسند ہے اور میرا یہ یقین ہے کہ ان حدود میں رہنا ہی شاعری کی آبرو ہے۔ مثلاً کوئی امر حلیۂ اقدس کے خلاف نہ ہو۔ جیسے کہ: غنچہ دہن' آہو چشم۔ عنقا کمر (باطل ہے)۔ نرگسیں چشم' نرگس شہلا (ناجائز)۔ سیم تن (مبتذل)۔ ناوک فگن' ناوک انداز (ناجائز)' زلف پیچاں (ناجائز)۔ چشم فتاں (سب حرام)۔

نیز کوئی کلمہ، کوئی قول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب نہ کیا جائے جو حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو۔

مزید یہ کہ جو الفاظ غزل میں زنانِ بازاری کے لیے مستعمل ہیں وہ شانِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہرگز ہرگز نہ استعمال کیے جائیں۔ مثلاً: دلربا' دل بر' دل آرام' دلدار' دل کش' دلدوز وغیرہ کا استعمال ناجائز ہے۔ یار بمعنی مددگار' غم خوار جائز اور بمعنی محبوب و معشوق ناجائز ہے۔ رعنا' دل فریب کا استعمال حرام۔ عیار (کفر)۔ دل آزار' سنگدل' ستم گر' عشوہ گر' آفت جاں' فتنہ دوراں' فتنہ گر' رشک بتانِ آزر' فسوں گر' دم باز' بت طناز۔۔۔ یہ سب ناجائز و حرام۔ غمزہ' کرشمہ (حرام)۔

عرشِ بریں ایک ادنیٰ مسند ہے (حرام) اسی طرح مقام دنیٰ' لامکاں' قاب قوسین ایک ادنیٰ منزلِ عروج ہے (ناجائز ہے) جبرئیل علیہ السلام کو ادنیٰ خادم کہنا ناجائز۔

میں شاید کسی جگہ یہ عرض کر چکا ہوں کہ جس وقت میں اپنی پہلی نعت لے کر حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت انھوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر نعت کہنے کا شوق ہے تو حدائق بخشش کا مطالعہ کرو۔ کلام رضا کے مطالعہ نے مجھے احتیاط کا سلیقہ دیا، مبالغہ اور غلو سے بچنا سکھایا۔ ایک مثال دے رہا ہوں:

ایک مرتبہ تبلیغی دورے کے سلسلے میں مگہر سے گورکھپور جا رہا تھا۔ کار میں بیٹھے بیٹھے آمد شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے مطلع وارد ہوا ؎

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا ہم نے غیر اللہ کو اللہ کے گھر رکھ دیا

ایک کے بعد ایک شعر ہوتے گئے اور بہت جلد نعت پوری ہو گئی۔ گورکھپور جا کر ڈائری میں

نعت اُتارتے وقت خیال آیا کہ اگرچہ مطلع کا دوسرا مصرعہ شرعی اعتبار سے صحیح ہے کہ

۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا شبہ غیر اللہ ہیں، اور یہ عقیدہ تمام اہلِ سنّت و جماعت کا ہے،

۲) دل کو اکثر صوفیائے کرام نے اللہ کا گھر بتایا ہے اور اسے عرشِ اعظم سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

مگر چونکہ غیر اللہ کی اصطلاح بد عقیدہ لوگوں نے اتنی عام کر دی ہے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی نیت سے استعمال کرتے ہیں جس سے سنّی عوام سنتے ہی بھڑک اُٹھتے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسی اصطلاح کا استعمال ہی ترک کر دیا جائے۔ اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ دوسرا مصرع بدلوں تو کیا بدلوں۔ امام عشق و محبت حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لَو لگائی اور فوراً ہی متبادل مصرع موزوں ہو گیا۔ اب مطلع یوں ہے:

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا　　　کیا کیا، چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا

ایسا اکثر اشعار کے ساتھ ہوا کہ شروع میں کچھ کہا تھا مگر نظر ثانی میں انھیں بدلنا پڑا، وجہ تھی احتیاط کا تقاضا۔

ایک نعتیہ نظم **آرزوئیں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا** پر آپ کی داد کا طلب گار ہوں۔ اس نظم میں بالکل ہی اچھوتے مضامین پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سارے مضامین احادیث کی روشنی میں نظم کیے ہیں اور یہ بھی میرا دعویٰ ہے کہ اس طرح کی نظم لکھنے کی جسارت آج تک کسی نے نہ کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اگر اس نظم میں مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی ہوئی ہو تو میری توبہ قبول فرمائے۔ آمین۔

میرے احباب کی یہ فرمائش تھی کہ میں اپنا ایک مکمل دیوان شایع کروں جس میں سارا کلام آجائے۔ یہ جو دیوان آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں میرے پچھلے تمام شعری مجموعوں مدائحِ مصطفیٰ، شانِ نعت مصطفیٰ، تنویر مصطفیٰ، عرفانِ مصطفیٰ اور نوازشِ مصطفیٰ کے مشتملات جمع کر دیے گئے ہیں۔ اپنی دو نعتوں کے لیے آپ کی داد ضرور چاہوں گا۔ یہ دونوں نعتیں بحر طویل میں لکھی گئی ہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ یہ اردو میں اپنی نوعیت کی منفرد نعتیں ہیں۔ ان کے علاوہ میں نے اس دیوان میں ہندی کلام بھی شامل کیا ہے۔ یہ بھی اس دیوان کی انفرادیت ہے۔ ہندی اس ملک کی رابطے کی زبان ہے۔ اپنی کسی بات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہندی زبان کا سہارا لیا جائے۔ یہی

وجہ تھی کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے اردو ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' اور حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے حاشیہ قرآن ''خزائن العرفان'' کو ہندی میں منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ کا فضل ہے کہ ہندی ترجمۂ قرآن **کلام الرحمٰن** کے نام سے روحانی بازار میں ہاتوں ہات لیا جارہا ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔ ہندی کلام کے تحت نعت، دوہے، چھند، اور چوپائیاں شامل کی گئی ہیں۔ مشکل ہندی الفاظ کا اردو روپ ساتھ ساتھ دیا گیا ہے تاکہ غیر ہندی قارئین بھی آسانی سے ماخذ سمجھ سکیں۔ ہندی میں نعتیں کہنے کا ایک وقتی موڈ تھا جو وقت کے ساتھ رخصت ہوا۔ مگر اس وقت جو کچھ موزوں ہوا اسے ہندی داں حلقے میں کافی سراہا گیا۔

اس دیوان کی ترتیب تقریباً تین برس پہلے مکمل ہوگئی تھی مگر کچھ مجبوریاں ایسی رہیں کہ یہ چھپنے نہیں جاسکا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کی اشاعت کا سامان کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ نظمی نواز ہمیشہ کی طرح میرے اس مکمل نعتیہ دیوان کو ہاتوں ہات لیں گے۔

نیاز کیش

سید آلِ رسول حسنین میاں برکاتی نظمی مارہروی

سجادہ نشین و متولی، درگاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

مقیم: ممبئی

افتتاحیه

مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ الْمَوْصُوْفُ بِاالْكَرَمِ

مُحَمَّدٌ بَحْرُهُ الْفَيَّاضُ بِالنِّعَمِ

مُحَمَّدٌ جُوْدُهُ فَيْضٌ وَ مَكْرُمَةٌ

مُحَمَّدٌ حُبُّهُ فَرْضٌ عَلَى الْاُمَمِ

مُحَمَّدٌ خاتَمْ لِلرُّسُلِ سَيِّدُنَا

مُحَمَّدٌ دَائِمُ الْاِحْسَانِ وَالْكَرَمِ

مَوْلاَيَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً

عَلىٰ حَبِيْبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چل قلم

چل قلم اب حمدِ رب مقصود ہے　　تیرا میرا سب کا جو معبود ہے
ہے وہی شاہد وہی مشہود ہے　　نور اس کا ہر جگہ موجود ہے
اس نے ہی بخشے ہیں ہم کو مصطفیٰ　　وہ نہ ہوں تو زندگی بے سود ہے
یوں تو ہے قرآں ہدایت کی کتاب　　پر کسی کا تذکرہ مقصود ہے
والضحیٰ والشمّس جس کی شان ہے　　ہاں وہی احمد وہی محمود ہے
ان کا چرچا ہر زباں پر ہے رواں　　ان کی خوشبو ہر جگہ موجود ہے
عظمت احمد میں جس کو ہے شبہ　ق　ہاں وہی شیطاں وہی مردود ہے
اور جو کرتا ہے ان پر جاں فدا　　وہ مبارک ہے وہی مسعود ہے
صرف ایماں سے تو کچھ ہوتا نہیں　　عشق کا جذبہ اگر مفقود ہے
مصطفیٰ کے دوست ہوں سب شادکام　　ان کا دشمن نیست ہے نابود ہے
مومنوں پر ہے کھلا باب بہشت　　نجدی کو یہ راہ بھی مسدود ہے
نور کی برسات ہوتی ہے وہاں　　جس جگہ پر محفلِ مولود ہے

نظمی پڑھتے رہیے نعت مصطفیٰ
ہاں اسی میں روح کی بہبود ہے

حمد باری تعالیٰ

حمد ہے رب کی کہ جس نے یہ جہاں پیدا کیا
یہ زمیں تخلیق کی یہ آسماں پیدا کیا

امتی ہم کو کیا اپنے حبیب پاک کا
مصطفیٰ صلِّ علیٰ ان صاحب لولاک کا

اور اُتارا ان پہ اپنا پاک نورانی کلام
اور بنایا ان کو سب نبیوں رسولوں کا امام

مرتبہ بخشا شفاعت کا رسول اللہ کو
کردیا مختار جنت کا رسول اللہ کو

ان کے صدقے میں ہمیں کعبہ سا قبلہ مل گیا
ان کا روضہ کیا ملا کعبے کا کعبہ مل گیا

ہم میں وہ طاقت کہاں تعریف رب کی کر سکیں
شکر نعمت کر سکیں دم بندگی کا بھر سکیں

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

نظام اللہ کا

سب سے سیدھا سب سے سچا ہے نظام اللہ کا
ہم مسلمانوں کو کافی ہے کلام اللہ کا

درسِ قرآں نے دیا اخلاص اور ایثار کا
امن سے رہتا ہے دنیا میں غلام اللہ کا

ہر قدم مومن کا ہے امر و نہی کی قید میں
خود جیو اوروں کو جینے دو، پیام اللہ کا

اس کو آلام و مصائب کا بھلا کیا خوف ہو
جس کے دل میں ذکر رہتا ہے مدام اللہ کا

شرح والشّمس وضحیٰ جانے گا کیا نجدی بھلا
دیو کا بندہ بنے کیسے غلام اللہ کا

میکدہ توحید کا اس شان سے ہے سج گیا
بٹ رہا ہے مصطفیٰ کے ہاتوں جام اللہ کا

اس کی عظمت اور تقدس کا بھلا کیا پوچھنا
جس دل مومن میں رہتا ہے قیام اللہ کا

شارح قرآں کے قرآنی عمل پر جو چلے
لاتے ہیں اس پر مَلَک ہر دم سلام اللہ کا

قول وفعل و حال میں صدق و صفا کا رنگ ہو
ہاں وہی بندہ کہا جائے غلام اللہ کا

دل کی ہر دھڑکن سجے یاد رسول اللہ سے
ہو دم آخر زباں پر میری نام اللہ کا

یا رسول اللہ کہنے سے جسے انکار ہو
ثانی بو جہل کیا سمجھے کلام اللہ کا

مجھ کو دنیا کے جھمیلوں کی پڑی ہو کیا بھلا
ہے لبوں پہ ذکر میرے صبح وشام اللہ کا

جس نے **نظمی** رتبہ خیر الوریٰ سمجھا نہیں
ایسا دل کا اندھا کیا جانے مقام اللہ کا

جس کا ہر قانون قول مصطفیٰ کا عکس ہو
ہے حقیقت میں وہی **نظمی**، نظام اللہ کا

حدیث میں ہے یہ قول سرور بخیل وہ شخص ہے سراسر
جو سن کے محفل میں ذکر میرا درود پڑھتا نہیں ہے مجھ پر

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد
و علیٰ اصحاب سیدنا محمد و بارك وسلم

دستِ دعا

جب نام سے آقا کے میں نعرہ لگا اُٹّھا | پل بھر میں مرے سر سے انبار بلا اُٹّھا

روضہ کا وہ نقشہ میں لے آیا تصور میں | جب درد مرے دل میں ہر دن سے سوا اُٹّھا

اقرا کی صدا اب بھی باقی ہے فضاؤں میں | برکت لیے قرآں کی وہ غار حرا اُٹّھا

پہنچا وہی منزل پر ابھرا وہی ساحل پر | جو عشق کے رستے میں ہر گام گرا، اُٹّھا

جبریل امیں اترے لشکر لیے قدوسی | جب بدر کے میداں میں وہ دست دعا اُٹّھا

میزان پہ آقا نے فرمایا کرم ایسا | ہر دفتر عصیاں سے فرمان سزا اُٹّھا

اک ماں کے قدم چومے، بیٹے کو دیا پانی | اس طرح ترا رتبہ اے کوہ صفا اُٹّھا

ہر زخم ہوا اچھا لگتے ہی لعاب ان کا | مردوں میں بھی جاں پھونکی جب دست شفا اُٹّھا

وہ قلب کہ جس میں بس رحمت کا خزانہ تھا | وہ ہات کہ جب اٹّھا بس لے کے دعا اُٹّھا

الفاظ و معانی کے گلزار مہک اٹّھے | جب نعت کے میداں میں وہ کلک رضا اُٹّھا

ہر لب پہ سبحان اللہ تسبیح ہوئی جاری | حسنین سر محفل جب بہر ثنا اُٹّھا

تم عشق کے بندے ہو بس نعت کہے جاؤ
کیا فکر تمھیں نظمی کیا بیٹھا ہے کیا اُٹّھا

مدینہ کا سفر یاد آیا

پھر مدینہ کا سفر یاد آیا　　اپنے سرکار کا در یاد آیا
رحمت رب جہاں پل پل برسے　　طیبہ برکات نگر یاد آیا
امت عاصی کے قدموں میں بچھے　　وہی جبریل کا پر یاد آیا
حشر میں مغفرت امت کو　　وہ بندھا بند کمر یاد آیا
روبرو جس کے دعائیں مانگیں　　خانہ کعبہ کا در یاد آیا
جہاں آمین کہیں قدوسی　　ملتزم اور حجر یاد آیا
رخصت طیبہ کا غمگیں منظر　　بھولنا چاہا مگر یاد آیا
جو کہ اسلام بچانے کو کٹا　　سبط حیدر کا وہ سر یاد آیا
ہم مدینے میں رہے جتنے دن　　ایک لمحہ بھی نہ گھر یاد آیا
شہر بغداد نشان جنت　　مرکز قلب و نظر یاد آیا
کیا بھلی ہے یہ فضائے اجمیر　　خواجہ پاک کا در یاد آیا

کیسے آپے میں رہیں گے نظمی
گنبد سبز اگر یاد آیا

حرم طیبہ کا دستور

حرم طیبہ کا دستور نرالا دیکھا
جذبہ عشق ہر اک دل میں دوبالا دیکھا

اپنے محبوب کو بخشی ہے خدا نے کثرت
ہم نے قرآن کی آیت میں حوالہ دیکھا

دعوت حضرت جابر میں تھا اعجاز لعاب
سیکڑوں ہاتوں میں برکت کا نوالہ دیکھا

نفسی نفسی میں جہاں سوکھے تھے اوروں کے حلق
ایک ہی ہات میں کوثر کا پیالہ دیکھا

جس نے ہیرے کی پرکھ کی وہی صدیق ہوا
بو لہب نے تو سدا دال میں کالا دیکھا

مہد سے تا بہ لحد جس کو تھا امت کا خیال
باپ سے زیادہ نبی چاہنے والا دیکھا

پڑ گئی ایک نئ جان گنہ گاروں میں
دست آقا میں جو جنت کا قبالہ دیکھا

انبیا سے میں کروں عرض کہ روز محشر
کس کے کاندھوں پہ شفاعت کا دوشالہ دیکھا

میرے آقا ہیں بلیغ اتنے کہ ان کے آگے
اچھے اچھوں کی زباں پرلگا تالا دیکھا

تم نے کیا دیکھا نہ دیکھا یہ تمھاری قسمت
ہم نے مارہرہ میں طیبہ کا اجالا دیکھا

پڑھ لے او نجدی بخاری میں شفاعت کی حدیث
آقا نے کتنوں کو دوزخ سے نکالا، دیکھا

عرس برکاتی ہو یا عرس شہ نوری کا
ہم نے ہر جلسے میں بس رنگ رضا کا دیکھا

پیر کے ساتھ جو حجرے میں گزارے لمحے
اے رضا ہم بھی سنیں آپ نے کیا کیا دیکھا

غوث اعظم کی نیابت شہ برکت کو ملی
ان کے دروازے پہ ہر غم کا ازالہ دیکھا

جو بھی مارہرہ میں آتا ہے یہی کہتا ہے
ہر قدم بہتا یہاں فیض کا دریا دیکھا

بزم میلاد میں ہر لب پہ یہی بات رہی
نظم کے روپ میں **نظمی** کا مقالہ دیکھا

ذکرِ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ان کی جام جم آنکھیں شیشہ ہے بدن میرا
ان کی بند مٹھی میں سارا بانکپن میرا

ارض گنگ بھی میری، خطہ جمن میرا
میں غلام خواجہ ہوں ہند ہے وطن میرا

عاشق نبی ہوں میں، وارث علی ہوں میں
میلا ہو نہ پائے گا حشر تک کفن میرا

نعت مصطفیٰ کہنا نعت مصطفیٰ سنا
مجھ کو بخشوائے گا ہاں یہی چلن میرا

حشر میں ندا ہوگی یہ غلام کس کا ہے
مجھ کو دیکھیں اور کہہ دیں یا شہ زمن 'میرا'

عرش جھوم جھوم اٹھا، قدسیوں کو وجد آیا
نعت مصطفیٰ میں جب کھل گیا دہن میرا

طاق دل پہ رکھی ہے شمع عشق احمد کی
نور کی شعاعوں سے بھر گیا ہے من میرا

آپ چاہیں ہوجائیں ساری مشکلیں آساں
آپ چاہیں مٹ جائے رنج اور محن میرا

لمحہ لمحہ یاد ان کی سانس سانس ذکر ان کا
ہاں یہی تو رہتا ہے آج کل جتن میرا

میں نے سارے کام اپنے مصطفیٰ کو سونپے ہیں
کیا بگاڑ پائے گا دور پُر فتن میرا

وقف ذکر احمد ہو تا ابد قلم یارب
حشر تک رہے جاری چشمہ سخن میرا

عظمتیں مرے آگے سجدہ ریز ہو جائیں
ان کے در سے چھو جائے کاش پیرہن میرا

کب تلک دہائی دوں بے کسی کے عالم میں
بھاگیہ کب سنواریں گے پاک پنجتن میرا

حشر میں ترازو پر تولے جائیں گے اعمال
کام آ ہی جائے گا نعت کا یہ فن میرا

عرش سے پرے جاکر مصطفیٰ نے بتلایا
یہ زمیں بھی میری ہے اور ہے گگن میرا

گلشن مدینہ سے **نظمی** مجھ کو نسبت ہے
ایک ایک کلی میری، گُل مرا، چمن میرا

جانِ رحمت کا علَم

روز محشر جان رحمت کا علَم لہرائے گا　　جس کے آگے سب کا پرچم سرنگوں ہو جائے گا

ہوگا ظاہر جوہر ذات محمد حشر میں　　نور ان کا ظلمت عصیاں پہ جب چھا جائے گا

حوض کوثر پر کھڑے ہوں گے شفیع المذنبیں　　دست رحمت جام الطاف و کرم چھلکائے گا

تیز ہو جائے گی جب خورشید محشر کی تپش　　عاصیوں پر دامن رحمت کرم برسائے گا

سجدہ محشر کریں گے جب حبیب کبریا　　**یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَک** رب یہی فرمائے گا

جان رحمت نے کیا عرفان حق سے روشناس　　حق ادا ان کے کرم کا کوئی کیا کر پائے گا

لطف ان کا عام ہوگا جس گھڑی میزان پر　　**نظمی** عاصی کا بیڑا پار ہو ہی جائے گا

خوف عصیاں سے زبانیں گنگ جب ہو جائیں گی
نظمی تب بھی نعرہ صلِّ علیٰ دوہرائے گا

مژدہ جنت کا

مبارکباد اے برکاتیو مژدہ ہے جنت کا
کہ دامن تم نے تھاما مصطفیٰ جانانِ رحمت کا

کہاں تک شکر ہو ہم سے ادا رب کی عنایت کا
بنایا امتی ہم کو شہنشاہ رسالت کا

کوئی اندازہ کیا کر پائے احمد کی وجاہت کا
کہ قرآں خود بیاں کرتا ہے ان کی شان رفعت کا

پلک جھپکی مکان و لا مکاں کی سیر کر آئے
کوئی کیا رمز جانے مصطفیٰ کی شان رفعت کا

ابو بکر و عمر عثمان و حیدر عبقری ٹھہرے
دیا رب نے انھیں درجہ قیادت کا سیادت کا

خدا نے اپنے ستر ناموں سے جس کو نوازا ہے
وہی دولھا بنا ہے حشر میں بزم شفاعت کا

طلب صادق ہو طالب کی تو پھر منزل بھی ملتی ہے
اویس قرن سے سیکھے کوئی انداز الفت کا

اٹھو اب اشک پونچھو مسکراؤ منہ نہ لٹکاؤ
گنہ گارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

بھروسا رب پہ ہو تو ٹہنیاں بنتی ہیں شمشیریں
ہے جاری سلسلہ اب بھی اسی بدری روایت کا

مسلمانو سنبھل جاؤ، یہ کیا حالت بنائی ہے
لقب قرآں نے تم کو دے رکھا ہے خیر امت کا

رسوم لغو چھوڑو، سنتوں پر ہو عمل پیرا
بناؤ مستحق خود کو سر محشر شفاعت کا

در نوری پہ مجمع ہے مریدوں کا فقیروں کا
ہر اک دل میں ہے جذبہ اپنے مرشد کی زیارت کا

شریعت ہیں اگر گیسو، طریقت مانگ ہے ان کی
یہی سچا نظریہ ہے شریعت کا طریقت کا

غلامی میں ہی ہم خوش ہیں ہے آقا کی رضا افضل
ہم اس کے ہیں جو ہے مالک جہنم اور جنت کا

نسب سے نا سہی، سید ہیں وہ دونوں جہانوں کے
کسے انکار ہو سکتا ہے حیدر کی سیادت کا

یہ دین سید عالم کی خدمت کی سعادت ہے
کہ دنیا بھر میں ہے مشہور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا

امام احمد رضا سے جلتے ہیں جو نام کے سید
انھیں بھاری پڑے گا حشر میں دعویٰ سیادت کا

بہت سے مولوی **نظمی** سے غصہ ہو کے بیٹھے ہیں
کہ اس نے راز کیوں کھولا کمیشن کی سیاست کا

کوزے میں سمندر

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا
کیا کیا چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا

اب جَلا دیں یا جِلا دیں آپ کی مرضی پہ ہے
ہم نے تو بس آپ کی دہلیز پر سر رکھ دیا

آؤ اے شیدائیانِ مصطفیٰ ہنستے چلیں
پل کے اوپر حضرت جبریل نے پر رکھ دیا

نامہ اعمال میں کچھ اور تو نیکی نہ تھی
دل بشکل عشقِ احمد پیش داور رکھ دیا

حضرت صدیق سے پوچھا کہ کیا لائے ہو تم
منہ سے کچھ بولے نہیں بس قلب مضطر رکھ دیا

تا کہ رغبت دوسروں کو نیکیوں کی ہو سکے
ہم نے اک دیپک جلا کر گھر کے باہر رکھ دیا

در حقیقت ہے وجودِ مصطفیٰ اظہارِ ذات
رب نے اک انسان میں لاہوتی پیکر رکھ دیا

جس امانت کو اٹھانے سے سبھی عاجز ہوئے
اس کو رب نے حضرت انساں کے اوپر رکھ دیا

میں نے پایا ایک نسخہ غم مٹانے کے لیے
اپنا حالِ دل لکھا قرآں کے اندر رکھ دیا

ماں کے قدموں کے تلے جب میں نے یہ سر رکھ دیا
رب نے حصے میں مرے اونچا مقدر رکھ دیا

سنگ سار ہم کو کیا جائے گا جرمِ عشق میں
ہم نے اپنی قبر پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا

پرتوِ کلکِ رضا لاریب **نظمی** کا قلم
فیض نے ان کے مجھے حسّاں بنا کر رکھ دیا

نعت میں **نظمی** کو کچھ یوں ہی نہیں شہرت ملی
جذبہ حبِ نبی شعروں کے اندر رکھ دیا

نور احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نور احمد کی حقیقت کو جو پہچان گیا　　نور سے نور ملا کرتا ہے یہ جان گیا

پل کے پل عالم جبروت کے پردے اٹھے　　عرش سے آگے کی منزل پہ جب انسان گیا

فضل رب سے ملی سرکار کو ایسی قدرت　　اک اشارہ کیا سورج بھی کہا مان گیا

خود سے پوچھا جو کبھی اپنا پتہ بھولے سے　　جانے کیوں کوچہ طیبہ کی طرف دھیان گیا

ان کی عظمت کی یہی ایک نشانی بس ہے　　دل ذرا سا بھی پھرا ان سے کہ ایمان گیا

اُس طرف رحمت خَلّاقِ دوعالم برسی　　نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا

نعت پڑھتا ہوا **نظمی** جو سر رہ گذرا
لوگ کہہ اٹّھے، لو وہ نائب حسّان گیا

نعتِ سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

وقف نظمی کا قلم جب نعت سرور میں ہوا نام شامل حضرت حسّاں کے دفتر میں ہوا

سیدہ زہرا علی حسنین جنت پا گئے معجزہ یہ مصطفیٰ کی پاک چادر میں ہوا

پوچھا سورج سے کہ تجھ کو روشنی کس سے ملی بولا خورشید رسالت سے منور میں ہوا

ق

اتنا سن کر بول اٹھا گلستاں میں یہ گلاب ہاں پسینے سے محمد کے معطر میں ہوا

دکھتی آنکھیں ٹھیک اور دشمن کی فوجیں پست ہوں مرتضیٰ پر یہ کرم وادیٔ خیبر میں ہوا

مصطفیٰ کے حسن کا جب جب ہوا فضل و کرم نور کا ظہار تب تب ماہ و اختر میں ہوا

سید السادات تھے مولا علی مشکل کشا خاندان مصطفیٰ شبیر و شبّر میں ہوا

تجھ کو ہے ماں کی دعا اور تیرے مرشد کا کرم
نظمی تیرا نام اونچا نعت سرور میں ہوا

نعت حبیب ﷺ

ذبیح اعظم کے خانداں میں حبیب رب حسیب آیا
سناتا وحدت کا پیارا نغمہ خدا کا وہ عندلیب آیا
عرب کی دھرتی پہ کفر اور شرک کے اندھیرے تنے ہوئے تھے
انھیں اندھیروں میں شمع توحید لے کے رب کا حبیب آیا
ربیع الاوّل میں تیرے صدقے میں تجھ پہ واری میں تیرے قرباں
نبی کے آنے کا مژدہ لے کر تو ایک ماہ عجیب آیا
عمر ہوں صدیق ہوں کہ عثماں علی ہوں یا ہوں بلال و حسّاں
وہ جنتی ہے بشرط ایماں جو مصطفیٰ کے قریب آیا
وہ جس کا ہلکا سا اک تبسم حیات نو کا پیام لائے
لعاب میں مژدہ شفا لے کے کیسا حاذق طبیب آیا
نبی امی کہ جس کو رب نے زمانے بھر کے علوم بخشے
قرآن کا معجزہ لیے وہ کلام رب کا نقیب آیا
عرب کے فصحا بھی جس کے آگے زبان اپنی نہ کھول پائے
بلاغتوں کے گہر لٹاتا فصیح کامل خطیب آیا
یہ کس کو اسریٰ کی رات رب نے طلب کیا لامکاں سے آگے
یہ کون آخر بہ شکل انساں خدا کے اتنے قریب آیا
پڑھی جو **نظمی** نے نعت سرور تو سارا مجمع یہ بول اٹھا
یہ شاہ برکات کے گھرانے سے کون اک خوش نصیب آیا

یاد آیا

دل کو جب بار الم یاد آیا　　　سجدہ حشر بہم یاد آیا

پھر وہی شیشہ جم یاد آیا　　　وہی مٹھی کا بھرم یاد آیا

جب بھی کی اپنے گناہوں پہ نظر　　　اپنے آقا کا کرم یاد آیا

جسے پتھر نے جگہ دی دل میں　　　وہی نورانی قدم یاد آیا

رک نہ جاتا تو سمندر ہوتا　　　وہی فوارہ زم یاد آیا

ہوش میں کیسے رہیں گے **نظمی**
یاد آیا وہ حرم یاد آیا

نعتیں میں سناتا رہتا

مدح سرکار میں نعتیں میں سناتا رہتا
اپنی سوئی ہوئی تقدیر جگاتا رہتا

طیبہ کی راہ میں جو قافلے مجھ کو ملتے
شوق دیدار انھیں اپنا دکھاتا رہتا

کیاری جنت کی مجھے دیتی عبادت کا سکوں
ان کی محراب میں سر اپنا جھکاتا رہتا

لوگ کہتے مجھے دیوانہ نبی کے در کا
ہوش کو اپنے میں مستی میں چھپاتا رہتا

باب جبریل پہ میں بیٹھتا قدموں کی طرف
ان کے گنبد کو میں آنکھوں میں سماتا رہتا

دعوت بوسہ مجھے جالیاں دیتی رہتیں
میں فقط دید سے پیاس اپنی بجھاتا رہتا

پھر مواجہہ سے کرن نور کی مجھ تک آتی
نوری برسات میں گھنٹوں میں نہاتا رہتا

حسرتیں پوری مری ہوتیں جو حکم رب سے
شکر کا فرض میں دن رات نبھاتا رہتا

کرم رب سے جو طیبہ میں جگہ مل جاتی
نظمی لکھ لکھ کے نئ نعتیں سناتا رہتا

آرزوئیں کیسی ہیں!

آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
بو جہل کے ہاتوں میں کنکری بنا ہوتا
اپنے آقا کے آگے کلمہ تو پڑھا ہوتا
غیب داں نبی کا ایک معجزہ بنا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

میں بھی کعبہ کی چھت پر بت بنا گڑا ہوتا
آقا کے اشارے پر اوندھا گر گیا ہوتا
اور ان کے قدموں کا بوسہ لے لیا ہوتا
خاک پائے اقدس کا حصہ بن گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

کاش میں حلیمہ کی بکری ہی رہا ہوتا
آقا مجھ کو لے جاتے، بن میں چر رہا ہوتا
دودھ دوہتے آقا اپنے دست اقدس سے
آج تک مقدر پر ناز کر رہا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

ایک چٹان کی صورت کاش میں رہا ہوتا
آقا پاؤں رکھ دیتے، موم بن گیا ہوتا
نوری عکس قدموں کا دل میں بھر لیا ہوتا
ان کے جاں نثاروں کے دل میں بس گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

کاش اپنے آقا کا نعل پاک ہی ہوتا
ہمہ وقت قدموں سے لپٹا ہی رہا ہوتا
جب کبھی میں پھٹ جاتا، اپنے ہات سے گتھتے
تاج داروں کے سر کا تاج بن گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

کاش اپنے آقا کی اونٹنی ہی رہا ہوتا
قصویٰ قصویٰ کہہ کہہ کر مجھ کو ہانکتے جاتے
میری پیٹھ پر کرتے کعبے کا طواف آقا
حشر میں بھی آقا کے زانوؤں تلے رہتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

نظمی تم تو بھولے ہو، ایسا کیوں ہوا ہوتا
آلِ فاطمہ ہونا رب نے جب لکھا ہوتا
اہل بیت میں ہونا رب نے جب لکھا ہوتا
آلِ مصطفیٰ ہونا رب نے جب لکھا ہوتا

مدائحِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے باد صبا ان کے روضے کی ہوا لے آ
ہم ہجر کے ماروں کو طیبہ سے دوا لے آ

تن من کو ہمارے جو ایماں کی جلا بخشے
سرکار کی نگری سے وہ خاک شفا لے آ

صدیق سے سچائی، فاروق سے بے باکی
عثمان سے فیاضی حیدر سے ولا لے آ

ایثار حسن سے اور شبیر سے قربانی
اجمیر کے خواجہ سے وہ خوف خدا لے آ

میں عشق شہ دیں میں ہو جاؤں فنا اک دن
ہر سو مری شہرت ہو کچھ ایسی کلا لے آ

حسنین و علی زہرا کا سایہ رہے مجھ پر
نورانی گھرانے کی نورانی ضیا لے آ

ہوں غرق گناہوں میں، اعمال ہیں بد میرے
آقا سے شفاعت کا فرمان ذرا لے آ

آقا کے غلاموں کے دل جن سے چمک اٹھیں
کرنیں ہرے گنبد کی اے باد صبا لے آ

دنیا مری بن جائے، عقبیٰ بھی سنور جائے
آمین کہیں قدسی وہ حرف دعا لے آ

نعت شہ طیبہ ہے، پیشہ میرا آبائی
نظمی کی کمائی میں برکت کی دعا لے آ

جلانے کے لیے آ

خوشبو ہمیں طیبہ کی سنگھانے کے لیے آ
اے بادِ صبا ہم کو جلانے کے لیے آ

دو حصوں میں تقسیم ہوا حکمِ نبی پر
اے چاند وہ شق سینہ دکھانے کے لیے آ

آقا کے اشارے پہ جو ڈوبا ہوا پلٹا
اے مہر ہمیں حال سنانے کے لیے آ

ہجرِ قدمِ ناز میں تو رویا تھا اک دن
اے استنِ حنّانہ ہنسانے کے لیے آ

اسریٰ میں بنا حضرت احمد کی سواری
برّاق، وہ کیا تھا یہ بتانے کے لیے آ

نقشِ قدمِ پاک کو سینے میں جگہ دی
اے سنگ ہمیں موم بنانے کے لیے آ

کیا ہوگا مرا حال جو سرکار یہ کہہ دیں
نظمی ہمیں کچھ نعتیں سنانے کے لیے آ

رفعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جان ایمان ہے الفت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم　　رب کا فرمان ہے حرمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوئی جابر کے گھر دعوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم　　ہر نوالے میں تھی برکت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاک قرآن میں ان کا ہی ذکر ہے　　جا بجا جا بجا مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عرش اعظم کے اس پار جس کا گذر　　لا مکاں تک رہی دعوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کی امت کو حاصل ہوئی برتری　　خیر امت ہوئی امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انبیاء کو بھی اذن شفاعت نہیں　　حق شفاعت کا ہے دولت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نور سے ان کے آدم کو دم مل گیا　　پائی کونین نے نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جن کی توہین کو کفر رب نے کہا　　فرض عالم پہ ہے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نظمی کہتے رہو مصطفیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہوگی تم کو عطا قربت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عرفانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راحت فزا ہے سایہ دامان مصطفیٰ ﷺ رحمت کا آبشار ہیں چشمان مصطفیٰ ﷺ

ہوتی ہے نور ہی سے ہمیں نور کی شناخت عرفان کردگار ہے عرفان مصطفیٰ ﷺ

حیوان سے بنایا ہے انسان باخدا ہم عاصیوں یہ ہے یہی احسان مصطفیٰ ﷺ

سروِ چمن علی ہیں تو ہیں فاطمہ کلی سبطین پاک ہیں گلِ بستان مصطفیٰ ﷺ

حضرت عتیق اور عمر عثمان اور علی ہیں چار عین خاصہ خاصان مصطفیٰ ﷺ

ایمان سے ملی جنھیں نسبت رسول کی شاہوں کے حکم راں ہیں غلامان مصطفیٰ ﷺ

مارہرہ کو الٰہی تو آباد رکھ سدا پھولا پھلا رہے چمنستان مصطفیٰ ﷺ

منکر نکیر قبر میں پوچھیں گے جب سوال
کہہ دوں گا میں ہوں نظمی ثنا خوان مصطفیٰ ﷺ

گلستانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سجدہ گاہ قلب مومن آستان مصطفیٰ ﷺ ‏ — ‏ افتخار نور و نکہت گلستان مصطفیٰ ﷺ

باعث ایجاد خلقت، سرِّ وحدت، ظلِّ رب ‏ — ‏ احمد و محمود و حامد نام و شان مصطفیٰ ﷺ

جان رحمت قاسم نعمت حبیب کبریا ‏ — ‏ ترجمان کلمہ وحدت لسان مصطفیٰ ﷺ

آیہ تطہیر جس کی شان میں نازل ہوئی ‏ — ‏ نوری پیکر میں ڈھلا ہے خاندان مصطفیٰ ﷺ

حضرت آدم کو ان کے نور سے برکت ملی ‏ — ‏ انبیا سے کوئی پوچھے عزّ و شان مصطفیٰ ﷺ

عاشقان مصطفیٰ پر ہے کرم اللہ کا ‏ — ‏ جلتے رہتے ہیں جلیں گے دشمنان مصطفیٰ ﷺ

بے اجازت جبرئیل اندر کبھی آتے نہ تھے ‏ — ‏ عرش کو ہے رشک جس پر وہ مکان مصطفیٰ ﷺ

یاں پلک جھپکی نہیں معراج کامل ہو گئی ‏ — ‏ عرش اعظم بن گیا تھا پائیدان مصطفیٰ ﷺ

مصطفیٰ کے علم کو شیطان سے کم تر کہے ‏ — ‏ دیو بندی کو ملے گی کیا امان مصطفیٰ ﷺ

نجدیا تجھ کو غرض کیا محفل میلاد سے ‏ — ‏ رب کی سنّت اس کو جانیں عاشقان مصطفیٰ ﷺ

انبیا تک جس کے سائے کے لیے بے تاب ہوں ‏ — ‏ سب سے اونچا حشر میں ہوگا نشان مصطفیٰ ﷺ

باپ ہیں میرے علی مرتضیٰ مشکل کشا ‏ — ‏ اور ماں ہیں فاطمہ یعنی کہ جان مصطفیٰ ﷺ

کل کو جب میزان پر اعمال تولے جائیں گے ‏ — ‏ مغفرت پا جائیں گے ہم خادمان مصطفیٰ ﷺ

دین کی تشہیر بھی ہوتی ہے کیا شمشیر سے؟ ‏ — ‏ امن پر مبنی رہی ہے داستان مصطفیٰ ﷺ

اپنے ناموں سے دیا اللہ نے ان کو شرف ‏ — ‏ رفعت و عظمت نشاں ہے ذکر و شان مصطفیٰ ﷺ

ان کو نبیوں میں ملا سردار و سید کا لقب ‏ — ‏ ہر زمانے سے فزوں تر ہے زمان مصطفیٰ ﷺ

حضرت صدیق و فاروق و غنی مشکل کشا ‏ — ‏ تھے اسی ترتیب میں یہ دوستان مصطفیٰ ﷺ

نعت احمد سر بسر قرآن کا ایک ایک ورق ‏ — ‏ **نظمی** عاصی کرے گا کیا بیان مصطفیٰ ﷺ

عشقی و عینی و نوری کا تجھے صدقہ ملا
تُو بھی **نظمی** کہہ لے خود کو نعت خوان مصطفیٰ ﷺ

دعـــا

بیچ منجدھار میں ہے میرا سفینہ یارب
مجھ کو ساحل سے لگا بہر مدینہ یارب

میرے لب کھلتے ہی آمین فرشتے کہہ دیں
دے مجھے ایسی دعاؤں کا قرینہ یارب

جس کو نجدی کے نجس ہات چرا ہی نہ سکیں
حب احمد کا مجھے دے وہ خزینہ یارب

جس کی خوشبو پہ ہے سو جاں سے فدا مشک ختن
مجھ کو اک بار سنگھا دے وہ پسینہ یارب

بادشاہوں سے بھی بڑھ جاؤں جو مل جائے مجھے
تیرے محبوب کی الفت کا نگینہ یارب

جب سے لوٹا ہوں وطن دل کی عجب حالت ہے
مجھ کو دکھلا دے پھر اک بار مدینہ یارب

تیری رحمت کا طلب گار ہے **نظمی** تیرا
کر عطا اس کو عبادات کا زینہ یارب

زیارتِ مکہ

حج کے وہ منظر سہانے ہم کو یاد آئے بہت
لوٹ کر اپنے وطن کو ہم تو پچھتائے بہت

بابِ ابراہیم سے کعبے کا منظر واہ واہ
ہم تصور میں وہ لمحے اپنے بھر لائے بہت

ملتزم، میزابِ رحمت، سنگِ اسود اور حطیم
ہر ادا کعبے کی میرے دل کو تڑپائے بہت

ہوں صفا مروہ کے چکر یا ہو کعبے کا طواف
ہر قدم پر اپنی قسمت پر ہم اترائے بہت

سنگِ ابراہیم کے پیچھے نوافل بھی پڑھے
اک اک سجدہ وہاں پر دل کو گرمائے بہت

نور سے معمور پربت پر جو ہے غارِ حرا
واقعہ اقرا یہاں آ کر کے یاد آئے بہت

مسجدِ نمرہ کی وسعت جبلِ رحمت کا جلال
اور سنّاٹا احد کا دل کو دہلائے بہت

ہر طرف آثارِ اسلامی کی درگت العیاذ
نجدیوں نے خوں کے آنسو ہم کو رُلوائے بہت

آبِ زمزم جب پیا تب پیٹ بھر بھر کر پیا
نظمی اپنی روح کو سیراب کر لائے بہت

رشکِ جنت

طیبہ نگر کو جانا ہے باعث سعادت اک اک گلی وہاں کی واللہ رشک جنت

ہر دم رخ منور آنکھوں میں گھومتا ہے ہر سانس کر رہا ہوں قرآن کی تلاوت

واللیل پیارے گیسو، والشمس روئے زیبا نوری ہیں وہ سراپا نورانیت کی عزت

حسن ملیح ایسا، لاہوتیت کا حامل اس حسن کی ضیا سے دونوں جہاں میں طلعت

قرآن نے نبی کا ایسا ادب سکھایا آہستہ ان سے بولو ورنہ عمل اکارت

جن جالیوں کے پیچھے روضہ حضور کا ہے جنت بھی چاہتی ہے ان جالیوں سے برکت

سرکار اب کرم ہو ہم عاصیوں کے اوپر ہیں آپ جان رحمت، ہیں آپ کان راحت

نظمی نے نعت گوئی سیکھی نہیں کسی سے
گُن جن کے گا رہا ہوں یہ ہے انھیں کی رحمت

کمالِ حدیث

انسان کو انسان بناتی ہے حدیث پیغام شرافت کا سناتی ہے حدیث

ایمان کی تفصیل سے احکام تلک قرآن کا آئینہ دکھاتی ہے حدیث

وہ نطق جو ہے وحی خدا کا حامل اس نطق کو الفاظ میں لاتی ہے حدیث

سیرت کے چمن میں کھلے غنچوں کے طفیل خوشبوئے نبی ہم کو سنگھاتی ہے حدیث

میثاق ازل ہو کہ ہو محشر کا بیاں پل پل کی خبر ہم کو سناتی ہے حدیث

کچھ لوگ بنے پھرتے ہیں یاں اہل حدیث چہرے سے نقاب ان کے اٹھاتی ہے حدیث

فرمان نبی پر جو عمل کرتے ہیں مژدہ انھیں جنت کا سناتی ہے حدیث

گُن جن کے گا رہا ہوں یہ ہے انھیں کی رحمت
ایماں کی نئی شمعیں جلاتی ہے حدیث

نورِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کس کو فرمایا خدا نے نور کا روشن سراج
کس کو بخشا رب نے اٹھارہ ہزار عالم کا راج

کس کے صدقے چاند تاروں کو ملی ہے روشنی
کس کے دم سے چل رہا ہے دو جہاں کا کام کاج

کس کے نور پاک کو سجدہ فرشتوں نے کیا
پیش کرتے ہیں کسے سب انبیا اپنا خراج

ہاں وہ ہے ذات محمد یعنی نور کبریا
جن کو پہنایا گیا ہے رحمت عالم کا تاج

دشمنوں کو بھی انھوں نے دی تھی دامن میں پناہ
انکساری ان کی فطرت، حلم و رحم ان کا مزاج

نظمی تم کو ان کے قدموں میں جگہ مل جائے گر
تم سمجھ لینا کہ تم کو مل گیا راجوں کا راج

ایماں کی روح

نام احمد ہے خدا کے فضل سے ایماں کی روح
رحمت رب عُلا ہے اس شہ ذی شاں کی روح

ہے دم عیسیٰ، یدِ موسیٰ میں شامل اس کا فیض
حامل حسنِ محمد، یوسف کنعاں کی روح

وہ پسینہ جس سے نکہت مشک کو حاصل ہوئی
ان کی خوشبو بن گئی ہے ہر گل خنداں کی روح

عالم اجسام پر قبضہ انھیں رب نے دیا
حکم ہو ان کا تو لوٹ آئے تن بے جاں کی روح

بائے بسم اللہ سے لے کر کے سین ناس تک
ان کا ذکر پاک ہے ہر آیت قرآں کی روح

اس لیے نظمی پڑھا کرتا ہے میلاد نبی
کانپ کانپ اٹھتی ہے ان کے نام سے شیطاں کی روح

بارھویں تاریخ

خدا کا فضل ہے رحمت ہے بارھویں تاریخ
ہمارے رب کی عنایت ہے بارھویں تاریخ

جلیں وہ جن کے مقدر میں آگ لکھی ہے
ہمیں تو باعث رحمت ہے بارھویں تاریخ

یہ روز و شب یہ مہ و سال جن کا صدقہ ہیں
انھیں کا یوم ولادت ہے بارھویں تاریخ

وہ صبح جب کہ حبیب خدا ہوئے پیدا
اسی سحر کی علامت ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ہم سنیوں کو پیاری ہے
سعادتوں کی ضمانت ہے بارھویں تاریخ

وہ رت جگے وہ نوافل، درود اور سلام
ہمارے پیروں کی سنّت ہے بارھویں تاریخ

ابو لہب کو سزا میں کمی ملے اس دن
ثبوت رتبہ نسبت ہے بارھویں تاریخ

شفیع روز جزا جن کا وصف اقدس ہے
انھیں کی شان کی شوکت ہے بارھویں تاریخ

شب ولادت احمد کی صبح کیا کہیے
بہار فضل و فضیلت ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو **نظمی** سکھایا یہی بزرگوں نے
کہ سنیوں کی سعادت ہے بارھویں تاریخ

یہ عید عیدوں سے بڑھ کر ہے بالیقیں **نظمی**
ہمارے قلب کی راحت ہے بارھویں تاریخ

نشانِ نورِ خدا

حبیب ربِ عُلا محمد ﷺ　　نشانِ نورِ خدا محمد ﷺ

دکھی دلوں کی صدا محمد ﷺ　　شفیعِ روزِ جزا محمد ﷺ

وہی مزمل وہی مدثر　　مرادِ شمس و ضحیٰ محمد ﷺ

انھیں کے دم سے جہاں میں رونق　　بہارِ ارض و سما محمد ﷺ

وہ دیکھو محشر میں ہر زباں پر　　بس ایک نعرہ ہے یا محمد ﷺ

وہ جانِ عیسیٰ، وہ شانِ موسیٰ　　خلیل کی ہیں دعا محمد ﷺ

خدا نے چاہا تو قبر میں ہم　　پڑھیں گے صلِّ علیٰ محمد ﷺ

قلم رکھا **نظمی** نے یہ کہہ کر
خدائی کے ناخدا محمد ﷺ

شانِ نعت مصطفیٰ ﷺ

جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہلِ سنّت کی سند
پیش کر دیتے ہیں ہم تو اعلیٰ حضرت کی سند

کیوں نہ سمجھیں ہم مسلماں خودکو عالی مرتبت
ہم کو قرآں نے عطا کی خیر اُمت کی سند

نفسی نفسی حشر میں ہوگا رسولوں کا جواب
مصطفیٰ کے ہات میں ہوگی شفاعت کی سند

پَل کے پَل میں لامکاں کی سیر کر کے آ گئے
سورۂ والنجم ہے آقا کی رفعت کی سند

اتباعِ قول و فعل مصطفیٰ ہے بالیقیں
رحمتِ حق اور جنت کی بشارت کی سند

نقش کر لو نام احمد اپنے دل پر سنّیو
یاں یہی ہے نارِ دوزخ سے حفاظت کی سند

خاندانِ مصطفیٰ کا مرتبہ کیا پوچھنا
ہے قرآن پاک میں ان کی طہارت کی سند

اس لیے پڑھتے ہیں ہم سنّی کھڑے ہوکر سلام
ہے یہی سرکارِ طیبہ سے محبت کی سند

ہے الف مثلِ قیام حا ہے رکوع سجدہ ہے میم
دال احمد ہے مسلماں کی عبادت کی سند

غوث اعظم مظہر شانِ نبی جانِ علی
ان کو طیبہ سے ہوئی حاصل نیابت کی سند

ہند میں ہیں سنیوں کے جتنے بھی دار العلوم
سب کے سب ہیں سید العلماء کی محنت کی سند

شیخ نجدی تم کو ہم کس طور سے اپنا کہیں
جاؤ پہلے لاؤ تم سنّی جماعت کی سند

جس کا چہرہ کھل اُٹھے احمد رضا کے نام پر
گویا اس کو مل گئی جیتے جی جنت کی سند

اس لیے **نظمی** پڑھا کرتا ہے نعت مصطفیٰ
مثل حسّاں اس کو بھی مل جائے قربت کی سند

صلِّ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عرش سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ محمدٍ
فرش پہ بھی یہی ندا صلِّ علیٰ محمدٍ

شمس وقمر زمیں فلک رب نے بنائے کس لیے
ہاں ہاں برائے مصطفیٰ صلِّ علیٰ محمدٍ

ان کے ہی نور سے ملا آدم کی روح کو قرار
وہ ہیں سبب حیات کا صلِّ علیٰ محمدٍ

چشم زدن میں مشکلیں آسان ہو ہی جائیں گی
پڑھیے تو جھوم کر ذرا صلِّ علیٰ محمدٍ

اکمل ہیں وہ کمال میں، اجمل ہیں وہ جمال میں
نور ہی نور ہیں شہا صلِّ علیٰ محمدٍ

یوم حساب امتیں قدموں پہ سر جھکائیں گی
فرمائیں گے انَا لَھا صلِّ علیٰ محمدٍ

سامنے جس کے ہیچ ہیں دونوں جہاں کی رفعتیں
گنبد ہے وہ حضور کا صلِّ علیٰ محمدٍ

مجھ سے گناہ گار کو دامن میں وہ چھپائیں گے
ایمان ہے یہی مرا صلِّ علیٰ محمدٍ

ان کے مزار پاک پر دن رات پڑھتے ہیں مَلَک
صلِّ علیٰ نبیِّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

میری نجات آپ کے فضل و کرم پہ منحصر
نظمی غلام آپ کا صلِّ علیٰ محمدٍ

جامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہیں سب اہلِ سنّت غلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ‏ ‏ کریں جاں کو قرباں بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رہ حق میں لڑ کر مروں آرزو ہے ‏ ‏ پیوں میں شہادت میں جامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرے آقا مجھ پر کرم کی نظر ہو ‏ ‏ یہ کہتا ہے مولا غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو تفسیر والشّمس و واللیل پڑھیے ‏ ‏ یہ صبح محمد وہ شامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہابی نہیں کرتا تعظیم ان کی ‏ ‏ دکھاوے کو لیتا ہے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہزاروں اگر جانیں مل جائیں مجھ کو ‏ ‏ لٹا دوں میں ان کو بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدا کی قسم یہ حقیقت ہے **نظمی** ‏ ‏ کلامِ خدا ہے کلامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نوٹ: یہ نعت میں نے غالباً بارہ سال کی عمر میں کہی تھی۔ حضور والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی اصلاح فرمائی تھی۔ **نظمی**

قرآن کا ماخذ

کس نے سمجھا قرآن کا ماخذ　　در حقیقت ہیں مصطفیٰ ماخذ

سورہ نجم میں بیاں کس کا　　کیا ہے شان نزول کیا ماخذ

نجدیو، قبل قرات قرآں　　دیکھو آیات کا ذرا ماخذ

اپنے جیسا بشر بتانے سے　　کیا بدل جائے گا بھلا ماخذ

دیکھیے تو کلام نظمی میں
نعت مضمون ہے ثنا ماخذ

نعت شہ بطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فخر دو عالم نور مجسم رحمت سے بھرپور
رب نے انھیں بخشے ہیں خزانے نعمت سے بھرپور

صلی اللہ علیہ وسلم ورد رہے ہر سانس
من ہو ہمارا ہر دم اچھی عادت سے بھرپور

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ قرآں کا اعلان
میرے نبی اوصاف میں یکتا کثرت سے بھرپور

ثُمَّ دَ نَا فَتَدَلّٰی کا منصب کس کو حاصل
ہاں اک میرے آقا ہی ہیں رفعت سے بھرپور

حضرت جابر کے گھر کی دعوت کی تھی کیا شان
ریزہ ریزہ مالک کل کی برکت سے بھرپور

میں نے درِ کعبہ سے لپٹ کر مانگی ایک دعا
یا رب رکھنا عشق نبی کی لذت سے بھرپور

شہر مدینہ میں ترے صدقے میں تیرے قربان
تیری زمیں کا ذرہ ذرہ طلعت سے بھرپور

مکہ کی گلیاں جس کی مہک سے مہکیں صبح و شام
وہ ہے پسینہ میرے نبی کا نکہت سے بھرپور

مسجد نبوی گنبد خضریٰ روضہ پاک حضور
رشک ارم ہے اور بہار جنت سے بھرپور

آقا سورج تارے صحابہ کہکشاں آلِ نبی
ہر اک اپنی اپنی جگہ ہے عظمت سے بھرپور

یاں بھی ہیں جلتے واں بھی جلیں گے آقا کے دشمن
نامہ اعمال ان کا رہے گا لعنت سے بھرپور

محشر میں **نظمی** کو بچانے آئیں گے نانا جان
میرے سر پر ہات رکھیں گے شفقت سے بھرپور

حبیبِ ربِّ اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبیوں کے سردار حبیب رب اکبر　　شان ہے جن کی **انا اعطینك الكوثر**

سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ نبی ہمارے　　رحمت عالم، نور مجسم، شافع محشر

ان کی حیات پاک کے یہ سب آئینے تھے　　حضرات صدیق و عمر، عثمان و حیدر

محشر میں بس انھی کے ہاتوں پیاس بجھے گی　　انھی کو رب نے عطا کیا ہے حوض کوثر

کتب سماوی دیتی رہی ہیں ان کی بشارت　　خبر انھی کی لاتے رہے سارے پیغمبر

انھی کی نسل پاک کی نورانی کڑیاں تھیں　　فاطمۃ الزہرا و علی، شبیر و شبر

قرآں ان کا سب سے بڑا اعجاز ہے نظمی
وحی الٰہی جس کی صورت اتری ان پر

قربت کا لمحہ

ارضِ جنت کون دیکھے ارضِ طیبہ دیکھ کر
ان کا روضہ دیکھ کر، کعبے کا کعبہ دیکھ کر

رک گئے جبریل جب میقات سدرہ دیکھ کر
بڑھنے والے بڑھ گئے قربت کا لمحہ دیکھ کر

یَا محمدُ اِرْفَعْ رَاسَکَ جب خدا فرمائے گا
جی اٹھیں گی امتیں محشر کا سجدہ دیکھ کر

نجدیا پچھتائے گا تُو ان شاء اللہ حشر میں
میرے دائیں ہات میں اعمال نامہ دیکھ کر

حضرت جابر کا ایماں اور پختہ ہو گیا
سیکڑوں ہاتوں میں برکت کا نوالہ دیکھ کر

بن کے شمشیر مجسم ابن خطّاب آئے تھے
اپنا سودا کر گئے آقا کا چہرہ دیکھ کر

آیا تھا شیطان، پر مایوس ہو کر چل دیا
میرے دل پر الفت احمد کا پہرہ دیکھ کر

کعبے سے پوچھا کہ تیرا بھی کوئی قبلہ ہوا
کعبہ کرتا ہے اشارے سمت طیبہ دیکھ کر

مجھ کو جیتے جی زمیں پر لطف جنت مل گیا
ان کا منبر دیکھ کر محراب سجدہ دیکھ کر

رشک سے جھومیں گے سارے انبیا محشر کے دن
نوری شانوں پر شفاعت کا دوشالہ دیکھ کر

مجھ کو جنت خود بلائے گی، یہی امید ہے
میری گردن میں پڑا برکاتی پٹّہ دیکھ کر

زائر راہ مدینہ تجھ کو کچھ معلوم ہے
رشک کرتی ہے ارم تیرا ارادہ دیکھ کر

سید الشہدا لقب جن کو ملا سرکار سے
قدسیوں کو رشک آئے شانِ حمزہ دیکھ کر

نعت گوئی **نظمی** نے سیکھی حسّان الہندؒ سے
نعت کہتے تھے بریلی میں جو طیبہ دیکھ کر

ؒ مراد ہیں امام عشق ومحبت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔

کب تک؟

کب تک رہوں مرے خدا کوئے نبی سے دور دور
کب تک گذاروں زندگی، میں زندگی سے دور دور

طیبہ سے دوریاں مجھے برداشت کیسے ہو سکیں
ایک ایک پل برا لگے ان کی گلی سے دور دور

میری حیات و موت ہے عشق نبی پہ منحصر
کیسے رہوں تمھی کہو اس عاشقی سے دور دور

رکھتا ہے دل میں بغض جو خلفائے راشدین سے
وہ ہے خبیث رافضی، مولا علی سے دور دور

شیطان کے مرید کی پہچان ایک یہ بھی ہے
درگاہوں سے پرے پرے، غوث وولی سے دور دور

میری ہر ایک سانس میں ذکر شہ عرب رہے
رکھنا مرے خدا مجھے شر سے بدی سے دور دور

ہم نے تو کچھ کہا نہیں ہم نے تو کچھ کیا نہیں
کچھ لوگ یوں ہی ہو گئے اپنی خوشی سے دور دور

نظمی ہر ایک کام میں مرشد کا اپنے نام لو
ہر کام اس طرح رہے بے برکتی سے دور دور

جانِ ایماں

جان ایماں ہے شہ دیں کی عداوت سے گریز
باعث قہر خدا ہے ان کی سنّت سے گریز

آڑ میں تبلیغ کی پرچار نجدیّت کا ہے
اس لیے ہم کو ہے تبلیغی جماعت سے گریز

جو رسول اللہ کی قدرت پہ شک ظاہر کرے
ہم پہ لازم ہے کریں ایسے کی صحبت سے گریز

احمد مختار کو کہتا ہے معمولی بشر
دیو کے بندے کو ہے ان کی شفاعت سے گریز

عید میلاد النبی کو شرک و بدعت لکھ دیا
جانے کیوں نجدی کو ہے ذکرِ ولادت سے گریز

صاحب سبع سنابل ☆ نے سکھایا ہے یہی
ہر ولی کرتا ہے اظہارِ کرامت سے گریز

☆یعنی میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ

ہو زباں شیریں تو کیا مشکل ہے تسخیر قلوب
سنّت نبوی ہے استعمالِ طاقت سے گریز

ہے کلام اللہ میں اظہار شانِ مصطفیٰ
نجدیو کیوں ہے تمھیں قرآں کی آیت سے گریز

عشق محبوب خدا ہو جس کے دل میں جاگزیں
کیوں نہ ہو **نظمی** اسے دنیا کی دولت سے گریز

جو نبی کے علم کو شیطان سے کم تر کہے
نظمی کرنا چاہیے ایسے کی صحبت سے گریز

کتابِ اُصول

منشا مرا بیان حیات رسول بس
مقصد مرا رضائے خدا کا حصول بس

پروانہ کو ہے شمع تو بھنورے کو پھول بس
عاشق کو نعل سید عالم کی دھول بس

اللہ نے حبیب کا خود ہی کیا دفاع
کوثر کی پڑھ کے دیکھیے شان نزول بس

نعت رسول پاک ہے اس کا ورق ورق
ظاہر میں ہے قرآن کتاب اصول بس

چوما تھا ایک روز عمامہ رسول کا
جنت میں جائے گا وہی خار ببول بس

یوں تو چمن میں اور بھی غنچے کئی کھلے
نکہت فزا ہیں فاطمہ زہرا کے پھول بس

ہم جس دعا کے اول و آخر پڑھیں درود
حاصل اسی دعا کو ہو شرف قبول بس

دین محمدی میں نئی روح پھونک دی
مشہور ہے شہادت سبط رسول بس

ہیرے جواہرات زر و مال کچھ نہیں
احمد رضا کو بیعت آلِ رسول بس

مل جائے کاش **نظمی** کو حسّان کی زباں
پڑھتا رہے ہمیشہ ثنائے رسول بس

قرآں کی اساس

نکہت عرق محمد ہے گلستاں کی اساس طلعت نور محمد ماہ تاباں کی اساس

روئے زیبائے محمد حسن کنعاں کی اساس نقش پائے مصطفیٰ مہر درخشاں کی اساس

نعت احمد سر بسر آیات قرآں کی اساس اور ذکر مصطفیٰ ہے ہر مسلماں کی اساس

سید الابرار کی ہر ہر ادا پر ہوں نثار یہ تھی صدیق و علی، فاروق و عثماں کی اساس

نوری و ناری و خاکی میں نہ ان جیسا کوئی ذات محبوب خدا ہے نفی امکاں کی اساس

ان کی سیرت پر عمل کرنا ہی بس ایمان ہے قول و فعل مصطفیٰ ہے ہر مسلماں کی اساس

ہم نے اپنے مرشدوں سے **نظمی** سیکھا ہے یہی
الفت شاہِ مدینہ دین و ایماں کی اساس

رحمت کی بارش

ملے ہم کو رب کی عنایت کی بارش　　وہابی پہ نجدی پہ لعنت کی بارش

چلو پاک ہو لیں گناہوں کو دھو لیں　　مدینے میں ہوتی ہے رحمت کی بارش

نہ آدم کریں گے نہ عیسیٰ کریں گے　　محمد کریں گے شفاعت کی بارش

یہ اعجاز آقا کی صحبت کا دیکھا　　ابوبکر پر تھی صداقت کی بارش

عمر لے کے آئے تھے شمشیر عریاں　　گئے لے کے ایماں کی دولت کی بارش

نبی کی دعا کا کرشمہ تھے عثماں　　ہوئی جن پہ جود و سخاوت کی بارش

'میں جس کا ہوں مولیٰ علی اس کا مولیٰ'　　حدیث نبی ہے ولایت کی بارش

ولی دیکھنا ہو تو اجمیر آؤ　　وہاں جا کے دیکھو کرامت کی بارش

ہے فیض رضا **نظمی** تیرے قلم پر
کیے جا یوں ہی نعت و مدحت کی بارش

مدحتِ فزوں کی تلاش

ہزار بار مرے دل نے کی سکوں کی تلاش ‏ ‏ ہوئی مدینے میں پوری مرے جنوں کی تلاش

عتیق عمر علی عثماں کے دل جو بدلے تھے ‏ ‏ قریش کو رہی برسوں اسی فسوں کی تلاش

بدن بلال کا پگھلا نہ تپتے پتھر پر ‏ ‏ عقیدتو ! کرو اس جذبہ دروں کی تلاش

نبی بدلتا رہا قلب و روح کی دنیا ‏ ‏ زمانہ کرتا رہا کیسے اور کیوں کی تلاش

حسین آج بھی زندہ ہیں، ان کا موقف بھی ‏ ‏ یزیدیوں کو ہے اب تک نبی کے خوں کی تلاش

نبی کے در پہ تھا جو سر جھکائے استادہ ‏ ‏ ہے نجدیوں کو اسی شخص سرنگوں کی تلاش

قلم کبھی نہ ہو محصور آپ کا نظمی
ہمیشہ جاری رہے مدحتِ فزوں کی تلاش

عشقِ صادق

بحر و بر، برگ و شجر، پانی و پتھر خاموش
روبرو آقا کے عالم ہیں سراسر خاموش

ابن خطّاب تو نکلے تھے کہ سر لے آئیں
اک نظر آقا کی، اور ہو گئے تیور خاموش

پیالہ بھر پانی میں انگشت مبارک کا کمال
برکتیں دیکھ کے رہ جائیں سمندر خاموش

تاب خورشید کہاں اور کہاں ان کے رخسار
مسکرا دیں تو ہو مہتاب منور خاموش

حرم مکہ میں جس وقت طواف ہوتا ہے
سنیے سنیے وہ ترنم ذرا رہ کر خاموش

عشق صادق ہے تو آقا کی ثنا گائیں گے
رہ نہ پائیں گے عقیدت کے کبوتر خاموش

بخشوانے وہ غلاموں کو ضرور آئیں گے
مصطفیٰ رہ نہیں سکتے سر محشر خاموش

گدڑی پہنے ہوئے اللہ کے سپاہی نکلے
جن کی ہیبت سے ہوئے روم کے لشکر خاموش

سبز پوشوں کی صفوں میں وہی اوّل ٹھہرے
رعب لاہوتی کے آگے ہیں دلاور خاموش

فیض ہے کلک رضا کا یہ ہے مرشد کا کرم
نظمی کی نعتیں سنیں رہ کے سخنور خاموش

جوہرِ اخلاص

جتنے اوصاف ہیں ان سب سے ہے برتر اخلاص
ہم نے سیکھا ہے کہ ہے جنگ سے بہتر اخلاص

ہم نے اخلاص کو ایمان کا جزو سمجھا تھا
سچ تو یہ ہے کہ ہے ایمان کا جوہر اخلاص

کس کی آواز میں پیدا ہوئی تاثیر بلال
چاہیے اس کے لیے قلب کے اندر اخلاص

ایک پہچان یہ مومن کی بتاتی ہے حدیث
وہ جو محبوب رکھے جاں کے برابر اخلاص

شاہِ بطحا کی احادیث سے یہ ثابت ہے
دین احمد کا ہے پیغام سراسر اخلاص

ہم کو بتلاتی ہے **نظمی** یہ صحابہ کی حیات
سارے اوصاف حمیدہ کا ہے مظہر اخلاص

جمالِ عارض

مہ و خورشید ہیں قربان جمال عارض　　مرحبا صلِّ علیٰ شان کمال عارض

ہم نے جب بھی رخ انور کا تصور باندھا　　پائی قرآں کی سورت میں مثال عارض

صدقہ نور محمد ہے وجود عالم　　حسن عالم ہے رہین خد و خال عارض

اور کیا چاہیے اس حسن محمد کا ثبوت　　رب بیاں کرتا ہےقرآں میں مثال عارض

عید ایماں کی بشارت ہے ہر اک مومن کو　　فلک رخ پہ مزیّن ہے ہلال عارض

منبع نور سراسر ہے جبین اقدس　　اور آئینہ طلعت ہے جمال عارض

مطلع نظم جہاں ہے رخ انور ان کا　　حسن مطلع کومناسب ہے مثال عارض

جو بھی سنتا ہے وہ کہتا ہے بس اک بات کہ ہاں
نظمی کرتا ہے بیاں خوب ہی حال عارض

دامنِ مصطفیٰ فقط

کعبہ کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط ہاتوں میں حشر تک رہے دامن مصطفیٰ فقط

اپنے کرم سے اے خدا عشق رسول کر عطا آخری دم زباں پہ ہو صلِ علیٰ صدا فقط

طیبہ کی سیر کو چلیں قدموں میں انکے جان دیں دفن ہوں ان کے شہر میں ہے یہی التجا فقط

یوں تو ہر اک نبی و ولی رب کے حضور ہے شفیع شافع روز حشر کا ہم کو ہے آسرا فقط

معراج کا شرف ملا یوں تو ہر اک رسول کو عرش سے آگے جا سکے احمد مجتبیٰ فقط

نور محمدی سے ہی کون و مکاں کو ہے ثبات مطلوب کائنات ہے محبوب کبریا فقط

دنیا کی ساری نعمتیں میری نظر میں ہیچ ہوں رکھنے کو سر پہ گر ملیں نعلین مصطفیٰ فقط

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنا، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حشر کے روز ہر زباں پر ہو یہی صدا فقط

منکر نکیر قبر میں ہم سے سوال جب کریں ایسے میں ورد ہم رکھیں آپ کے نام کا فقط

نزع کے وقت جب مری سانسوں میں انتشار ہو میری نظر کے سامنے گنبد ہو وہ ہرا فقط

دن رات میرے سامنے تذکرہ حبیب ہو مجھ سے مریض عشق کی ہے یہی اک دوا فقط

شمس و قمر شجر حجر حورو ملک زمیں فلک انسان و جن سبھی میں ہیں انوار مصطفیٰ فقط

اَرِنِی کی آرزو رہی سیدنا کلیم کو دیدار رب کا کر سکے سردار انبیا فقط

خاتم مرسلین کی ذات بھی کیا عجیب ہے لازم ہے انبیا کو بھی ان کی ہی اقتدا فقط

نعت رسول پاک ہے **نظمی** کا مقصد حیات
قبر میں بھی لبوں پہ ہو سرکار کی ثنا فقط

محفوظ

اے خدا ہند میں رکھنا مرا ایماں محفوظ
خار کے بیچ ہو جیسے گل خنداں محفوظ

اس کی آیات میں تحریف نہیں ہو سکتی
رب کا وعدہ ہے رہے گا یوں ہی قرآں محفوظ

آج کے دور میں اچھائی کی باتیں صاحب
ہے غنیمت کہ رہے آپ کا ایماں محفوظ

التجا رب سے یہی ہے کہ رہیں محشر تک
سارے آلام و مصائب سے مسلماں محفوظ

جب تلک آئے نہ اچھائی برائی کی تمیز
کیسے رہ سکتا ہے انسان کا ایماں محفوظ

رب کی حکمت کے بنا ہل نہیں سکتا پتّا
اس کی مرضی تھی رہے یوسف کنعاں محفوظ

نعت کے بارے میں پوچھا تو یہ **نظمی** نے کہا
اس سے رہتی ہے مری جاں مرا ایماں محفوظ

نوری شعاع

بارہ ربیع الاول کے دن اتری جو لاہوتی شعاع
آدم سے ایں دم تک سب کو فیض رساں وہ نوری شعاع

اقرا کے عنوان سے کل جو غار حرا پر چمکی تھی
آج اسلام کا سورج بن کر چھائی ہے وہ پہلی شعاع

آئے تھے خطاب کے بیٹے سر لینے شمشیر بکف
اپنا سب کچھ دے بیٹھے جیسے ہی پڑی رحمت کی شعاع

عرش سے آگے منزل کرنا عام بشر کا کام نہیں
نور ازل میں گم ہونے کو پہنچی تھی وہ نوری شعاع

لات و منات و ہبل و عُزّیٰ پل میں سجدہ ریز ہوئے
جاء الحق وزھق الباطل کی چمکی توحیدی شعاع

رحمتِ عالم نے نظمی دنیا کو جینا سکھلایا
امن و اخوت کی کرنیں لے کر آئی قرآنی شعاع

شفاعت کا چراغ

مصطفیٰ روشن کریں گے جب شفاعت کا چراغ
بجھتے بجھتے پھر سنور جائے گا امت کا چراغ

بت پرستی کا اندھیرا تھا عرب میں چار سو
روشنی توحید کی لایا نبوت کا چراغ

صدق دل سے جس نے کی تصدیق قول مصطفیٰ
ہاں وہی بو بکر کہلائے صداقت کا چراغ

حضرت فاروق کو تھا امتیاز نیک و بد
رب نے بخشا ان کو انصاف و عدالت کا چراغ

جن کو ذی النورین کہتے ہیں غنی جن کا لقب
ہیں سراپا حضرت عثماں سخاوت کا چراغ

فاتح خیبر علی شیر خدا مشکل کشا
جن کے کنبے میں ہوا روشن ولایت کا چراغ

غوث اعظم مظہر شان رسول اللہ ہیں
قدرت حق سے ملا ان کو کرامت کا چراغ

فیض مارہرہ الٰہی تا ابد جاری رہے
سنیوں کو روشنی دے شاہِ برکت کا چراغ

مسلک احمد رضا یوں ہی پھلے پھولے سدا
ظلمت بدعت مٹائے اعلیٰ حضرت کا چراغ

جس میں ڈالا سید العلما نے اپنا پاک خوں
تا ابد روشن رہے سنی جماعت کا چراغ

نعت احمد **نظمی** عاصی یوں ہی پڑھتا رہے
قلب میں روشن رہے آقا کی الفت کا چراغ

دل کا قبلہ

چل پڑا ہے قافلہ پھر سے مدینے کی طرف
دل کا قبلہ کرلیا ہے ان کے روضے کی طرف

حشر میں اذنِ شفاعت مصطفیٰ کو ہے ملا
تک رہی ہیں اُمتیں آقا کے چہرے کی طرف

ناز برداری خدا کرتا ہے یوں محبوب کی
سمتِ قبلہ پھیر دی اقصیٰ سے کعبے کی طرف

ہم کو کافی ہے سہارا احمدِ مختار کا
ہات پھیلائیں بھلا کیوں ایسے ویسے کی طرف

کب سے **نظمی** آپ کے در پڑا ہے اے حضور
اک نظر رحمت کی ہو اس اندھے شیشے کی طرف

سرخوشی ہر طرف

منتظر دونوں عالم تھے جن کے لیے آئے وہ اور پھیلی خوشی ہر طرف
ان کے آتے ہی ظلمت کے بادل چھٹے، چھائی توحید کی روشنی ہر طرف

آئے جبریل نوری سواری لیے لامکاں کی طرف مصطفیٰ چل دیے
فرش سے عرش تک نور ہی نور تھا دونوں عالم میں تھی سرخوشی ہر طرف

نور کیسا وہ غار حرا سے چلا، آج تک جس کی نورانیت کم نہیں
کتنے سینوں میں وہ نور محفوظ ہے چھن رہی ہے وہی روشنی ہر طرف

تاجدار مدینہ چلے بدر کو تین سو تیرہ نوری سپاہی لیے
اترے جبریل ملکوتی لشکر لیے، کھل اٹھی فتح کی چاندنی ہر طرف

جب احد میں مرے آقا زخمی ہوئے کھلبلی مچ گئی سارے اصحاب میں
چاند طیبہ کا پل بھر کو کیا چھپ گیا، چھا گئی تھی فضا ماتمی ہر طرف

یہ لعاب نبی کا ہی اعجاز تھا دُکھتی آنکھیں علی کی بھلی ہو گئیں
باب خیبر اکھاڑا بچشم زدن، گونج اٹھا نعرہ حیدری ہر طرف

سبز گنبد کی رعنائیاں کیا کہوں، منبع نور ہے قبلہ اہل دل
یاں وہ آرام فرما ہیں جن کے لیے رب نے تخلیق کی زندگی ہر طرف

عرس سید میاں کا وہ شہرہ ہوا، اس قدر رعب برکاتیت کا پڑا
سارے دشمن پریشان و حیران ہیں، ان کے حلقوں میں ہے کھلبلی ہر طرف

نظمی تیرے لیے نعت نعمت بنی یہ بھی میم محمد کا اعجاز ہے
نور و نکہت کا حامل ہے تیرا قلم، کر رہا ہے جو ذکر نبی ہر طرف

تذکرہ افق افق

یہ کس کا ذکر ہو رہا ہے فرش و عرش افق افق　　یہ کس کے نور سے چمک دمک رہے شفق شفق

یہ کس نے مردہ قوم کو بشارت حیات دی　　یہ کس نے تر کیا ہے زندگی کا خشک تر حلق

وہ مصطفی وہ مجتبیٰ، وہی حبیب کبریا　　کہ جن کے اتباع کا رسولوں کو ملا سبق

انہی کے نور کی شناخت ہیں زمین و آسماں　　انہی کی ذات کا ظہور مہر و ماہ فلق فلق

خدائی ساری **نظمی** ان کے نام پر فدا ہوئی
انہی کے در کی بھیک پر ہے منحصر خَلق خَلق

نور محمد کی چمک

نعت شانِ مصطفیٰ ہے شغل ہر جنّ و مَلَک　　بہرِ تعظیمِ محمد سر جھکاتا ہے فلک

چاند تاروں کو ملی نورِ محمد کی چمک　　مشک و گل نے پائی ہے گیسوئے احمد کی مہک

اے خدا عشقِ محمد سے ہمیں سرشار رکھ　　ہات میں تھامے رہیں ہم ان کا دامن حشر تک

ناز ہم کرتے رہیں گے اپنی قسمت پر سدا　　یا الٰہی پھر دکھا دے سبز گنبد کی جھلک

خواب ہی میں چہرہ انور دکھا دیجے حضور　　یا رسول اللہ رہیں محروم آخر کب تلک

شرک و بدعت شرک و بدعت کوئی بکتا ہی رہے
نظمی پڑھتا ہی رہے گا نعت احمد بے جھجک

حرف مدّعا

یہ کس کا تذکرہ عرشِ عُلا تک — یہ چرچا کس کا ہے تحت الثریٰ تک
نبی ہیں اور بھی معراج والے — محمد کی پہنچ قصر دنا تک
مکان آمنہ میں چاند اترا — منور ہو گئے ارض و سما تک
مرے آقا کی ایسی حکمرانی — کھڑے ہیں سر خمیدہ بادشا تک
یہ کس کی انگلیوں سے چشمے جاری — یہ کس کا ہات پہنچا ہے شفا تک
نبی کی آل کی قربانیوں پر — ہے شاہد سرزمین کربلا تک
ادا وہ اک عبادت بن گئی ہے — جو ماں دوڑی تھی مروہ سے صفا تک
شہید کربلا کی وہ کہانی — ابھی پہنچی نہیں ہے انتہا تک
جو خود کو کہتے ہیں اللہ والا — انھیں پہنچایا کس نے کبریا تک
وسیلے بن خدا تک جا پہنچنا ! — ارے پہنچو تو پہلے مصطفیٰ تک
ہیں میرے ایک مرشد شاہِ جیلاں — مرا اک سلسلہ خواجہ پیا تک

کھڑے ہیں راہ روکے اشک **نظمی**
لبوں سے لے کے حرف مدّعا تک

قربِ خدا کا زینہ

رسائی میری اگر ہوگئی مدینے تک
پہنچ ہی جاؤں گا قربِ خدا کے زینے تک

احد کو پانے میں احمد کا عشق لازم ہے
پہنچ سکیں گے تبھی معرفت کے زینے تک

کیے بڑے بڑے دعوے گلاب و عنبر نے
نہ پہنچی مشک بھی سرکار کے پسینے تک

بس ایک بار[ص] ہی دیکھا ہے گنبدِ خضریٰ
رہے گا کیف وہی ساری عمر جینے تک

ہمیں یقیں ہے کہ روحانیت کی ایک سرنگ
براہِ راست ہے مارہرہ سے مدینے تک

انھیں جو خواب میں دیکھا تو خود کو بھول گئے
ق رہا نہ ہوش ہمیں پھر کئی مہینے تک

پھر ایک دن ہوئی ان کی ہی اک نگاہِ کرم
درود لایا ہمیں ہوش کے قرینے تک

بس اب تو ساقیِ کوثر سے لَو لگائی ہے
کبھی تو آئے گا اک جام مجھ کمینے تک

بھنور میں ہوں مگر آقا کے فضل پر شاکر
کنارے خود ہی چلے آئیں گے سفینے تک

تمھارا عشق ہے صادق اگر تو اے **نظمی**
پہنچ ہی جاؤگے ایک بار پھر[ص] مدینے تک

[ص] یہ شعر میں نے اپنے پہلے سفرِ حج کے بعد کہے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس کے بعد دو حج اور کیے اور ایک عمرہ جس کے دوران زیارتِ عراق و شام و بیت المقدس بھی شامل تھی۔ رمضان کے آخری عشرے کے عمرے کی سعادت بھی نظمی کو نصیب ہوئی۔
نظمی۔

صبحِ شبِ ولادت

صبحِ شبِ ولادت بارہ ربیع الاول　　اللہ کی ہے رحمت بارہ ربیع الاول
ایمان کی علامت بارہ ربیع الاول　　معیارِ استقامت بارہ ربیع الاول
مضرابِ سازِ وحدت بارہ ربیع الاول　　پیمانۂ صداقت بارہ ربیع الاول
دریائے خیر و برکت بارہ ربیع الاول　　موجِ یمِ شفاعت بارہ ربیع الاول
آغازِ دینِ فطرت بارہ ربیع الاول　　اظہارِ رازِ قدرت بارہ ربیع الاول
ایماں کی زیب و زینت بارہ ربیع الاول　　مومن کی شان و شوکت بارہ ربیع الاول
مقیاسِ اہلِ سنّت بارہ ربیع الاول　　تریاقِ کفر و بدعت بارہ ربیع الاول
سرچشمۂ شریعت بارہ ربیع الاول　　خمِ خانۂ طریقت بارہ ربیع الاول
سنّی کے دل کی دولت بارہ ربیع الاول　　نجدی کی ہے حجامت بارہ ربیع الاول
پیغامِ امن و وحدت بارہ ربیع الاول　　آئینۂ اخوت بارہ ربیع الاول
ہے روزِ نور و نکہت بارہ ربیع الاول　　فردوس کی ضمانت بارہ ربیع الاول

عیدیں ہزار قرباں اس ایک دن پہ نظمی
ہے روزِ صد سعادت بارہ ربیع الاول

رُخِ انور کے طفیل

مصطفیٰ صلِّ علیٰ سید و سرور کے طفیل
اے خدا بخش دے مجھ کو رخ انور کے طفیل

دیں کے اعدا پہ مرے رب مجھے غالب رکھنا
فتح و نصرت دے مجھے فاتح خیبر کے طفیل

کیوں نہ ہم روضہ سرکار کی تعظیم کریں
معرفت حق کی ہوئی ہے ہمیں اس در کے طفیل

ہیں گنہگار مگر اتنا یقیں ہے ہم کو
مغفرت پائیں گے ہم شافع محشر کے طفیل

یوں تو ساقی تھے کئی میکدہ وحدت میں
تشنگی دور ہوئی ساقی کوثر کے طفیل

نظمی قرآن کی تفسیر بتاتی ہے کہ ہے
روشنی شمس و قمر میں رخ انور کے طفیل

سجی نعت کی محفل

نوٹ: میرے اندازے کے مطابق یہ نعت دنیا کی سب سے لمبی بحر کی نعت ہے۔

کیا ہوا آج کہ خوشبو سی ہوا میں ہے تجلی سی فضا میں ہے مہکتی ہوئی گلیاں ہیں چٹکتی ہوئی کلیاں ہیں چمن
کیف میں جھومے ہے فلک وجد میں گھومے ہے سجی آج یقینا کہیں پھر نعت کی محفل
نکہتیں لیتی ہیں انگڑائیاں چوطرفہ ہیں رعنائیاں قدسی کی قطاریں ہیں درودوں کی بہاریں ہیں سماں
برکتوں والا ہے اجالا ہی اجالا ہے کہ سرشار ہے آقا کی محبت میں ہر اک روح ہر اک دل

رب نے سرکار کو ہر چیز میں کثرت سے نوازا ہے کلام ان پہ اتارا ہے شفیع ان کو بنایا ہے رسولوں کے وہ
خاتم ہیں مکرم ہیں معظم ہیں قیامت کی گھڑی میں وہ امیدوں بھری ہر ایک کی منزل
رب کی رحمت کے وہ ضامن ہیں بڑے ان کے محاسن ہیں وہ سرکار دو عالم ہیں دکھی دل کی وہ راحت ہیں
گنہگاروں کے یاور ہیں اسیروں کے محافظ ہیں وہ طوفان حوادث کے بھنور میں ہیں ہر اک ناؤ کے ساحل

زندگی ان کے ہی دم سے ہے جہاں ان کے کرم سے ہے وہی باعث خلقت ہیں وہ ماذون شفاعت ہیں
وہ گنجینہ رحمت ہیں جہاں والوں کے ہر کام میں ان کا ہی کرم رہتا ہے شامل
مصحف پاک میں نعت ان کی خصوصی ہیں صفات ان کی رسولوں کے وہ سرور ہیں ہر اک جنس سے برتر
ہیں منور ہیں معطر ہیں دو عالم کے وہ محور ہیں وہ مخلوق خدا کی ہر اک امید کے حاصل

ان کے گن گائے ہیں نبیوں نے صحیفوں میں بیاں ان کا زمیں والوں میں ذکر ان کا فلک والوں میں نعت
ان کی انھیں رب نے سراہا ہے کہ محبوب بنایا شب معراج بلایا ہیں سبھی عظمتیں ہیچ ان کے مقابل

ان کے قدموں کا یہ صدقہ ہے دو عالم میں جو بٹتا ہے زمانے کو جو ملتا ہے زباں دانی انھیں کی ہے جہاں بانی انھیں کی ہے وہی جود و سخا والے عطا والے نبی سارے انھیں کے در اقدس کے ہیں سائل

عرش سے فرش تلک ان کا ہی چرچا ہے ہر اک لب پہ ثنا ان کی شجر ہو کہ حجر برگ و ثمر شمس و قمر خشکی و تر سب میں ہے نور ان کا ہر اک شے میں ظہور ان کا وہی رب کی عطا سے ہیں ہر اوصاف کے حامل

فیض نظمی پہ رضا کا ہے کلام اس کا مسجع ہے مقفیٰ ہے مرصع ہے سبھی کرتے ہیں حیرت کہ سخن کا یہ سلیقہ کہاں سیکھا کہ سخنور صف اول کے ترے فن تری ندرت تری مشاقی کے قائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمھارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جنھیں تم نے کبھی نہ سنا ہوگا نہ تمھارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمھیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔ **(رواہ مسلم)**

حریم بزمِ رسالت

کان کرامت شان شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر شان دستِ قدرت صلی اللہ علیہ وسلم

رمز حیات و کنز خلقت صلی اللہ علیہ وسلم
مصدر ایماں جان عبادت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہی حریم بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہی نشان ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

عرش اور فرش میں ان کی شہرت صلی اللہ علیہ وسلم
گلشن گلشن ان کی نکہت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہی ستون قصر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہی علیم سرِّ وحدت صلی اللہ علیہ وسلم

نعل مقدس عرش کی زینت صلی اللہ علیہ وسلم
میر سیاحت صاحب رفعت صلی اللہ علیہ وسلم

ہر لب گل پر چرچا ان کا دشت وصحرا ذکر انھی کا
ہر جا ہر سو ان کی شہرت صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی مدحت رب کی سنّت ان کی محبت اصل عبادت
اسم گرامی قلب کی راحت صلی اللہ علیہ وسلم

صدق وعدل ومروت پر ہے ان کے ہی قدموں کا اجارہ
منبع رحم و جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم

امتیں ساری روز محشر آپ ہی کی خدمت میں حاضر
آپ ہی ہیں ماذون شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم

نظمی تیری ساری کلفت آناً فاناً دور ہوئی ہے
دیکھی دیکھی درود کی برکت صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ اُمم شاہِ اُمم ﷺ

جن کے شہر پاک کی قرآں میں آئی ہے قسم   وہ رسولِ ہاشمی نوری نسب شافع اُمم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

عرش سے آگے کی منزل پر ہوئے جن کے قدم   وہ حبیب کبریا نور اللہ بحر کرم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

جن کی اک مسکان سے مرجھائے دل ہوں تازہ دم   وہ جان کل وہ روح کل وہ دافع رنج و الم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

جن کے نور پاک سے حاصل ہوا آدم کو دم   وہ باعث تخلیق کل اعجاز رب جان اُمم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

جن کے دست پاک میں مخلوق عاصی کا بھرم   وہ چارہ ساز بے کساں وہ منبع رحم و کرم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

جن کے قبضے میں دیا رب نے شفاعت کا علم   وہ تاجدار مرسلاں عالی وقار و محتشم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

جن کی ہیبت سے گرے کعبے میں اوندھے منہ صنم   وہ علم بردار توحید و رسول محترم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

حسرت دل ہے کہ کب جانا ملے سوئے حرم   گنبد خضریٰ کو دیکھوں اور مٹے ہر ایک غم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

جس طرح پڑھتا ہوں میں نعت رسول محترم   قبر میں بھی لب پہ ذکر مصطفیٰ ہو دم بدم
شاہِ اُمم شاہِ اُمم

کس طرح نظمی کرے نعت شہ بطحا رقم ان کا نام پاک آئے کانپ اٹھے قلم

شاہِ اُمم شاہِ اُمم

دلائل الخیرات میں درج ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے اوپر بسبب تعظیم درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور پاؤں ساتوں زمینوں کے بیچ میں ہوتے ہیں اور گردن عرش سے لگی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے فرماتا ہے اے فرشتو درود بھیجو اس بندے پر جس نے درود بھیجا تعظیم کے لیے میرے محبوب پر۔ پس وہ فرشتہ قیامت تک اس آدمی پر درود بھیجتا رہے گا۔

☆☆☆

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے وقت درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے رب غفور و رحیم ان کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

☆☆☆

سلام

شافع روز محشر پہ لاکھوں سلام — ساقی حوض کوثر پہ لاکھوں سلام
قاسم نعمت و مالک جزو کل — دونوں عالم کے سرور پہ لاکھوں سلام
عرش سے آگے جن کی رسائی ہوئی — یعنی محبوب داور پہ لاکھوں سلام
زلف و رخسار کی کھائے قرآں قسم — مصطفیٰ نوری پیکر پہ لاکھوں سلام
ان کے روضے کی حرمت پہ بے حد درود — ان کی محراب ومنبر پہ لاکھوں سلام
حشر میں امتی امتی کی صدا — اس شفاعت کے تیور پہ لاکھوں سلام
جس کے صدقے میں جنت کا مژدہ ملے — سجدہ یوم محشر پہ لاکھوں سلام
ناز صدق وصفا، فخر جود و سخا — یعنی صدیق اکبر پہ لاکھوں سلام
حضرت عثماں کی شرم و حیا پر درود — ابن خطاب و حیدر پہ لاکھوں سلام
جن کے بیٹے امام اور شوہر امام — سرور دیں کی دختر پہ لاکھوں سلام
فخر آلِ پیمبر کہیں ہم جنھیں — یعنی شبیر و شبر پہ لاکھوں سلام
مظہر شان قدرت ہیں غوث الوریٰ — معرفت کے سمندر پہ لاکھوں سلام
خواجہ خواجگاں، دین حق کے معیں — استقامت کے جوہر پہ لاکھوں سلام
شاہِ برکت کی برکت پہ بے حد درود — بحر عرفاں کے گوہر پہ لاکھوں سلام
ہم کو سکھلائی اچھے برے کی تمیز — اعلیٰ حضرت سے رہبر پہ لاکھوں سلام
عاشق مصطفیٰ جبرئیل امیں — ان کے نورانی شہ پر پہ لاکھوں سلام

عشق احمد میں **نظمی** جو سرشار ہو
اس کے اونچے مقدر پہ لاکھوں سلام

نعت بطرزِ ہندی

ان کے در کے بھکاری بادشاہوں کو لجائیں دونوں جگ کے خزانے دونوں ہاتوں سے لٹاتے ہیں

ان کے نائب کہائیں غوث اعظم نام پائیں **قُم بِاِذْنِیْ** کہہ کے کھیل کھیل مردے جلاتے ہیں

ان سے جگ اجیارا وہ غریبوں کا سہارا ان کی رحمت سے سارے لوگ آس لگاتے ہیں

وہ دیں بیری کو دعائیں اسے سینے سے لگائیں مژدہ جنت میں ساتھ لے جانے کا سناتے ہیں

ان کا رتبہ بڑھایا آسمانوں پہ بلایا، جو حبیب ہیں وہ ہی ایسا مرتبہ پاتے ہیں

ان کی خاطر یہ سارا جگ رب نے بنایا سارے آنے والے بھی نام ان کا بتاتے ہیں

پاؤں پتھر پہ راکھیں تو نشان پڑ جائے یہ چمتکار میرے آقا ہی تو دکھاتے ہیں

پور انگری کے رحمت کے چشمے بہائیں ایک کٹورے بھر سے کتنے لوگ پیاس بجھاتے ہیں

وہ ہیں اتنے کریم اور رحمت صفت والے عاصیوں کو خود ہی اپنے دامن میں چھپاتے ہیں

نظمی ان کے گن گائیں ان سے آس لگائیں ایک وہی تو ہیں جنھیں دل کا درد سناتے ہیں

آرزوئے مزار

رات اور دن شمار کرتے ہیں موت کا انتظار کرتے ہیں

قبر میں دید ہوگی آقا کی آرزوئے مزار کرتے ہیں

نام میں ان کے ہے مٹھاس اتنی ذکر ہم بار بار کرتے ہیں

نذر آقا کو ہم بھلا کیا دیں جان اپنی نثار کرتے ہیں

کہاں **نظمی** کہاں سلیقہ نعت
کیوں ہمیں شرمسار کرتے ہیں

نعت حبیب کبریا

سر محشر مرے عصیاں کے جب دفتر نکلتے ہیں
شفاعت پر کمر باندھے مرے سرور نکلتے ہیں

لعاب حضرت احمد کا یہ اعجاز دیکھا ہے
علی بیمار آئے، فاتح خیبر نکلتے ہیں

بلال با وفا تپتی ہوئی چٹّان پر لیٹے
محبت کرنے والے ظلم کے خوگر نکلتے ہیں

مرے سرکار کی نسبت کا مل جائے صدف تب تو
ابو بکر و عمر، عثماں علی، گوہر نکلتے ہیں

مدینہ والے آقا کی محبت ایسا دریا ہے
جو اس میں ڈوب جاتے ہیں سر کوثر نکلتے ہیں

بریلی سے چلے مارہرہ پہنچے اور پھر اجمیر
مدینے کے لیے بغداد سے ہوکر نکلتے ہیں

مرے سرکار غوث پاک کا دربار عالی ہے
جو رہزن بن کے آتے ہیں ولی بن کر نکلتے ہیں

امام احمد رضا کو پیر نے نسبت عطا کر دی
مرید حجرے سے بن کر پیر کا پیکر نکلتے ہیں

اگر ہو نعت کا میداں تو مضموں کی کمی کیا ہے
زمیں سنگلاخ ہو تو شعر بھی بہتر نکلتے ہیں

بڑے بھائی کا کرتا اور پجامہ چھوٹے بھائی کا
یہ دجال آج کل اس روپ میں اکثر نکلتے ہیں

قلم احمد رضا کا سنیت کی آبرو ٹھہرا
وہابی کے لیے الفاظ کے نشتر نکلتے ہیں

ملا **نظمی** تجھے کلک رضا کا فیض اس درجہ
ترے اشعار انداز رضا بن کر نکلتے ہیں

سرخیاں حبِّ نبی کی

سرخیاں حب نبی کی جس کے دل میں رچ گئیں
خوبیاں اس شخص کی رضواں کے دل کو جچ گئیں

امّ ایمن ایسا کیا اس رات تم نے پی لیا
زندگی بھر پیٹ کی تکلیف سے تم بچ گئیں

دے دیے سارے علوم اللہ نے محبوب کو
گردنیں فصحا کی دیکھو ان کے آگے لچ گئیں

دیوبندی کھا رہا ہے پیٹ میں کوے کی ٹھونگ
کھچڑے اور شربت کی نیازیں سنیوں کو پچ گئیں

آخری سانسیں تھیں اور ورد درود تاج تھا
جنت الفردوس میں قیصر جہاں سج سج گئیں

بارگاہ اعلیٰ حضرت سے ملا **نظمی** کو فیض
اس کی نعتوں کی زمانے بھر میں دھومیں مچ گئیں

سامانِ مغفرت

پہلی سی وہ فضا میں انگڑائیاں نہیں ہیں — طیبہ سے دور ہیں ہم، رعنائیاں نہیں ہیں

بیٹھے اٹھے ہمیشہ آقا کا بس تصور — میری طرح کسی کی تنہائیاں نہیں ہیں

وہ گھر نہیں ہے، مسکن شیطان کا ہے واللہ — صلِّ علیٰ کی جس گھر شہنائیاں نہیں ہیں

آقا کا جسم اقدس بے سایہ تھا یقیناً — نعلین و مو تلک کی پرچھائیاں نہیں ہیں

نبیوں کو اپنے جیسا عامی بشر جو سمجھے — نجدی ترے دھرم میں سچائیاں نہیں ہیں

نعتیں اساتذہ کی کافی نظر سے گزریں — لیکن رضا کے جیسی گہرائیاں نہیں ہیں

سامان مغفرت ہوں نعتیں بروز محشر
نظمی میں یوں تو کوئی اچھائیاں نہیں ہیں

معدنِ انوار

اندھے شیشوں کو اجالے جو عطا کرتے ہیں
ہم انھیں معدن انوار کہا کرتے ہیں

ہم وہ عاصی ہیں، عطاؤں پہ خطا کرتے ہیں
وہ وہ حاتم ہیں، خطاؤں پہ عطا کرتے ہیں

نجدی کہتا ہے انھیں اپنا سا اک عام بشر
ہم انھیں احمد مختار کہا کرتے ہیں

جن کا کلمہ پڑھیں توہین کریں ان کی ہی
زندگی ایسی بھی کچھ لوگ جیا کرتے ہیں

آقا خود دیتے ہیں ہم جیسے غلاموں کو جواب
اٹھے بیٹھے جو درود ان پہ پڑھا کرتے ہیں

سوجا، سوجا، کہ جوں سوتی ہے نویلی دولھن
قبر میں مجھ کو فرشتے یہ ندا کرتے ہیں

جسم بے سایہ کا سایہ تھے جناب حسنین
خانداں یوں ہی نواسوں سے چلا کرتے ہیں

حرمت مے ہے مسلم کہ ہے رب کا فرمان
ان کا کیا جو مئے روحانی پیا کرتے ہیں

لکھے جائے ترے محبوب کی نعتیں یارب
سب ہی نظمی کے لیے ایسی دعا کرتے ہیں

نشانِ ربِّ جلیل

ہوئی مصطفیٰ کی نظر اگر، نہیں کوئی فکر حساب میں
کہ شفاعتیں ہیں بصد ادب کھڑی ان کی عالی جناب میں

رخ مصطفیٰ کی شناخت کا ملا خوش نصیب کو ہی شرف
بڑا بد نصیب تھا بو لہب پھرا تا حیات سُراب میں

وہی انبیا کے وکیل ہیں وہی امتوں کے کفیل ہیں
وہ نشان رب جلیل ہیں ہے انھیں کی نعت کتاب میں

بڑی مشکلوں کا تھا مرحلہ ہوئے جب سوال مزار میں
بڑے کام آ گئیں عادتیں پڑھا جب درود جواب میں

وہ کمال رب عظیم ہیں وہ جمال رب کریم ہیں
مری نیند میری نماز ہو انھیں دیکھ لوں جو میں خواب میں

تو کریم ہے ترا رب کریم تو رحیم ہے ترا رب رحیم
تو ہے بحر جودوسخا شہا ہے مرا شمار حباب میں

ہوئیں سر دنا کی جو منزلیں فتدلیٰ سے ملیں رفعتیں
سر لا مکاں ہوئیں قربتیں تھے ہزار جلوے حجاب میں

یہ ہے نور احمد مجتبیٰ دوجہاں میں جس کا ظہور ہے
یہ پسینہ میرے نبی کا ہے جو مہک رہا ہے گلاب میں

ملا نام **نظمی** کو نعت میں یہ عطا رضا کے قلم کی ہے
کہاں میری اتنی بساط تھی نہ حساب میں نہ کتاب میں

آنکھوں میں

بسی ہے جب سے وہ تصویرِ یار آنکھوں میں
سمٹ سی آئی ہے فصلِ بہار آنکھوں میں

زمینِ طیبہ کی مٹی بنے مرا سرمہ
رہے ہمیشہ نبی کا دیار آنکھوں میں

مری نگاہیں سرِ عرش جا کے ٹھہریں گی
ملوں جو نعلِ نبی ایک بار آنکھوں میں

میں بھر کے آیا ہوں آنکھوں میں گنبدِ خضریٰ
رہے گا حشر تلک وہ خمار آنکھوں میں

وہ لامکاں کے مسافر بنے شبِ اسریٰ
خدا کے جلوے سمائے ہزار آنکھوں میں

اے حاجیو ذرا رکنا میں چوم لوں تم کو
تمھارے قدموں کا مل لوں غبار آنکھوں میں

ہے مِلک اس کی شمال و جنوب شرق و غرب
سجائے رکھتا ہے جو چار یار آنکھوں میں

ترے قلم کو رضا کی رضا ملی **نظمی**
تبھی زباں میں اثر ہے نکھار آنکھوں میں

طیبہ کے راستے میں

ہم سر کے بل چلیں گے طیبہ کے راستے میں
شیطان سے لڑیں گے طیبہ کے راستے میں

زیارت کو جب چلے گا یہ کارواں ہمارا
شمس و قمر سجیں گے طیبہ کے راستے میں

پڑھتے درود جب ہم گھر سے نکل پڑیں گے
قدسی بھی آ ملیں گے طیبہ کے راستے میں

ہر سانس میں ہمارے اقرا کی گونج ہو گی
قرآن ہم پڑھیں گے طیبہ کے راستے میں

وردِ زباں قصیدہ محبوب کبریا کا
اس طرح ہم بڑھیں گے طیبہ کے راستے میں

دامن میں نعمتوں کی کلیاں جمع کریں گے
رحمت کے گل چنیں گے طیبہ کے راستے میں

نیکی بنے گی ضامن ہر ہر قدم ہماری
ہاں مرتبے بڑھیں گے طیبہ کے راستے میں

نظمی جی آپ کر لیں تیاریاں مکمل
نعتیں کئی سنیں گے طیبہ کے راستے میں

نعتِ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فلک پہ دھومیں مچی ہوئی ہیں ملائکہ جھومے جا رہے ہیں
کہ مصطفیٰ اپنے رب کی دعوت پہ آج تشریف لا رہے ہیں

وہ ان کی شفقت بھری نگاہیں حیات نو کی نوید جن میں
وہ ان کا رحمت بھرا تبسم کہ عاصی تسکین پا رہے ہیں

وہ مالک کُل ہیں پھر بھی ان کی غذا وہی جَو کی آدھی روٹی
ہمیں قناعت کا درس دینے یہ ساری زحمت اٹھا رہے ہیں

امین و صادق خطاب والے خدا کی روشن کتاب والے
ضلالت و کفر کے اندھیرے میں شمع وحدت جلا رہے ہیں

اِدھر ہے پانی کی ایک چھاگل اُدھر ہیں پیاسے کئی صحابہ
وہ دیکھو سرکار انگلیوں سے یمِ کرامت بہا رہے ہیں

فرشتو ٹھہرو نہ یوں گھسیٹو میں ہوں غلام شہ دوعالم
ردائے رحمت سنبھالے آقا وہ آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں

وہ بے سہاروں کا ہیں سہارا اسی لیے ہے انھیں پکارا
یقیں ہے ان کے کرم کا ہم کو تبھی تو پپتا سنا رہے ہیں

سراپا رحمت ہیں دشمنوں کو دعا ہدایت کی دے رہے ہیں
بقائے باہم کا سارے عالم کو فلسفہ وہ سکھا رہے ہیں

کھجور کی کھردری چٹائی ہے میرے سرکار کا بچھونا
زمانے بھر کو وہ سادگی کا سبق انوکھا سکھا رہے ہیں

کھلی ہے کھڑکی سرہانے والی، ہوائیں جنت کی آ رہی ہیں
عقیدت مصطفیٰ کے صدقے کہ قبر میں لطف اٹھا رہے ہیں
نماز کی گنتی کم کرانا ہی ان کا مقصد نہیں ہے واللہ
یہ شوق دیدار رب ہے **نظمی** پلٹ پلٹ کر جو جا رہے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجا تو اس کے سال بھر کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

☆☆☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ تم جب بھی مجھ پر درود پڑھا کرو تو میرے لیے وسیلہ بھی مانگا کرو۔ کسی نے عرض کیا وسیلہ کیا ہے۔ تو فرمایا جنت کا اعلیٰ درجہ (مقام محمود)۔

اسی لیے اذان کے بعد کی دعا اچھے درودوں میں شمار کی جاتی ہے۔

☆☆☆

گلِ زیبائے باغِ خلیل

سرو گل زار رب جلیل آپ ہی ہیں   گل زیبائے باغ خلیل آپ ہی ہیں

حشر تک امتوں کے کفیل آپ ہی ہیں   پیش معبود سب کے وکیل آپ ہی ہیں

آپ کا لوح محفوظ میں ہے تصرف   حکمت کبریا میں دخیل آپ ہی ہیں

آپ ہی باعث خلقت دوجہاں ہیں   مظہر رب، خدا کی دلیل آپ ہی ہیں

ایک وہ حسن تھا مصر میں جو بکا تھا   جس پہ دل بک گئے وہ جمیل آپ ہی ہیں

آپ ہی مدعائے کلیمی ہیں آقا   اور ظہور دعائے خلیل آپ ہی ہیں

اک نگاہ کرم کا ہے محتاج **نظمی**
جود و انعام کی سلسبیل آپ ہی ہیں

حبِّ احمد کا اعجاز

کیسا انسان یہ پیدا ہوا انسانوں میں
خون توحید کا دوڑا دیا شریانوں میں

گونجا فاران سے جب نعرہ **اللّٰہ احد**
کھلبلی مچ گئی دنیا کے صنم خانوں میں

جس مسیحائی کا حامل تھا لعاب احمد
وہ میسر نہ دوکانوں نہ دواخانوں میں

ارض یثرب پہ قدم رکھ دیے آقا نے مرے
نور و نکہت کی بہار آ گئی ویرانوں میں

حب احمد کا یہ اعجاز تو دیکھو لوگو
ڈھونڈتے پھرتے ہیں ساحل مجھے طوفانوں میں

سچے دل سے ذرا پڑھ لیجیے اک بار درود
اک نئی تازگی آ جائے گی ایمانوں میں

عید میلاد نبی سے ہے منور بستی
ہاں اندھیرے ہی رہیں غیر کے کاشانوں میں

اے خدا قادری مے خانہ سلامت رکھنا
مئے بغداد چھلکتی رہے پیمانوں میں

سوچیے سوچیے کیسے تھے وہ قدرت والے
جن کے قدموں کے نشاں بن گئے چٹانوں میں

حکم آقا پہ اٹھا لائیں اثاثہ اپنا
جذب صدیق کہاں اب کے مسلمانوں میں

اس لیے نعت کے میداں میں رکھا میں نے قدم
نام **نظمی** کا بھی لکھ جائے ثنا خوانوں میں

کمالِ حسن

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص ذری نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ بجھی نہیں
مرے حال سے وہ ہیں باخبر کوئی بات ان سے چھپی نہیں
مجھے اور نار کا خوف ہو، نہیں جی نہیں، نہیں جی نہیں
وہ نظر ہے کیسی نظر کہ جو رخِ مصطفیٰ پہ جمی نہیں
وہ زبان کیسی زبان ہے کہ جو وقف ذکرِ نبی نہیں
وہی رمز کل، وہی راز کل،وہی سرِّ کل وہی نورِ کل
وہی جانِ کُل وہی شانِ کل کہ حبیب ان سا کوئی نہیں
ہیں وہی خلیل کی التجا، ہیں وہی کلیم کا مدعا
ہیں وہی مسیح کا معجزہ، یہ صفت کسی کو ملی نہیں
جو خدا نے رتبہ انھیں دیا کسی اور کو نہیں مل سکا
کسی اور نے یہ نہیں کہا مرے بعد کوئی نبی نہیں
ہیں وہی امین کلامِ رب، ہے انھیں کی مِلک میں سب کا سب
وہی کائنات کا ہیں سبب، جو وہی نہ ہوں تو یہی نہیں
وہی ہیں محمد مصطفیٰ جنھیں رب نے اپنے لیے چنا
وہ کمالِ حسن عطا کیا کہ کہیں بھی کوئی کجی نہیں
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ، کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ کوئی آیا ان سا نبی نہیں

انھیں رب نے علم عطا کیا، انھیں شاہِ صدق و صفا کیا
انھیں بحر جود و سخا کیا، کوئی شے اٹھا کے رکھی نہیں

وہ حبیب ربِّ عُلا ہوئے وہ شفیع روز جزا ہوئے
وہ عمیم جودو عطا ہوئے، کوئی خوبی ان سے بچی نہیں

دیئے ان کی مِلک میں دو جہاں، کیا ان کو سرور سروراں
انھیں علم کون و مکاں دیا کہ عطائے رب میں کمی نہیں

وہی تاجدار حرم ہوئے وہی غم گسار عجم ہوئے
وہی رہ نمائے اُمم ہوئے کہ مثالِ مصطفوی نہیں

وہ جو دشمنوں کو پناہ دیں وہ جو ظالموں کو دعائیں دیں
جو بغیر مانگے عطا کریں، کوئی ان کے مثل سخی نہیں

یہ کرم ہے رب کا حبیب پر، کیا ان کا ذکرعزیز تر
جو نہ بھیجیں ان پہ درود ہم تو ادا نماز ہوئی نہیں

کبھی ان کو دیکھا جو خواب میں، ہواگم انھیں کی جناب میں
میں بتاؤں کیسے کہ کیا ہوا، نظر ان کے رخ پہ جمی نہیں

کیا ذکر مالک این و آں، پڑھی نعت سرور دو جہاں
یہی کہہ رہے ہیں سبھی یہاں کہ ہماری پیاس بجھی نہیں

یہ وہ پیاس ہے جو بجھے نہیں یہ وہ ذکر ہے جو رکے نہیں
یہ ہے عشق احمد مجتبٰی کہ اتار اس کا کوئی نہیں

انھیں میں نے اپنا بنا لیا، انھیں اپنے دل میں بٹھا لیا
کسی اور سے مجھے کیا غرض، مرے پاس کوئی کمی نہیں

یہ رضا کی روح کا فیض ہے کہ قلم کو میرے زباں ملی
سبھی کہہ رہے ہیں یہ برملا کہ ہماری پیاس بجھی نہیں

انھیں اپنا جیسا بشر کہا، بڑا بھائی جیسا بنا دیا
بڑا بد گمان ہے نجدیا کوئی اس سے بڑھ کے شقی نہیں

ہے غلام **نظمی** حضور کا ہوا کیوں اسیر غم و بلا
مری آنکھ آپ کو چھوڑ کر کسی اور پر تو جمی نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبی مجاب الزائد فی كتاب الله المكذب بقدر الله والمتسلط بالجبروت فيعز بذلك من اذل الله ويذل من اعز الله والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ما حرم الله والتارك لسنّتی۔

یعنی چھ لوگوں پر میں نے لعنت کی ہے اور ان پر اللہ نے بھی لعنت کی ہے اور ہر مستجاب الدعوۃ نبی نے بھی ان پر لعنت بھیجی ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن میں اضافہ کرنے والا، تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا، ظلم و جبر سے اقتدار پر قبضہ کر کے رذیلوں کو باعزت اور باعزت لوگوں کو رذیل بنانے والا، میرے اہل بیت کی حرمت کو پامال کرنے والا اور میری سنّت کو ترک کرنے والا۔

(الجامع للصحیح للترمذی، المستدرک، مجمع الزوائد، الجامع الصغیر)

قاسم نعمت کبریا

قسم یاد فرمائی قرآں نے جن کی وہی تو مری زیست کے مدعا ہیں
مرے دل کی دھڑکن میں ہے نام ان کا وہی تو مری روح کے منتہیٰ ہیں
افق سے شفق تک انہی کے ہیں چرچے زمیں سے فلک تک انہی کی حکومت
وہ انسان و جن و ملائک کے آقا، وہی قاسم نعمت کبریا ہیں
وہ دربار رب کے ہیں مقبول اعظم، وہی سبز پوشوں میں سب سے معظم
وہی محترم، محتشم اور مکرم، بس اتنا سمجھ لو حبیب خدا ہیں
وہ شانِ کریمی کہ دشمن کو اپنے معافی دیں، انعام سے بھی نوازیں
وہ شان رحیمی میں ممتاز سب سے، وہ حاجت رواؤں کے حاجت روا ہیں
انہی کی رفاقت کا اللہ نے ایک دن ساری روحوں سے وعدہ لیا تھا
وہ عیسیٰ کی جاں اور تمنائے موسیٰ، وہی تو خلیل خدا کی دعا ہیں
وہ ممدوح قرآں وہ مقصود ایماں وہ ایمان کی جاں وہ ایماں کا ایماں
وہ محشر کے دن ان کی فرماں روائی، وہ مشکل کشاؤں کے مشکل کشا ہیں
ہمیں شاہِ برکات نے یہ سکھایا مدینہ سدا اپنے سینے میں رکھنا
نبی کی اطاعت ہو ایماں ہمارا، جئیں اور مریں جیسے سرکار چاہیں
میں اچھے میاں کے مکاں کا مکیں ہوں، میں ہوں شاہ نوری کی گدّی کا وارث
مری پشت پر میرے مرشد کا پنجہ وہی ہر قدم پر مرے رہ نما ہیں
مجھے ورغلانے جو ابلیس آیا تو میں نے اسے اتنا کہہ کر بھگایا
مری روح پر قبضہ سید میاں کا مرے دل کے مختار احمد رضا ہیں

یہ مارہرہ کی وہ مقدس زمیں ہے جہاں   قادری میکدہ سج گیا ہے
یہاں ایک ساقی ہیں بغداد والے تو اک ساقی سرکار خواجہ پیا ہیں

بڑی دور سے **نظمی** آیا ہے در پر لیے چشم نمناک اور قلب   مضطر
کرم کی نظر آقا اپنے گدا پر بہت ہو چکیں اب تو آہیں کراہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو اس لیے کہ تمھارے لیے یہ فلاح کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے درود شریف کو تاج الوظائف بھی کہتے ہیں یعنی سب سے بڑا وظیفہ اور سب وظیفوں کا سردار۔

پُوربی نعت

ہمرے حک میں تم دعا کرو ہم طیبہ نگر کو جاوت ہیں
آ کا کے سہر کے رہواسی جنت کا مجا اٹھاوت ہیں
جہاں ستر ہجار فرستن کی دن رات سلامی ہووت ہے
وہ چوکھٹ میرے نبی کی ہے جہاں چین ہجاروں پاوت ہیں
گنبد وہ ہرا جب دیکھت ہے دل دھڑکن دھڑکن لاگت ہے
سینہ ٹھنڈا ہو جاوت ہے نین بھی تراوٹ پاوت ہیں
کیا پوچھو کیسا لاگت ہے من جھومے جھومے جاوت ہے
جنت کی کیاری ماں جس دم دو رکعت نفل پڑھ پاوت ہیں
منبر محراب کو دیکھت ہیں سرکار کی یاد ستاوت ہے
چپکے چپکے ہمری آنکھیں سُمرن کے نیر بہاوت ہیں
ہم کیسے بھولیں آ کا کو یہ جیون ان کا صدکا ہے
ان کا ہی پانی پیوت ہیں ان کا ہی دانہ کھاوت ہیں
لے چلیں فرستے ہم کا جب دوزخ کی طرف تب ہم کہئیں
رک جاؤ تنک ہمرے آ کا وہ آوت ہیں وہ آوت ہیں
ہر جانب نور سا برست ہے ہر سمت اجالا ہووت ہے
میلاد کی محفل ماں **نظمی** جب اپنی نعت سناوت ہیں

نعتِ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر اک سانس ان کی خوشبو پا رہے ہیں لو ہم پھر سے مدینے جا رہے ہیں
رکے جبریل سدرہ پر پہنچ کر مرے آقا بڑھے ہی جا رہے ہیں
حبیبی یا محمد اُدْنُ مِنِّيْ ندا رب کی طرف سے پا رہے ہیں
بھنووں کے بیچ کی دوری سے بھی کم قریب اتنے وہ رب کے آ رہے ہیں
فرشتو مجھ کو دوزخ میں نہ ڈالو وہ دیکھو میرے سرکار آ رہے ہیں
شفیع المذنبیں ہیں میرے مولیٰ تبھی تو مغفرت فرما رہے ہیں
کھڑے ہیں انبیا پیچھے اور آقا در خلد بریں کھلوا رہے ہیں
شکم پر باندھے پتھر مالک کُل فقیری کا سبق سکھلا رہے ہیں
نکیرو ان کے بارے میں نہ پوچھو یہ میرے دل میں ہر ہر جا رہے ہیں
وفاداری بہ شرط استواری حسین ایماں ہمیں سکھلا رہے ہیں
چلو آقا تمھیں بلوا رہے ہیں
چلو آقا تمھیں بلوا رہے ہیں

مدینہ دل میں

مسلماں نام رب لے کر قدم مشکل میں رکھتے ہیں
بھنور سے وہ ڈریں کیا جو یقیں ساحل میں رکھتے ہیں

محمد مصطفیٰ ہی تو ہر اک کشتی کے ساحل ہیں
خبر اپنے غلاموں کی ہر اک منزل میں رکھتے ہیں

نہاں رکھتے ہیں ذات اپنی، عیاں کر کے صفات اپنی
حجابات اس قدر وہ پردہ حائل میں رکھتے ہیں

نظر کے سامنے رہتا ہے ہر دم گنبد خضریٰ
نبی کے چاہنے والے مدینہ دل میں رکھتے ہیں

وہابی دیوبندی کی بری نظریں نہ پڑ پائیں
عقیدے کی حسیں لیلیٰ کو ہم محمل میں رکھتے ہیں

کبھی تو رب کرم فرمائے گا ہم جاں نثاروں پر
مدینہ جانے کی حسرت ہم اپنے دل میں رکھتے ہیں

سنبھل جائیں سبھی اہل سخن، ہشیار ہو جائیں
رضا کے نام سے **نظمی** قدم محفل میں رکھتے ہیں

تلاش

رسولِ پاک کا روضہ تلاش کرتے ہیں
غلام کعبہ کا کعبہ تلاش کرتے ہیں

نبی ہمارے ہیں اتنے ہی مہرباں ہم پر
برائے فضل بہانہ تلاش کرتے ہیں

وہ اُن کے در کی تجلی کہ سیکڑوں سورج
قدوم پاک کا ذرّہ تلاش کرتے ہیں

فرشتگان خدا حاضری دیں رات اور دن
طواف روضہ میں حصہ تلاش کرتے ہیں

وہ کیسے لوگ ہیں کہتے ہیں جو بشر ان کو
خدا کے نور کا سایہ تلاش کرتے ہیں

بشر وہ ایسے ہیں ملکوتیت بھی ناز کرے
فرشتے تلووں کا بوسہ تلاش کرتے ہیں

نجات جس پہ ہو موقوف ساری دنیا کی
وہ روز حشر کا سجدہ تلاش کرتے ہیں

نبی رسول پیمبر قیام محشر میں
یہ کس شفیع کا چہرہ تلاش کرتے ہیں

زنان مصر نے کاٹی تھیں انگلیاں اپنی
ہم اپنے دل لیے جلوہ تلاش کرتے ہیں

حجاب نور خدا جس کا ایک حصہ ہو
ہم آنکھ والے وہ پردہ تلاش کرتے ہیں

تمھاری نعت میں **نظمی** یہ بندگان خدا
رضا کے رنگ کا جلوہ تلاش کرتے ہیں

نسبت سرکار طیبہ ﷺ

جانتے ہیں ہم کہ نظمی آپ کیوں مغرور ہیں نسبت سرکار طیبہ کے نشے میں چور ہیں

جان رحمت کان راحت ہیں محمد مصطفیٰ جلوہ نور ازل ہیں اور سراپا نور ہیں

کس میں طاقت ہے بیاں اوصاف احمد کر سکے خوبیاں ان کی کلام پاک میں مسطور ہیں

یا رسول اللہ کے نعرے کو جو بدعت کہیں دیو بندی عالم اسلام کے ناسور ہیں

فاتحہ میلاد و استمداد سے انکار ہے نجدی اپنی کس مسلمانی پہ یوں مغرور ہیں

صحت ایماں کی علامت ہے کھڑے ہو کر سلام دیو بندی تن سے بھی اور من سے بھی معذور ہیں

ماہی بے آب کی تمثیل کے مصداق ہیں عاشقانِ مصطفیٰ طیبہ سے جب تک دور ہیں

اتباع سنّت صدیق اکبر ہے کہ ہم بادہ حبّ رسول پاک سے مخمور ہیں

آنکھ نم ہے دل میں غم ہے لب پہ آہوں کا ہجوم کیوں نہ ہو طیبہ کی گلیاں ہم سے اتنی دور ہیں

ان کی مدحت کی باتیں

یہی آرزو ہے یہی جستجو ہے کہ جب تک رہیں دھڑکنیں میرے دل میں، چلیں میرے سینے میں جب تک یہ سانسیں، کیے جاؤں آقائے نعمت کی باتیں، انھی مصطفیٰ جان رحمت کی باتیں
زباں پر مری بس انھی کا بیاں ہو، مری روح میں یاد ان کی نہاں ہو، رہے وقف ان کے لیے میرا تن من، مرے دل میں ہوں ان کی الفت کی باتیں، محبت کی باتیں، عقیدت کی باتیں

انھیں رب نے محبوب اپنا بنایا، انھی کے لیے سارا عالم سجایا، انھیں اپنے جلووں کا مظہر بنایا، انھیں سرور انبیا کہلوایا، ہیں مشہور ان کی رسالت کی باتیں، رسالت کی باتیں نبوت کی باتیں
شفاعت دی ان کو، امانت دی ان کو، صداقت دی ان کو، عدالت دی ان کو، سخاوت، شجاعت، سیادت، شہادت، ولایت، کرامت، کہاں تک کروں ان کی کثرت کی باتیں

وہ نور مجسم، وہی فخر آدم، تمنائے موسیٰ، دعائے براہم، وہ نبیوں کے خاتم، وہ جان دو عالم، وہ اللہ کے محبوب آقا ہمارے، نہ کیوں ہم کریں ان کی عزت کی باتیں
انھی کی بدولت ہوئی ساری خلقت، وہ کان کرامت وہی جان رحمت، غریبوں کے سرور اسیروں کے یاور، ہیں قرآں میں ان کی عظمت کی باتیں ورق در ورق ان کی شوکت کی باتیں

خدا نے انھیں لامکاں تک بلایا، انھیں اپنے جلووں کا شاہد بنایا، انھیں تخت محبوبیت پر بٹھایا، بیاں ان کا قرآں کی آیت میں آیا، انوکھی تھیں ان کی سیاحت کی باتیں
وہ ممدوح قرآں، وہ جان سلیماں، وہی اسم یزداں، عبادات کی جاں، وہی جان ایماں، وہ ایماں کا ایماں، وہ گنجینۂ حکمت و علم و عرفاں، زمانہ کرے ان کی قدرت کی باتیں

جہالت سے حکمت کی جانب بلایا جو گمراہ تھے ان کو رستہ دکھایا، ہر اک دل میں وحدت کا دیپک جلایا، مساوات اخوت کی رہ پر چلایا، زمانے میں عزت سے جینا سکھایا جو حیوان تھے ان کو انساں بنایا، جو انسان تھے ان کو عارف بنایا، جو عارف تھے ان کو ولایت عطا کی، ولایت عطا کی کرامت عطا کی، سکھائیں شریعت طریقت کی باتیں

وہ گیسو کہ سرچشمہ نور و نکہت، لعاب دہن میں شفا اور برکت، تبسم میں ٹوٹے دلوں کی ہے راحت، سراپا وہ ہیں مظہر دست قدرت، وہی تاجدار جہان شفاعت وہ محبوب داور، وہ نبیوں کے سرور، وہ اوصاف ملکوتیت سے مزیّن، وہ تفسیر نورٌ علیٰ نور نظمی، وہ اکمل، وہ اجمل، منور معطر، کریں کیوں نہ ہم ان کی مدحت کی باتیں

نوٹ: یہ نعت چونکہ طویل بحر میں ہے اس لیے اس کا ایک مصرعہ بڑے حروف میں صفحہ کی چوڑائی میں نہیں سما سکتا اس لیے مجبوری کے طور پر اس نعت کو چھوٹے حروف میں ٹائپ کیا ہے۔ **نظمی**

نعت عجیب

ذرا چھیڑ تو نغمۂ قادریت کہ ہر تار بولے گا تن تن تنا تن
تری روح ہر گز رہے گی نہ رقصاں جو گردش میں رہتی ہے گن گنا گن
ابو جہل ہاتوں میں کنکریاں لایا تو سرکار نے ان کو کلمہ پڑھایا
مگر پھر بھی ایماں وہ ناری نہ لایا پلٹ کے وہ بھاگا تھا دن دن دنا دن
چلے عرش کی سیر کو میرے آقا تو جنت سے برّاق خدمت میں آیا
ہواؤں سے گزرے فضاؤں سے گزرے چلے جا رہے تھے وہ سن سن سنا سن
بس اتنی سی ہے التجا میرے آقا کہ کل روز محشر ہو جس وقت برپا
لبوں پر رہے وردِ صلِّ علیٰ کا میں نعتیں پڑھے جاؤں من من منا من
یہ ہے نوری ٹکسال نوری میاں کی یہاں جنتی سکے ڈھلتے رہے ہیں
یہاں کھوٹے سکے کی جا ہی نہیں ہے ہر اک سکہ بجتا ہے کھن کھن کھنا کھن
غلام شہنشاہ بغداد میں ہوں مرا دوہرا رشتہ ہے خواجہ پیا سے
گلے میں مرے چشتی پٹّہ پڑا ہے میں ہوں قادری سنّی ٹن ٹن ٹنا ٹن
غلام شہنشاہ برکات میں ہوں مرا دوہرا رشتہ ہے اچھے میاں سے
گلے میں مرے نوری پٹّہ پڑا ہے میں ہوں قادری سنّی ٹن ٹن ٹنا ٹن
زباں پر مری نام نوری کا آیا تو نورانیت نے گلے سے لگایا
کمر میں بندھی تھی جو زنجیر عصیاں گری ٹوٹ کر بولی جھن جھن جھنا جھن
تجھے **نظمی** شیطان کا خوف کیوں ہو تجھے پیر سید میاں سے ملے ہیں
کریں گے کرم کی نظر تیرے اوپر تو شیطان بھاگے گا زن زن زنا زن

نعتِ فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَن حد کی حد جان کے تُو ذات احمد کو جان
روپ میں احمد کے تو احد کی وحدت کو پہچان
کعبے کا کعبہ گنبد خضریٰ جس کی نرالی شان
ارض مدینہ میں تیرے صدقے میں تیرے قربان
مکہ کی گلیاں جس کی مہک سے مہکیں صبح و شام
وہ ہے پسینہ میرے نبی کا مشک نہیں نادان
روضہ اقدس نور کا مرکز قبلہ اہل دل
اتریں فرشتے جس کی سلامی کو ہر پل ہر آن
نام محمد لے کر دیکھو سب آفت ٹل جائے
ہر دل کا دکھ دور کرے ان کی میٹھی مسکان
قبر میں آکے میری فرشتے جب پوچھیں گے سوال
میں ہوں غلام شاہِ مدینہ کر دوں گا اعلان
نظمی تم کو دوزخ کا ڈر آخر کیوں اتنا
آئیں گے آقا تم کو بچانے جی نہ کرو ہلکان

سوجان جیے بیٹھے ہیں

روح میں الفت سرکار لیے بیٹھے ہیں
مطمئن ہم ہیں کہ سو جان جیے بیٹھے ہیں

ہے یقیں ان سے جو مانگیں گے وہ دے ہی دیں گے
در مختار پہ ہم دھرنا دیے بیٹھے ہیں

قبر میں ان کا جو دیدار ہوا وقت سوال
حشر تک ہم وہی ایک جام پیے بیٹھے ہیں

چھوڑ کر طیبہ کہیں اور نہیں جائیں گے
ہم غلامان حضور عہد کیے بیٹھے ہیں

نظمی ہے نعت کے میداں میں رضا کا مظہر
اور رضا سنّت حسّان لیے بیٹھے ہیں

نعت نبی لکھ رہا ہوں

میں دن رات نعت نبی لکھ رہا ہوں زمانے کی ساری خوشی لکھ رہا ہوں

گلابوں سے لے کر میں نسبت نبی کی چمن کی نئی تازگی لکھ رہا ہوں

جو ہجرت کی شب کام آقا کے آئی وہ صدیق کی دوستی لکھ رہا ہوں

تو عشق نبی سے ہے سرشار اے دل ترے نام ہر سرخوشی لکھ رہا ہوں

مدینے کی گلیوں کی خوشبو سمیٹے بہاروں کی ہر تازگی لکھ رہا ہوں

قلم! تو جو نعت نبی لکھ رہا ہے ترے نام یہ زندگی لکھ رہا ہوں

مخالف مرا سازشیں رچ رہا ہے میں سینے پہ ناد علی لکھ رہا ہوں

ہے کتنا کرم غوث اعظم کا مجھ پر کہ توصیف ہند الولی لکھ رہا ہوں

قلم مجھ کو نظمی رضا کا ملا ہے
تبھی تو میں نعت نبی لکھ رہا ہوں

مژدہ غلامی کا عطا ہو

قرآن میں جس ذات کا مدّاح خدا ہو | اس ذات کی تعریف کا حق کس سے ادا ہو
کل حشر میں جب ہر طرف ہنگامہ بپا ہو | اے کاش مرے ہات میں آقا کی ردا ہو
جیسے ہی نظر گنبد خضریٰ پہ پڑی تھی | کیسی بھی قسم لے لو جو پھر ہوش رہا ہو
ان کے در اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا | مدہوش جو ہوجائے تو کیا سر کا پتہ ہو
اس ذات کی برکات کوئی جانے بھلا کیا | جو ذات کہ تخلیق دو عالم کی بنا ہو
ان کے در نعمت کی روایت یہی دیکھی | خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو
رب نے تجھے قاسم کیا سب دے کے خزانے | اندازہ ترے فضل کا انسان سے کیا ہو
کوشش تو بہت کرتے ہیں دنیا کے سخن ور | نعت شہ کونین کا حق کس سے ادا ہو
معراج ہے سرکار کی عظمت کی حقیقت | مالک ہیں دو عالم کے زمیں ہو کہ خلا ہو
نام آپ کا آقا ہو مرے لب پہ ہمیشہ | سینے پہ مرے آپ ہی کا دست شفا ہو
عظمت تجھے سجدہ کرے اے بندہ مومن | رشتہ ترا محبوب خدا سے جو جُڑا ہو
دنیا کی کسی شے کا طلبگار نہیں ہوں | مجھ کو تو بس اک مژدہ غلامی کا عطا ہو

پوچھیں جو نکیرین تری قبر میں آکر
نظمی ترے ہونٹوں پہ فقط صلِّ علیٰ ہو

ان کے بدن کی خوشبو

اے صبا لے کو تو آ ان کے بدن کی خوشبو
میں بھی سونگھوں ذرا جنت کے چمن کی خوشبو

یوں تو قرآن ہے اللہ تعالیٰ کا کلام
اس سے آتی ہے کسی مشک دہن کی خوشبو

جس پہ اک بار رکھا آقا نے دست شفقت
مرتے دم تک نہ گئی مشک ختن کی خوشبو

میرے آقا کا کرم ابر سا برسا ہے جہاں
طوبیٰ سے بڑھ کے ہے طیبہ کے چمن کی خوشبو

نوشہ بزم جہاں سیر کو آیا ہے یہاں
آج جنت نے لگائی ہے دولہن کی خوشبو

مدح قرآن میں ہے زلف و رخ احمد کی
پوچھو صدیق سے مخمور عَین کی خوشبو

جس چٹائی نے تن پاک پہ چھوڑے ہیں نشاں
اس چٹائی کو ملی مشک ختن کی خوشبو

اوڑھ لی جس نے رِدا حبِّ حبیبِ رب کی
حشر تک پھیکی نہ ہو اس کے کفن کی خوشبو

نکہت فاطمہ زہرا سے معطر ہے جہاں
دور تک پھیلی حسین اور حسن کی خوشبو

خاک طیبہ مرے سینے سے لگائے رکھنا
قبر میں آئے مجھے شاہِ زمن کی خوشبو

یوں تو ہے ہند وطن میرا کئی پشتوں سے
طیبہ سے آتی ہے روحانی وطن کی خوشبو

قادری چشتی مہک بڑھ گئی مارہرہ میں
یوں تو پہلے سے ہی تھی گنگ و جمن کی خوشبو

ہجر میں آپ کے اچھا نہیں لگتا کچھ بھی
یا نبی اب تو سنگھا دیجیے ملن کی خوشبو

آپ سے دور رہوں یہ مجھے منظور نہیں
میرے سرکار سنگھا دیجیے ملن کی خوشبو

انتظار کرم تست من **نظمی** را
یا نبی اب تو سنگھا دیجیے ملن کی خوشبو

نظمی صاحب نے چنی ہے بڑی سنگلاخ زمیں
پھر بھی ہر شعر میں ہے نعت کے فن کی خوشبو

ہمارے درد کے درماں

مسیحائی میں یکتا ہو مدار دو جہاں تم ہو
ہمارے درد کے درماں طبیب انس و جاں تم ہو
خطا کرنے میں میں اول ' عطا کرنے میں تم اعلیٰ
میں عاجز ہوں معاصی سے کہاں میں اور کہاں تم ہو
تمھارے سر پہ ہے دستار جوّاد و سخا آقا
گنہگاروں کے یاور' حامی تر دامناں تم ہو
سر محشر شفاعت پر تمھارا ہی اجارہ ہے
حضور رب تعالیٰ میں شفیع مرسلاں تم ہو
کریم اتنے، کرم کرنے میں کوئی بھی نہیں تم سا
رحیم ایسے، سراسر رحمت ہر دوجہاں تم ہو
بھرم شمس و قمر کا ہے تمھارے نور سے قائم
ہدایت کے افق پر یاں سے واں تک ضو فشاں تم ہو
تمھاری ماہیت کو کس نے جانا یا رسول اللہ
تمہی ظلِ الٰہی ہو، عیاں تم ہو نہاں تم ہو
تمھاری ہی حمایت کا رسولوں نے کیا وعدہ
تمہی ہو اوّل و آخر، یہاں تم ہو وہاں تم ہو
ظہور کبریائی کے لیے پیدا کیا رب نے
تمہی ہو سرِّ وحدت اور رمز کن فکاں تم ہو
ہمارے پیر نے ہم کو سکھایا ہے یہی **نظمی**
ہمارے باپ ماں سے بڑھ کے ہو تم، جان جاں تم ہو

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہماری آپ سے اتنی سی منت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رہے اونچا نشان اہل سنّت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گریں پستی میں یہ سارے کے سارے دیو کے بندے
بلندی پر رہے سنی جماعت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم اپنا غم کہیں کس سے بتائیں کس کو دکھ اپنا
کہاں جائیں گنہگاران امت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصائب نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے
ہمیں ہے آپ کی پل پل ضرورت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کریں کس منہ سے دعویٰ آپ کے در کی غلامی کا
کہاں ایسی ہماری استطاعت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ملیں سنی کو عشق احمدی کی لذتیں آقا
ذلیل و خوار ہوں سب اہل بدعت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرشتے لے چلے ہیں پا بجولاں جانب دوزخ
چلے بھی آیئے بہر شفاعت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مری بس آرزو یہ ہے کہ مرتے وقت بالیں پر
رخ انور کی ہو جائے زیارت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمنا ہے کہ پھر اک بار دیکھوں گنبد خضریٰ
کرم **نظمی** پہ ہو یا جان رحمت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

التجا

بڑی مشکل میں ہوں مجھ پر کرم ہو یا رسول اللہ ﷺ
کرم مجھ پر کہ کچھ کم میرا غم ہو یا رسول اللہ ﷺ

تمھارے در سے کوئی بھی کبھی خالی نہیں جاتا
مری جانب بھی اک نظر کرم ہو یا رسول اللہ ﷺ

محمد احمد و محمود و حامد ہو تمھیں آقا
شفیع المذنبیں عالی حشم ہو یا رسول اللہ ﷺ

نہ ہے تم سا نہ ہوگا اور نہ تھا تم سا کوئی آقا
کہ تم شاہِ عرب شاہِ عجم ہو یا رسول اللہ ﷺ

مرے مولیٰ مدد کیجیے بھنور میں ہے مری کشتی
تمھیں ہو نا خدا اب تو کرم ہو یا رسول اللہ ﷺ

سر محشر اغثنی یا رسول اللہ پکاروں گا
شفاعت کے لیے تیرا قدم ہو یا رسول اللہ ﷺ

تمھارے در پہ **نظمی** مانگتا ہے بھیک بس اتنی
تمھاری مدح اور میرا قلم ہو یا رسول اللہ ﷺ

خود کو بھلا کے دیکھ

الفت نبی کی روح میں اپنی رچا کے دیکھ　　دل کو جمالِ یار کا شیشہ بنا کے دیکھ

احساس تجھے دید خدا کا نہ ہو تو کہہ　　سرکار کے خیال کو دل میں جما کے دیکھ

ہر گام پر ہے نور کا ڈیرا لگا ہوا　　جنت جو دیکھنا ہو مدینہ میں آ کے دیکھ

چشمان قلب جلوہ محبوب پر رہیں　　روضہ کی جالیوں کو نگاہیں جھکا کے دیکھ

دنیا میں ہر قدم پہ ہیں خالق کی نعمتیں　　ایمان کی نظر سے کرشمے خدا کے دیکھ

ہر طاق میں جلیں گے تری یاد کے چراغ　　مستی میں عشق کی ذرا خود کو بھلا کے دیکھ

ماضی کی عظمتیں تجھے پھر ہوں گی دستیاب　　قرآن کے اصول ذرا آزما کے دیکھ

آقا کی بارگاہ سے کیا کیا نہ ملے گا
نظمی تو اپنی جھولی تو آگے بڑھا کے دیکھ

طیبہ کا مستانہ

طیبہ سے میرا رشتہ ہے پرانا، میرا دل وہیں کا مستانہ
گیسو والے آقا کے میں صدقے، وہ شمع ہیں میں ہوں پروانہ

دیار حبیب خدا ہے مدینہ ہر ایک رنج و غم کی دوا ہے مدینہ
بتاؤں میں تم کو کہ کیا ہے مدینہ مسلماں کے دل کی صدا ہے مدینہ
میرا بھی ہو جائے واں ٹھکانہ، میرا دل وہیں کا مستانہ

مبارک ہے کتنا مکان پیمبر وہ جنت کی کیاری وہ محراب و منبر
حرم کے ہیں دیوار و در سب منور منور، معطر، مطہر، مؤثر
اک اک منظر طیبہ کا سہانا، میرا دل وہیں کا مستانہ

در مصطفیٰ پر فرشتوں کا ہے میلہ غلام اور آقا کے رشتوں کا میلہ
مناجات اور سرگزشتوں کا میلہ ہے یک جا ہزاروں بہشتوں کا میلہ
نظمی کو ہے اس میلے میں جانا، اس کا دل وہیں کا مستانہ

نعرۂ مستانہ

پیشانی سے چوموں گا سنگ در جانانہ — دنیا یہی سمجھے گی دیوانہ ہے دیوانہ
حُرمے کی چٹائی نے تن پر ہیں نشاں چھوڑے — سرکار دوعالم ہیں، انداز فقیرانہ
رحمت ہیں دوعالم کی بے کس کے وہ یاور ہیں — برسے ہے کرم ان کا اپنا ہو یا بے گانہ
خالق کی عطا سے وہ مالک ہیں خدائی کے — محبوب کی کرسی پر بیٹھے ہیں وہ شاہانہ
ہیں پیٹ پہ سِل باندھے، پیوند ہیں کپڑوں میں — مختار دوعالم ہیں، رہتے ہیں غریبانہ
خطبہ پڑھا نبیوں نے اس ذات گرامی کا — جبریل ملیں ماتھا قدموں پہ غلامانہ
وہ نور مجسم ہیں، سب نور انھی کا ہے — ہیں شمع مرے آقا، مخلوق ہے پروانہ
پوروں سے بہیں چشمے اور پیڑ کریں سجدے — ہیں یوں تو بشر آقا، اوصاف جداگانہ
کوثر دیا کثرت دی اللہ نے رفعت دی — خود اپنی زیارت دی، باوصف کریمانہ
ہم عاصی عادی ہیں بد بختی ہماری ہے — وہ عفو و کرم والے، یہ شان رحیمانہ
مارہرہ میں ملتی ہے بغدادی و اجمیری — دو آتشہ چھنتی ہے ایسا ہے یہ میخانہ
نظمی ترے شعروں میں بیدم کی جھلک پائی — مضمون میں ندرت ہے، انداز جداگانہ

میزان پہ محشر میں سرکار یہ فرما دیں
نظمی مرا مستانہ، **نظمی** مرا مستانہ

آئے وہ

آئے وہ اور ملی تازگی تازگی ان کے دم سے ہے یہ زندگی زندگی
ان کی چوکھٹ پہ میری جبیں جھک گئی بے خودی، بے خودی، بے خودی، بیخودی
مہر و مہ کہکشاں اور شفق کی چمک ان کے قدموں سے ہے روشنی روشنی
رخ سے ان کے جو اک پل کو زلفیں ہٹیں ہر طرف کھل اٹھی چاندنی چاندنی
خِلق میں ان کی لاہوتیت ہے نہاں خُلق قرآن ہے واقعی واقعی
ان کے ہر کام میں اپنے رب کی رضا ان کی ہر بات میں سادگی سادگی
مصطفیٰ لا مکاں کی طرف جب چلے فرش تا عرش تھی سرخوشی سرخوشی
اپنے رب سے ملے، کچھ سنا کچھ کہا علم حاصل کیا ظاہری باطنی
پھول پتی میں ہو کیا نزاکت بھلا جو تھی ان ہونٹوں کی نازکی نازکی
طیبہ سے ہم چلے آئے یوں تو مگر اب تلک دل میں ہے بے کلی بے کلی

نظمی جب منبر نعت پر آ گیا
دشمنوں میں مچی کھلبلی کھلبلی

چمکی چمکی

لوح محفوظ پہ قرآن کی آیت چمکی
تب لب عیسیٰ پہ احمد کی بشارت چمکی

عرش والوں میں گئے، عرش کی عظمت نکھری
فرش والوں میں رہے، فرش کی قسمت چمکی

انبیاء اور رسل کہہ چکے نفسی نفسی
روز محشر مرے آقا کی شفاعت چمکی

یا نبی کہہ کے مخاطب کیا قرآں میں انھیں
غیب دانی پہ خود اللہ کی شہادت چمکی

رب نے تخلیق نہ فرمایا پھر ان جیسا کوئی
ایک ہی ہو مرا محبوب یہ حکمت چمکی

مصطفیٰ کے قدم پاک کی یہ برکت ہے
تُو مدینہ بنا یثرب، تری صورت چمکی

سدرہ پر آ کے رکے حضرت جبریل امیں
اس سے آگے مرے سرکار کی ہمت چمکی

حسن یوسف کی چمک مصر کے محلوں میں رہی
دونوں عالم میں مرے آقا کی طلعت چمکی

اُمتیں اور رسولوں کی ہیں دنیا میں مگر
فضلِ حق سے مرے سرکار کی اُمت چمکی

بو حنیفہ کا لقب پا کے بہت خوش ہیں امام
بیٹی کی سوجھ سے قرآں کی شریعت چمکی

غوث اعظم کو ملی طیبہ سے نائب کی سند
خواجہ کے گھر بھی اسی فیض کی برکت چمکی

جوگی جے پاک کے سر پر بجی خواجہ کی کھڑاؤں
دیکھو دیکھو مرے خوجہ کی کرامت چمکی

ایک ویران سا خطّہ تھا جو ریگستاں کا
خواجہ کیا آئے کہ اجمیر کی صورت چمکی

پیر سے بڑھ کے کوئی پیر نہیں میرے لیے
جس نے یہ جان لیا اس کی ارادت چمکی

فیض خواجہ سے بریلی کو ملا ہے اتنا
رضا کے روپ میں خواجہ کی طریقت چمکی

نظمی جی آپ کو طیبہ سے ملی بھیک ایسی
شخصیت آپ کی نعتوں کی بدولت چمکی

اب سمجھو بھی

کیا قرآن سکھاتا ہے، اب سمجھو بھی
سیدھی راہ دکھاتا ہے، اب سمجھو بھی

عشق نبی ہے جس دل میں وہ سچا دل
اُن بن موت سے ناتا ہے، اب سمجھو بھی

ہم کو غرض کیا دنیا کے گلزاروں سے
بس طیبہ ہی بھاتا ہے، اب سمجھو بھی

دین کی خدمت کس نے کی ہم کیا جانیں
سارا کھیل رضا کا ہے، اب سمجھو بھی

عبد ا لقادر جیسا پیر ملا ہم کو
پھر فردوس میں کھاتا ہے، اب سمجھو بھی

پیم نگر مارہرہ کے دیوانے ہم
اور اجمیر سہاتا ہے، اب سمجھو بھی

چشتی قادری مدھو شالا کے رند ہیں ہم
مدنی آقا پلاتا ہے، اب سمجھو بھی

عین غین چوبیس نمبری جتنے ہیں
ان کا ابلیس سے ناتا ہے، اب سمجھو بھی

مارہرہ سے اجمیر و بغداد ہوکر
رستہ جنت کو جاتا ہے، اب سمجھو بھی

جس کی نعتیں رنگ رضامیں ملتی ہیں
وہ نظمی کہلاتا ہے، اب سمجھو بھی

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واہ دربار ہے ذی شان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میری جاں آپ پہ قربان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم کہاں ہوتے اگر آپ نہ آئے ہوتے
ہم پہ ہے آپ کا احسان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزت اسکی ہے نجات اسکی ہے جنت اس کی
جو ہوا عامل فرمان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طیبہ آؤں تو میں روضہ کی زیارت کر لوں
ہے میرے دل میں یہ ارمان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوں سیہ کار و خطاوار و گنہگار مگر
آپ کے در کا ہوں دربان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے در کا دو عالم کو ملا ہے صدقہ
ملے نظمی کو بھی کچھ دان رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روایتیں بے مثال ان کی

وہ سرورِ کشورِ رسالت شفاعتیں بے مثال ان کی
خدا کے بندے ہمارے آقا عنایتیں بے مثال ان کی

وہ امن والے امان والے بہت ہی اونچے نشان والے
وہ صابروں کی کمان والے روایتیں بے مثال ان کی

لباسِ پیوند منہ میں روزہ شکم پہ پتھر چٹائی بستر
یہ سادگی بے نظیر ان کی قناعتیں بے مثال ان کی

وہ فتح مکہ کے دن معافی کا عام اعلان کرنے والے
عداوتوں کے جواب میں یہ عناتیں بے مثال ان کی

مکاں سے وہ لامکاں میں پہنچے، ظہور سے بطن میں ہوئے گم
وہ سرِّ وحدت کے عینی شاہد سیاحتیں بے مثال ان کی

وہ نور جو راکعین سے ساجدین کو منتقل ہوا تھا
اسی کے مظہر تھے میرے آقا نجابتیں بے مثال ان کی

جو سجدہ وہ حشر میں کریں گے ہمارے سجدے ہوں اس پہ قرباں
گناہگاروں کے وہ مسیحا، شفاعتیں بے مثال ان کی

وہ صدق والے وہ عدل والے سخا کے پیکر ولا کے مصدر
امانتیں لاجواب ان کی خلافتیں بے مثال ان کی

وہ رَبِّ اَرِنِيْ وہ لَنْ تَرَانِيْ، کلیم چاہیں خدا نہ چاہے
حبیب کو خود بلایا جائے قرابتیں بے مثال ان کی

وہ کون سے ہات تھے کہ شمشیر بن گئیں جن میں سوکھی شاخیں
وہ نوری لشکر کے تھے سپاہی شجاعتیں بے مثال ان کی
وہ کیسے نعرے تھے جن کی ہیبت سے کانپتا تھا زمانہ سارا
وہ کیسے جانباز تھے بہشتی جماعتیں بے مثال ان کی
کلام رب تو کلام رب ہے حدیث بھی بے نظیر ان کی
کوئی نہ لایا جواب ان کا فصاحتیں بے مثال ان کی
وہ جن کے گھر میں بلا اجازت نہ ہو سکیں جبرئیل داخل
وہ عظمت لازوال ان کی جلالتیں بے مثال ان کی
حضور بھولے نہ وقت ہجرت امانتوں کی ضمانتوں کو
علی سے پوچھو کہ تھیں وہ کیسی دیانتیں بے مثال ان کی
وہ جس گلی سے گزرتے جاتے وہیں پہ خوشبو لگاتی ڈیرا
وہ نکہتیں لاجواب ان کی لطافتیں بے مثال ان کی
لکھی ہے **نظمی** نے نعت ایسی حدیث وقرآں کی شرح جس میں
ردیف اور قافیے انوکھے، بلاغتیں بے مثال ان کی

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شافع روز محشر ہمارے نبی　　ساقیِ حوض کوثر ہمارے نبی

سب خزانوں کی ہیں کنجیاں ہات میں　　مالکِ ملکِ داور ہمارے نبی

ان سے ہی زندگی کو ملی زندگی　　دونوں عالم کے محور ہمارے نبی

سرور انس وجن، انبیاء و رسل　　اور رسولوں کے سرور ہمارے نبی

سب کا سایہ مگر ان کا سایہ نہیں　　ہیں مجسم منور ہمارے نبی

دونوں عالم میں ان کی ہی خوشبو رچی　　سر سے پا تک معطر ہمارے نبی

حشر میں ان کو اذن شفاعت ملا　　ہیں وہ رحمت سراسر ہمارے نبی

نظمی جن کا لقب طاہا یاسین ہے
ہر ستائش کے مصدر ہمارے نبی

بخشش ہماری

سر حشر جب ہوگی پرسش ہماری | کرائیں گے سرکار بخشش ہماری
غلامی کے دعوے پہ ہے ناز ہم کو | کرو شوق سے آزمائش ہماری
درود و سلام ہم نے آقا پہ بھیجا | ہوئی قبر میں جب بھی پرسش ہماری
وہ مختار کل ہیں حبیب خدا ہیں | یہ ایماں ہمارا یہ بخشش ہماری
بس آقا کی مدحت کرے جائیں ہر دم | یہی رہتی ہے اب تو کوشش ہماری
در مصطفیٰ پر ہمیں موت آئے | تمنا ہے پوری ہو خواہش ہماری
ہو حب نبی دل کی دھڑکن میں شامل | تو سورج سے بڑھ کے ہو تابش ہماری
شب و روز آقا کا چرچا کریں ہم | اسی میں ہے پوشیدہ بخشش ہماری
وہ مولیٰ ہمارے ہیں ہم ان کے بندے | اسی بندگی میں ہے بندش ہماری
وہابی کی صورت پہ پھٹکار برسے | وہ کہتا ہے یہ بھی ہے سازش ہماری
نبی کو کہیں گر بشر اپنا جیسا | تو کس کام کی فہم و دانش ہماری

نہ ہو حشر تک قافیہ تنگ **نظمی**
ہے نعت نبی شعری کاوش ہماری

نعمت نور کی

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتی ہے نعمت نور کی
فرش سے تا عرش چلتی ہے ضیافت نور کی

حشر کے دن ہوگی جب صبح شفاعت نور کی
آنکھیں خیرہ ہوں گی جب دیکھیں گی طلعت نور کی

لا مکاں میں طالب و مطلوب کا کیا امتیاز
قاب قوسین اصل میں ہے شان رفعت نور کی

ماں حلیمہ آپ کے آنگن پلا بطحا کا چاند
کیسی تھی انصاف پر مبنی رضاعت نور کی

گنبد خضرا کو آنکھوں سے چھوئیں دل میں رکھیں
روح کے اندر سما جائے زیارت نور کی

وہ مقدس پاؤں جن سے موم ہو پتھر کا دل
لوح دل پر نقش کر لیں ہم بھی صورت نور کی

بو ہریرہ ایک پیالہ دودھ پر حیران تھے
پیٹ ستّر نے بھرا ایسی تھی برکت نور کی

جبرئیل آئیں نہ جن کے گھر اجازت کے بنا
ان کی جلوت نور کی ہے ان کی خلوت نور کی

دیکھتے ہی دیکھتے ساری بلائیں دور ہوں
رکھیے گر ورد زباں دن رات آیت نور کی

معجزے سب کو ملے مخصوص مدت کے لیے
حشر تک قرآن ہے زندہ کرامت نور کی

خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا
کیونکہ اس نے زندگی بھر کی تھی خدمت نور کی

مفتی اعظم کو حاصل ہوگیا نوری لقب
نور کی سرکار سے پالی جو بیعت نور کی

اعلیٰ حضرت نے لکھا تھا اک قصیدہ نور کا
اور نظمی لکھ رہا ہے نوری مدحت نور کی

عنایت رسول کی

عشاق کے لیے ہے شفاعت رسول کی
اور دشمنوں کے واسطے لعنت رسول کی

عرفان ذات باری تعالیٰ دیا ہمیں
کیا کم ہے ہم پہ یہ بھی عنایت رسول کی

طیبہ کو مصطفیٰ نے دیا روپ اک نیا
ہے اس کے ذرہ ذرہ میں برکت رسول کی

عرق بدن رسول کا مہکے گلاب میں
مشک ختن نے پائی ہے نکہت رسول کی

نبیوں کے بعد جن کا لقب افضل البشر
صدیق کو ہے زیبا خلافت رسول کی

اچھے برے کے فرق سے فاروق وہ ہوئے
تھی دستیاب عمر کو عدالت رسول کی

دولت فروغ دین پہ جی بھر کے خرچ کی
عثمان کو ملی تھی سخاوت رسول کی

خیبر کا در اکھاڑ کے پھینکا بفضل حق
دیکھی علی میں ہم نے شجاعت رسول کی

نبیوں میں سب سے اعلیٰ ہے رتبہ حضور کا
سب امتوں سے بڑھ کے ہے امت رسول کی

طیبہ کا عکس بن گئی بغداد کی زمیں
ہے ذات محی دیں میں ولایت رسول کی

اجمیر ہے ضیائے محمد سے تابناک
خواجہ کے روپ میں ہے کرامت رسول کی

مشہور ہند میں ہوئے مارہرہ بلگرام
ایسی سنبھال رکھی ہے نسبت رسول کی

مرکز ہے سنیت کا بریلی کا شہر پاک
چمکائی ہے رضا نے شریعت رسول کی

وقت وصال ہات میں رکھی شفا شریف
سید میاں کو ایسی تھی چاہت رسول کی

انسانیت کی **نظمی** ہے معراج بس یہی
ہو جان سے بھی بڑھ کے محبت رسول کی

خوشبوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب بھی اٹھ جاتے ہیں رحمت لیے ابروئے نبی
مغفرت دیکھنے لگتی ہے تبھی سوئے نبی

اس کی آنکھوں میں بجچے کیسے چمن جنت کا
دیکھ آیا ہے جو ایک بار کبھی کوئے نبی

یاد فرمائی ہیں قرآن نے جس کی قسمیں
شرح والشّمس ہے تفسیر ضحیٰ روئے نبی

نکہتیں جن کی سر عرش رچیں اسریٰ میں
مشک کو خوشبو عطا کرتے ہیں گیسوئے نبی

حرز جاں ورد زباں یہ مرے آقا کی رہیں
آئے قرآن کی آیات سے خوشبوئے نبی

شاخ در شاخ کا اعجاز اسی میں دیکھا
زندگی کی نئی برہان ہے ہر موئے نبی

حشر میں پیاس بجھائے گی جو ہم پیاسوں کی
حوض کوثر سے ہے موسوم وہی جوئے نبی

لطف و اکرام کے اوصاف ہیں اس میں مضمر
دشمنوں پر بھی ہے رحمت کی گھٹا خوئے نبی

نظمی بس ایک صدا ہوگی یہی محشر میں
اے گنہگارو بڑھو تھام لو بازوئے نبی

الفت ان کی

گلشن دہر میں ہر جا ہے لطافت ان کی
زندگی روئے زمیں پر ہے بدولت ان کی

مژدہ فردوس کا لاتی ہے محبت ان کی
اور لے جاتی ہے دوزخ میں عداوت ان کی

صدق بوبکر سے ظاہر ہے صداقت ان کی
عدل فاروق میں پنہاں ہے عدالت ان کی

حضرت عثماں میں ہے ان کی حیا ان کی سخا
اور علی شیر خدا میں ہے سیادت ان کی

جس کے ادراک سے محروم ہیں دنیا والے
حشر کے روز عیاں ہوگی حقیقت ان کی

ہم سمجھ لیں گے کہ دیکھا ہے خدا کا جلوہ
خواب میں ہم کو جو ہو جائے زیارت ان کی

کعبے کا کعبہ کہا جاتا ہے روضہ ان کا
فخر فردوس سراسر ہے وہ تربت ان کی

حجرہ حضرت صدیقہ کی عظمت کے نثار
حشر تک جس کو میسر ہے رفاقت ان کی

ان کے گلشن کے ہیں دو پھول حسین اور حسن
نور ہی نور نظر آتی ہے عترت ان کی

ماہ طیبہ کی چمک شمس و قمر میں پنہاں
انجم و کاہکشاں میں بھی ہے طلعت ان کی

فیض میلاد نبی حشر میں ظاہر ہوگا
کسی مومن کو نہ چھوڑے گی شفاعت ان کی

ان کا ہی کلمہ پڑھے حضرت آدم کی زباں
انبیاء دیتے چلے آئے بشارت ان کی

ہم گنہگار ہیں لیکن ہے یقین کامل
بخشوائے گی ہمیں حشر میں رحمت ان کی

نور اول کا جنھیں جلوہ اول کہیے
قبل آدم ہوئی مشہور رسالت ان کی

روز میثاق خدا نے لیا سب سے وعدہ
فرض نبیوں پہ ہوئی مدحت عظمت ان کی

ہر نماز ان کے تصور سے سجی رہتی ہے
ہم پہ واجب ہے تشہد میں شہادت ان کی

حشر میں رحمت رب سایہ فگن ہوگی وہاں
جس طرف اٹھ گئی انگشت شہادت ان کی

ورفعنالک ذکرک سے عیاں شان رفیع
طاہا یاسین سے ظاہر ہے فضیلت ان کی

قاب قوسین کی تمثیل کے مصداق بنے سورہ نجم سے ثابت ہوئی رفعت ان کی

شوق دیدار میں بے چین نہ ہو یوں اے دل آ ہی جائے گی نظر قبر میں صورت ان کی

کعبہ میزاب کی انگلی سے بتاتا ہے ہمیں وہ مدینہ ہے اسی سمت ہے تربت ان کی

سبز گنبد کا وہ منظر کوئی کیسے بھولے صورت نور جہاں چھائی ہے رحمت ان کی

میں نے کعبے سے لپٹ کر یہی مانگی ہے دعا سنیوں پر رہے ہر لمحہ عنایت ان کی

ان کی اک چشم کریمی پہ ہے موقوف نجات عرش ان کا ہے زمیں ان کی ہے جنت ان کی

حشر میں ڈوبنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتی ہے رحمت ان کی

شہ بطحا کا یہ در ہے کوئی خالی نہ پھرے مرحبا جود وکرم، واہ سخاوت ان کی

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان تا ابد جاری و ساری رہے دعوت ان کی

خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا ان کا فرش والوں کے دلوں پر ہے حکومت ان کی

بس گئی نکہت طیبہ رگ و پے میں **نظمی** کر کے جس روز سے آیا ہے زیارت ان کی

نعت کہنے کو تو سب کہتے ہیں **نظمی** لیکن
تیرا ہر شعر ہے اعجاز و کرامت ان کی

کس کی مدحت، ان کی ان کی

حشر کے دن واجب ٹھہرے گی کس کی شفاعت، ان کی ان کی
روز قیامت ہم پر ہوگی کس کی رحمت، ان کی ان کی

کس کا پسینہ خوشبو بن کر مہکا پھولوں کی دنیا میں
گلشن عالم میں پھیلی ہے کس کی نکہت، ان کی ان کی

کس نے شب معراج حدِ اجسام سے آگے منزل کی ہے
عرش معلّٰی سے آگے ہے کس کی رفعت، ان کی ان کی

نام ان کا تورات میں پایا، ذکر ان کا انجیل میں دیکھا
دیتے چلے آئے ہیں پیمبر کس کی بشارت، ان کی ان کی

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر کس کا ذکر ہے، ان کا ان کا
کس کی شوکت کس کی عظمت کس کی کثرت، ان کی ان کی

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِد کس کی صفت کا ذکر ہوا ہے
قرآں کے ایک ایک ورق میں کس کی مدحت، ان کی ان کی

اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحیٰ کس کے نطق کا یہ چرچا ہے
کس کی خطابت کس کی فصاحت کس کی بلاغت، ان کی ان کی

تاج انھیں کا راج انھیں کا معرکہ معراج انھیں کا
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی سے ہے کس کی نسبت، ان کی ان کی

کس کی حیات پاک کا اک اک گوشہ ہے تقلید کے قابل
امن و اماں پر مبنی نظمی کس کی سیرت، ان کی ان کی

سرخوشی نئی

طیبہ کے تاجدار نے دی زندگی نئی
وہ آئے اور پھیل گئی روشنی نئی

نعت رسول کی جو یہ محفل سجی نئی
ہر ہر نفس میں دوڑ گئی تازگی نئی

قرآن نے حیات کا وہ فلسفہ دیا
جس کے سبب جہاں کو ملی زندگی نئی

ہم کو دیا نبی نے مساوات کا سبق
انسان کے شعور کو دی تازگی نئی

اخلاص اور صدق کا جذبہ عطا کیا
بخشا اصولِ امن نیا آشتی نئی

خُلقِ نبی سے ہم کوملا درسِ نظم و ضبط
انسان دوستی کی ملی چاشنی نئی

کردارِ مصطفیٰ نے سکھایا ہمیں یہی
اوروں کے کام آؤ ملے گی خوشی نئی

سردارِ دو جہاں کا ہے بستر چٹائی پر
ہر اک ادا میں آپ کی ہے سادگی نئی

دنیا میں دور دورہ جہالت کا جب بڑھا
اسلام لایا ایسے میں تہذیب ہی نئی

طیبہ کے گلستاں میں ذرا چل کے دیکھیے
اس کی روش روش پہ ملے سرخوشی نئی

روضہ نبی کا جس نے بھی دیکھا ہے اک نظر
محسوس ہو رہی ہے یہ دنیا نئی نئی

تاثیر ہے یہ شاہِ مدینہ کے نام میں
لیتے ہی نام منہ میں گھلے چاشنی نئی

پڑھیے درود اور سلام ان کے نام پر
محسوس ہوگی روح میں اک تازگی نئی

نعت رسول میں نے پڑھی نجدی جل گیا
یہ پھانس اس کے قلب سیہ میں چبھی نئی

اچھے میاں کے در پہ مریدوں کی بھیڑ ہے
دل میں ہر اک مرید کے وارفتگی نئی

مرشد کی اک نگاہ کے ہم بھی ہیں منتظر
بس اک نظر کہ ہم کو ملے زندگی نئی

مرشد کے ہات پر جو تہہ دل سے بک گیا
روحانیت کی مل گئی اک آگہی نئی

نظمی نے جب سے دیکھا ہے روضہ حضور کا
چھائی ہوئی ہے قلب پہ اک بے خودی نئی

جستجوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے دل میں ہے جستجوئے نبی ﷺ زندگی میری آرزوئے نبی ﷺ

ارض جنت کی کیا حقیقت ہے بڑھ کے فردوس سے ہے کوئے نبی ﷺ

بندگی بے خودی میں بدلی ہے دل کا قبلہ ہوا ہے سوئے نبی ﷺ

روح کی تشنگی مٹے گی تبھی پینے مل جائے جام جوئے نبی ﷺ

خاک طیبہ مرے کفن میں رکھو قبر میں مجھ کو آئے بوئے نبی ﷺ

میرے دل میں بھی ہوک اٹھتی ہے جب بھی جاتے ہیں لوگ سوئے نبی ﷺ

دل ہو سجدے میں آنکھ سجدے میں حاضری یوں ہو روبروئے نبی ﷺ

مرتبہ اس دعا کا کیا کہیے جس دعا کو ملے گلوئے نبی ﷺ

قبر کی فکر کیا تجھے **نظمی**
تیرے دل میں ہے عکس روئے نبی ﷺ

زندگی زندگی

حب احمد میں چھپی ہے زندگی
یہ نہ ہو تو موت سی ہے زندگی

وادی طیبہ میں رہنا گر ملے
ہم یہ سمجھیں زندگی ہے زندگی

ذکر محبوب خدا ہوتا رہے
ورنہ بس اک خامُشی ہے زندگی

نور سرکار دوعالم کے طفیل
بابا آدم کو ملی ہے زندگی

آقا اب تو چہرہ انور دکھائیں
دید بن بے کار سی ہے زندگی

عظمت احمد ہے دنیا کی اساس
اور اسی پر منتہی ہے زندگی

دم بدم ہو ورد نام پاک کا
ہاں یہی ہے ہاں یہی ہے زندگی

ان کے روضے کی زیارت ہو نصیب
ہم یہ سمجھیں اب ملی ہے زندگی

جو بسر ہو مصطفیٰ کے بغض میں
وہ بھی کتنی لعنتی ہے زندگی

دل سے ہو جائیں فنا فی المصطفیٰ
ہاں تبھی تو کام کی ہے زندگی

ان سے الفت اور ان کی آل سے
عاشقی در عاشقی ہے زندگی

نظمی جی نعت نبی پڑھتے رہو
زندگی ہے زندگی ہے زندگی

ذکرِ صبح گاہی

نعت رسول اکرم ہے ذکرِ صبح گاہی — فوج محمدی کا میں بھی ہوں اک سپاہی

یہ تاجدار طیبہ کا معجزہ ہے واللہ — اک اک غلام ان کا کرتا ہے بادشاہی

سرکار جن کو چاہیں وہ ہیں بلال حبشی — روشن رخوں پہ بھاری ہے ان کی روسیاہی

پیران پیر جن کو کہتی ہے ساری دنیا — ان کے مرید اوپر آتی نہیں تباہی

سرکار کی عطا ہے خواجہ پیا کو اتنی — اپنے کرم سے ان کو بخشی ہے دیں پناہی

خلق خدا کی الفت دین متیں کی خدمت — نانا کی یہ روایت سید☆ نے تھی نباہی

عشقِ رسول اکرم مقصودِ زیست **نظمی**
درکار نیست مارا شہرت نہ مرغ و ماہی

☆ مرادمرشد عالم سید العلماء مولٰینا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفی سید میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین ومتولی، درگاہ برکاتیہ، مارہرہ وصدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء۔

تاثیرِ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ساری دنیا کیوں ہوئی شیطاں کی بہکائی ہوئی
مادّے کے پھیر میں روحانیت آئی ہوئی

منجمد ہر ایک دل ہر آنکھ پتھرائی ہوئی
ہر نفس گمراہ ہے ہر عقل بہکائی ہوئی

پتھروں کے شہر میں نکلے ہیں اینٹوں کے جلوس
آدمیت کانچ کے گھر میں ہے گھبرائی ہوئی

کب دھماکے ہوں چھناکے ہوں کسی کو کیا خبر
دل کی دھڑکن خوف و دہشت سے ہے تھرّائی ہوئی

پھر مشیّت نے لکھی تحریر ان کے نام پر
جن کے صدقے میں رسالت کی پذیرائی ہوئی

فتح مکہ ہو گیا اوندھے گرے سب دیوتا
آج ہر سو ہر طرف توحید ہے چھائی ہوئی

پھر ہوا دورہ اماں کا اور معافی کی عطا
حکمرانوں کی انا ہے آج شرمائی ہوئی

جو محمد کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
جو پھرا الٹے قدم پھر اس کی رسوائی ہوئی

لَو لگائی جس نے طیبہ سے وہی فاتح رہا
اک نگاہ مصطفیٰ ٹالے بلا آئی ہوئی

نظمی تم نے نعت کو پہنایا اسلوب جدید
نعت گوئی بھی کھڑی ہے آج اترائی ہوئی

جیسے مرے آقا ہیں

جیسے مرے آقا ہیں کوئی اور نہیں ہے
نبیوں کے وہ مولیٰ ہیں کوئی اور نہیں ہے

گنتی میں رسولوں کی وہی اول و آخر
اوصاف ہمایوں میں وہی طیب و طاہر
اللہ کی عطا سے ہیں وہی باطن و ظاہر
ہر دل کی تمنا ہیں کوئی اور نہیں ہے
دنیاؤں میں یکتا ہیں کوئی اور نہیں ہے

رب نے انھیں بخشے ہیں علوم ہر دو جہاں کے
فاتح ہیں وہی حشر کے دن باب جناں کے
مختار ہیں دنیا کے ہر ایک سود و زیاں کے
ملجا ہیں وہ ماویٰ ہیں کوئی اور نہیں ہے
جگ والوں کے داتا ہیں کوئی اور نہیں ہے

جو چاہے کہ جنت لے تو جنت اسے دیدیں
اور ساتھ میں رہنے کی اجازت اسے دیدیں
بیمار علی آئے تو ہمت اسے دیدیں
ایسے وہ مسیحا ہیں کوئی اور نہیں ہے
کائنات کے راجا ہیں کوئی اور نہیں ہے

یہ قصہ تو لمبا ہے کبھی ختم نہ ہوگا
اللہ نے اونچا نہ کیا ذکر کسی کا
بس اپنے ہی محبوب کو رتبہ دیا اعلیٰ
طیبہ کے وہ دولھا ہیں کوئی اور نہیں ہے
نظمی کے وہ ملجا ہیں کوئی اور نہیں ہے

درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے تین انمول تحفے عطا ہوتے ہیں: رحمت، فضل و کرم، شفقت۔ اسی طرح دربار رسالت سے بھی درود شریف کا ورد کرنے والے کو تین تحفے ملتے ہیں: سلامتی، شفا، مغفرت۔ اسی طرح فرشتوں سے بھی درود پڑھنے والوں کو تین تحفے ملتے ہیں: رحمت، سلام، حفاظت۔

☆☆☆

امتیازِ کلیم وحبیب

بشارتیں جس کی انبیا دیں یہ تذکرہ اس مجیب کا ہے
حسب نسب میں جوسب سے افضل قصیدہ یہ اس نجیب کا ہے

ہزاروں صدیوں سے گمرہی کا مرض تھا انسانیت پہ چھایا
اسے شفائے دوام بخشی کمال یہ کس طبیب کا ہے

جمال احمد جمال رب ہے یہ راز صدیق نے تھا جانا
ابو لہب نے بشر تھا مانا قصور اس کے نصیب کا ہے

ادب نبی کا ہے فرض تم پر ہمیشہ بھیجو درود ان پر
قرآن میں مختلف جگہوں پر یہ حکم رب حسیب کا ہے

جمال زہرا ہے ایک جانب کمال حیدر ہے ایک جانب
حسن اُدھر ہیں حسین اِدھر ہیں یہ کنبہ رب کے حبیب کا ہے

میں قادریت پہ اپنی نازاں میں چشتیت پہ ہوں اپنی فرحاں
کہ شاہِ برکت سے میرا رشتہ بہت ہی زیادہ قریب کا ہے

وہ طورِ سینا پہ **لَنْ تَرَانِی** یہ عرش پر حکم **اُدْنُ مِنِّیْ**
یہی تو بس امتیاز **نظمی** کلیم کا اورحبیب کا ہے

میری پہلی نعت

کرم مجھ پر بھی بس اتنا مرے سرکار ہو جائے
بھنور میں ہے پھنسا میرا سفینہ پار ہو جائے
تمنّا ہے مری اتنی کہ مرتے وقت بالیں پر
رسول اللہ کا یارب مجھے دیدار ہو جائے
تمھیں ہو شافع محشر دعا سن لو غریبوں کی
کہ امت کے گنہگاروں کا بیڑا پار ہو جائے
رہ محشر ہمارے واسطے آسان ہو آقا
وہابی کے لیے یہ راہ بھی دشوار ہو جائے
ملیں سنّی کو عشق احمدی کی لذتیں یارب
وہابی عشق شیطاں میں مگر بیمار ہو جائے
ہمیں دونوں جہاں میں اے خدا تو عزتیں دینا
مگر وہ دیو کا بندہ ذلیل و خوار ہو جائے
یہی ہے آرزو آقا بلا لو اب مدینے میں
مزار پاک کا **نظمی** کو بھی دیدار ہو جائے

رحمت سراپا

رحمت سراپا نور نبوت لیے ہوئے
وہ آئے سر پہ تاج شفاعت لیے ہوئے

مارہرہ ہے مدینے کی قربت لیے ہوئے
اللہ کے حبیب کی نسبت لیے ہوئے

نور خدا سے نور محمد جدا نہیں
جیسے کہ پھول رہتا ہے نکہت لیے ہوئے

ان کو عطا کیا گیا معراج کا شرف
لوٹے وہ لامکاں سے عبادت لیے ہوئے

آقا ہیں نور، نور علیٰ نور، نور گر
بشری لباس میں ملکیّت لیے ہوئے

روح الامیں بھی سدرہ سے آگے نہ جا سکے
سرکار پہنچے عرش پہ ہمت لیے ہوئے

یہ مہر و ماہ ارض و سما ان کے دم سے ہیں
محبوب رب ہیں مرکز عظمت لیے ہوئے

واللیل والضحیٰ سے مراد ان کے زلف و رخ
والنجم فضل حق کی شہادے لیے ہوئے

قرآن خُلق پاک ہے میرے حضور کا
ہر قول و فعل ان کا ہے برکت لیے ہوئے

یوں معجزات اور رسولوں کو بھی ملے
سرکار آئے کوثر و کثرت لیے ہوئے

نسلِ رسول کو وہ فضیلت عطا ہوئی
ہے بچہ بچہ نورِ ولایت لیے ہوئے

ہم پر کبھی نہ شرک کا الزام آئے گا
دل میں نبی کی گرچہ ہیں صورت لیے ہوئے

ہم عاصیوں کی ناؤ ترانے وہ آئیں گے
دامن میں موج بحر سخاوت لیے ہوئے

اے کاش موت آتی مدینے کی خاک پر
طیبہ سے لوٹے بس یہی حسرت لیے ہوئے

دوزخ طرف فرشتے مجھے لے چلیں گے جب
سرکار آ ہی جائیں گے رحمت لیے ہوئے

ہو موت و زندگی فقط اللہ کے لیے
زندہ رہیں رسول کی الفت لیے ہوئے

اچھے میاں کے در کی کرامت تو دیکھیے
دربان ہیں یہاں کے حکومت لیے ہوئے

احمد رضا کو فیض ہے آلِ رسول کا
زندہ ہیں آج تک وہ فضیلت لیے ہوئے

منکر نکیر قبر میں جب میری آئیں گے　　اٹھ جاؤں گا درود کی عادت لیے ہوئے

یارب ہمیں ہو جذبہ احمد رضا عطا　　زندہ رہیں نبی کی محبت لیے ہوئے

نظمی کے پاس اور تو کچھ بھی نہیں مگر

بیٹھا ہے خاندانی شرافت لیے ہوئے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے پاس صدقہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہوتو وہ اپنی دعا میں یہ درود پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

ان کے روضہ کی زیارت ہے ہمارے دل کا شوق

ڈوبتے کو جیسے ہو طوفان میں ساحل کا شوق

نظمی

الفاظ نہیں ملتے

الفاظ نہیں ملتے سرکار کو کیا کہیے　　جبریل سلامی دیں دربار کو کیا کہیے

اخلاق محمد کی کیا شان نرالی ہے　　دشمن بھی پڑھیں کلمہ، کردار کو کیا کہیے

میثاق ازل میں جو اقرار بلیٰ ٹھہرا　　جاری ہے وہ محشر تک اقرار کو کیا کہیے

بس ایک پلک جھپکی معراج ہوئی پوری　　اس صاحب رفعت کی رفتار کو کیا کہیے

تھی نطق محمد میں تاثیر کلام رب　　فصحا بھی بنے گونگے گفتار کو کیا کہیے

ایک ایک صحابی پر فردوس بھی نازاں ہے　　صدیق و عمر عثماں کرّار کو کیا کہیے

اے طور تجھے شاید وہ بات نہ بھولی ہو　　اصرار کو کیا کہیے، انکار کو کیا کہیے

وہ غار کہ جس نے اک تاریخ بنائی ہے　　اس غار کو کیا کہیے اس یار کو کیا کہیے

نظمی تری نعتوں کا انداز نرالا ہے
مضمون انوکھے ہیں اشعار کو کیا کہیے

کعبے کا کعبہ

جب بھی کبھی آقا کا وضہ نظر آتا ہے
سچ پوچھو تو کعبے کا کعبہ نظر آتا ہے

کیا خوب بہانہ ہے عید دل عاشق کا
جب قبر میں آقا کا جلوہ نظر آتا ہے

معراج تخیّل کی تکمیل سی ہوتی ہے
جب خواب میں وہ نوری چہرہ نظر آتا ہے

خورشید رسالت کی پڑ جائے تجلی جب
تب رشک قمر ہر ہر ذرّہ نظر آتا ہے

وہ ہات جسے کہیے بے خوف یدِ قدرت
اس ہات میں کوثر کا پیالہ نظر آتا ہے

اجمیر کی مَے شامل مارہرہ کی مستی میں
ہاں پیر ہمیں اپنا خواجہ نظر آتا ہے

یہ آلِ محمد کے قدموں کی ہی برکت ہے
مارہرہ مدینے کا سایہ نظر آتا ہے

نظمی کے قلم پر ہے فیضان رضا غالب
جو شعر بھی کہتا ہے تازہ نظر آتا ہے

آرزوئے دل

دل کی یہ آرزو ہے در مصطفیٰ ملے
اب اس کے آگے اور دعا کیا ہو کیا ملے

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات
ہاں عین ذات رب سے حبیب خدا ملے

مومن وہی ہے جو کہ فنا فی الرسول ہو
عشق نبی جو پالے اسی کو خدا ملے

بو بکر جیسا صدق و صفا ہو ہمیں عطا
فاروق جیسا عدل، غنی کی سخا ملے

راہ خدا میں وقف کریں ساری زندگی
یارب ہمیں بھی جذبہ شیر خدا ملے

یوں ہی غلام غوث رہیں تا حیات ہم
صدقہ میں ان کے ہم کو بھی جنت میں جا ملے

رب کے کرم سے ہم کو ہدایت کے واسطے
اجمیر والے حضرت خواجہ پیا ملے

اچھے میاں کے در کی کرامت تو دیکھیے
اس در کا جو گدا بھی ملے بادشا ملے

ہے فیض یہ بھی حضرت آلِ رسول کا
مرشد کے روپ میں ہمیں احمد رضا ملے

مارہرہ بھی مدینے کی ہی ایک شاخ ہے
آلِ رسول جس کو ملے مصطفیٰ ملے

سرکار اس غلام پہ ہو جائے اک نظر
بس ایک قبر بھر کی مدینے میں جا ملے

کلمہ پڑھیں رسول کا اور گالیاں بھی دیں
حیران ہوں کہ ایسوں کو کیسی سزا ملے

تبلیغ دیں کی آڑ میں پھیلائیں نجدیت
ایسے منافقین سے میری بلا ملے

عشق رسول پاک سے سرشار کر دیا
رہبر کے روپ میں ہمیں احمد رضا ملے

آساں پل صراط ہو **نظمی** کے واسطے
آمین جبرئیل سے میری دعا ملے

بارھویں آئی

بارھویں آئی ہے گویا کہ بہار آئی ہے
رب کے محبوب کے آنے کی خبر لائی ہے

جس کے صدقے میں معطر ہوئے مشک و عنبر
دل مرا کب سے اسی زلف کا شیدائی ہے

کون سمجھے گا بھلا ذات محمد کے رموز
ان کی ہستی تو ازل سے ہی معمّائی ہے

مردہ قوموں میں نئی جان نئی روح بھری
ہاں یہی تو مرے آقا کی مسیحائی ہے

حبِّ احمد میں ہے صدیق سا جذبہ لازم
یوں تو ہر لب پہ ہی آقائی و مولائی ہے

رب کے بندے بھی ہیں محبوب بھی پیغمبر بھی
ان کے ہر روپ میں تخلیق کی زیبائی ہے

دل بیمار کو ہو موت کا کیا خوف بھلا
زندگی بخش وہ طیبہ کی ہوا آئی ہے

کیوں نہ ہو وقف زباں ذکر شہ طیبہ میں
زندگی ان کی بدولت ہمیں مل پائی ہے

ذکر احمد سے جسے چڑھتا ہو زوروں کا بخار
ایسے مردود کی شیطاں سے شناسائی ہے

آج جو شخص بھی اسلام کو کہتا ہے برا
دل کا اندھا ہے وہ اور عقل کا سودائی ہے

آج کے جلسے میں موجود جو سنّی ہے یہاں
انشاء اللہ وہ جنت میں مرا بھائی ہے

مجھ کو اجداد سے ورثے میں ملا ہے یہ قلم
نعت کہنا بھی تو پیشہ مرا آبائی ہے

صف محشر میں جہاں سوکھے ہوں اوروں کے گلے
آقا فرمائیں کہ **نظمی** مرا شیدائی ہے

ارض جنت میں بھلا اس کو سکوں کیسے ملے
قلب **نظمی** تو مدینہ کا تمنائی ہے

شفیع لقب

حشر کے دن نفسی نفسی ہے سب کا دامن خالی ہے
ایک وہی تو شفیع لقب ہے جو مخلوق کا والی ہے

رب سے جب بھی مانگا ہم نے صدقہ احمد مانگا ہے
ہم کو ہمارے پیر نے کتنی اچھی عادت ڈالی ہے

رب ہے معطی میں ہوں قاسم یہ ارشاد رسالت ہے
اسی لیے تو ان کے در پر سارا جگ ہی سوالی ہے

منکر اور نکیر نے ہم سے قبر میں جب دریافت کیا
جواب کی مشکل درود کی عادت نے پل بھر میں ٹالی ہے

رفعت ذکر حبیب تو خود ہی رب قدیر کی سنّت ہے
گلشن گلشن ذکر انھیں کا چرچا ڈالی ڈالی ہے

نام محمد کے صدقہ میں سارے دکھ ٹل جاتے ہیں
میم محمد کی برکت نے بگڑی بات سنبھالی ہے

انا اعطینک الکوثر شان ہے میرے آقا کی
ان کی ذات مقدس **نظمی** کوثر و کثرت والی ہے

کلک رضا کی برکت ہے یہ فیض ہے میرے مرشد کا
پوری مناظر کی فرمائش **نظمی** نے کر ڈالی ہے

فراق کوئے نبی میں بڑھا جنوں حد سے یہ کیا ہوا کہ ہم اپنا پتہ ہی بھول گئے
نظمی

طیبہ کا گلستاں

سارے جہاں سے اچھا طیبہ کا گلستاں ہے　　اس سرزمیں پہ میرے آقا کا آستاں ہے

قرآن ہے قصیدہ عنوان ہیں محمد　　پڑھیے جو غور سے تو ان کی ہی داستاں ہے

آدم نے جس کو چاہا، عیسٰی نے بھی سراہا　　ہاں ہاں وہ میرا آقا سردار مرسلاں ہے

سرکار کی محبت جس کے نصیب میں ہے　　روحانیت کے ناطے وہ رستم زماں ہے

دوزخ طرف فرشتے جب لے چلیں گے مجھ کو　　آقا کہیں گے چھوڑو یہ میرا نعت خواں ہے

ہم سنیوں کی مولٰی بگڑی بنانے آئیں　　چاروں طرف سے ہم پر یلغار دشمناں ہے

سرکار ہی سنیں گے امداد بھی کریں گے
کیوں دھیان تیرا **نظمی** ناحق یہاں وہاں ہے

توشہ حبِّ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصطفیٰ جان رحمت کی الفت لیے ہر مسلمان کا دل دھڑکتا رہے
توشہ حب احمد کی نعمت لیے کارواں زندگانی کا چلتا رہے
بزم میلاد اس کرّ وفر سے سجی، قلب عشاق میں تازگی بھر گئی
جام عرفان حق آئے گردش میں اب بادہ عشق احمد چھلکتا رہے
یہ علی کے عمل سے ہے ثابت ہوا، طاعت مصطفیٰ ہے عبادت کی جاں
زانوئے مرتضیٰ پر ہو آقا کا سر، ڈھل رہا ہو جو خورشید ڈھلتا رہے
اک حسین اک حسن دونو اسوں سے ہی سلسلہ خاندان نبی کا چلا
ارض مارہرہ میں بھی دونو اسوں سے ہی گلشن شاہِ برکت مہکتا رہے
روبرو ہو مرے آستان نبی وردِ صل علیٰ ہو زباں پر مری
جھوم کر میں پڑھوں پھر سلام رضا وجد طاری رہے دم نکلتا رہے
بزم میلا دیوں ہی سجاتے رہیں نعت سرکار یوں ہی سناتے رہیں
ذکر احمد کیے جائیں ہم دم بدم جلنے والا جلے اور جلتا رہے
آقا اب میری فریاد سن لیجیے میری جھولی مرادوں سے بھر دیجیے
کیا پسند آئیگا آپ کو یہ حضور آپ کے در پہ نظمی بلکتا رہے

رضائے نوری

جو بھیک لینے کی عشاق جستجو کرتے | مدینہ جاکے نہ آئیں، یہ آرزو کرتے
وہ چار عین، عتیق و عمر، علی، عثماں | نچوڑ دیتے جو دامن مَلَک وضو کرتے
مرے نبی کو خدا نے دیا تھا حسن ایسا | کہاں برابری یوسف سے خوبرو کرتے
ہزار بار ہمیں گر طلب کا حق ملتا | ہر ایک بار مدینہ کی آرزو کرتے
یہ کون ہستی ہیں، پوچھا کیے فرشتے سوال | نبی کے سامنے ہم کیسے گفتگو کرتے
اگر کلیم کو آقا کا دور مل جاتا | تو وہ بھی امتی ہونے کی آرزو کرتے
بلال جیسا نہ ہو عشق اگر تو سب بے کار | اگرچہ عمر کٹے ساری ھا و ھو کرتے
جو شیخ نجدی ہمیں ایک بار مل جاتا | تو نام آقا پہ ہم اس سے دو بدو کرتے
ہمیں غلامی میں کر لیجیے حضور قبول | عریضہ پیش یہ آقا کے روبرو کرتے
ہمارے بس میں نہیں اور اگر کہیں ہوتا | ہراک وہابی کے منہ پر ہم آخ تھُو کرتے

کلام نظمی میں شامل رضائے نوری ہے
عدو جلیں بھنیں تا عمر من و تو کرتے

مسیحا اعجاز

قبر میں جلوہ دکھانے والے　　　جنتی ہم کو بنانے والے

ہاں یہی ہیں وہ مسیحا اعجاز　　　قلب مردہ کو جلا نے والے

عرش پہ کون بلانے والا　　　اور کیا خوب ہیں جانے والے

چوم لوں، آ ترے قدموں کو میں　　　ارے او طیبہ سے آنے والے

ہمیں محرومی کا احساس ہو کیوں　　　مصطفیٰ ہیں جو کھلانے والے

ہم بھی طیبہ کی گلی دیکھیں گے　　　جب بلائیں گے بلانے والے

ہم تو پڑھتے ہیں کھڑے ہو کے سلام　　　بیٹھے جلتے رہیں تھانے والے

رند کے سر سے نشہ کیا اترے　　　غوث اعظم ہیں پلانے والے

نظمی تم پر تو ہے آقا کا کرم　　　کیا ستائیں گے زمانے والے

غُل مچا، عاشقو آؤ آؤ
نظمی ہیں نعت سنانے والے

کہاں چلے گئے

دل، جان، ہوش اور خرد سب کارواں چلے گئے
تم بھی مدینہ چل پڑو، سب تو وہاں چلے گئے

عشقی کا فکر و فلسفہ، عینی کا رعب و دبدبہ
نوری کا مشرب سخا، یہ سب کہاں چلے گئے

مایوسیوں نے جب کبھی گھیرا غلام غوث کو
یا غوث کہہ دیا تو سب سود و زیاں چلے گئے

دل، علم اور عمر کی تھیں کچھ لکیریں ہات میں
اک دن نہ جانے کیا ہوا سارے نشاں چلے گئے

تبلیغ مسلک رضا تھا جن کا مقصد حیات
وہ سنیوں کے مقتدا سید میاں چلے گئے

چوّن برس جنھوں نے کی ترویج دین مصطفیٰ
سید حسن، وہ نازش قاسم میاں چلے گئے

سوچا تھا آگے اور بھی نعتیں سنیں گے ان سے ہم
ایسے میں ہم کو چھوڑ کر **نظمی** میاں چلے گئے

برکت والا آیا ہے

آمنہ بی بی کے آنگن میں برکت والا آیا ہے
ہاشمی، قرشی، مکّی، مدنی نعمت والا آیا ہے

جس کی شریعت نے انساں کو نیک چلن کا درس دیا
ہاں وہ خلوص و حلم کا پیکر رحمت والا آیا ہے

مصر میں حسن یوسف دیکھ کے ہات کٹے تھے کتنے ہی
راج دلوں پر کرنے کو وہ صورت والا آیا ہے

چاند ہوا شق سورج پلٹا کلمہ پڑھا کنکریوں نے
مظہر دست قدرت بن کر قدرت والا آیا ہے

سارے گنہگاران امت محشر میں مسرور ہوئے
جنت کا پروانہ لے کر جنت والا آیا ہے

دائی حلیمہ کی قسمت پر رشک فرشتے کرتے ہیں
گود میں ان کی نور مجسم طلعت والا آیا ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلیٰ کا مصداق بنا معراج کی شب
عرش سے آگے منزل کرنے ہمت والا آیا ہے

جس کے بدن سے نکلی خوشبو مشک ختن کو مات کرے
طیّب و طاہر نور مجسم نکہت والا آیا ہے

اہل عرب کو کس نے سکھائے جینے کے انداز نئے
ہاں وہی ابن ذبیح اعظم شہرت والا آیا ہے

جس کے نام مبارک سے ٹل جائے مصیبت دور ہوں غم
صلی اللہ علیہ وسلم برکت والا آیا ہے

اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَر جس کی شان ہے قرآں میں
قاسم نعمت، صاحب رحمت کثرت والا آیا ہے

ماہ ربیع الاول ہم قربان ہوں تیری عظمت پر
لے کے ظہور نور الٰہی تو متوالا آیا ہے

جس کے قلم کی ہر جنبش میں نعت ہے اپنے نانا کی
آپ کی بستی میں وہ **نظمی** نسبت والا آیا ہے

مسند دیلمی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اشتد غضب اللہ علیٰ من آذانی فی عترتی** یعنی اس شخص پر اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے جو میرے اہل بیت کے سلسلے میں مجھے اذیت دیتا ہے۔

دل کا فسانہ لگتا ہے

اپنے پرائے سے بے گانہ لگتا ہے — یہ تو محمد کا دیوانہ لگتا ہے

رخت سفر باندھ اے دل چل طیبہ کو چلیں — ان کے شہر کا آب و دانہ لگتا ہے

اللہ کا محبوب اور ایک معمولی بشر ! — ایسا تصور بھی بچکانہ لگتا ہے

جب کوئی آقا کی اہانت کرتا ہے — اپنا ہو تب بھی بے گانہ لگتا ہے

فرقت طیبہ کی جب باتیں ہوتی ہیں — ہم کو اپنے دل کا فسانہ لگتا ہے

ایک ہی پیالہ رہزن کو ابدال کرے — یہ تو بغدادی مے خانہ لگتا ہے

ہر جانب انوار کی بارش ہوتی ہے — خواجہ کا در کیا ہی سہانا لگتا ہے

نسبت والے پیروں کا ہوتا ہے کرم — مارہرہ طیبہ کا آنا لگتا ہے

گنبد خضریٰ نام آتے ہی مضطر ہو
نظمی طیبہ کا مستانہ لگتا ہے

کلکِ رضا کی برکت

جو پست پست کیا عاصیوں کو وحشت نے
تو مست مست کیا مصطفیٰ کی رحمت نے

حبیب دو ہوں تو محبوبیت کا کیا مطلب
بنایا دوسرا احمد نہ دست قدرت نے

ہزاروں سجدے کریں ان کی ذات کو کم ہے
ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے

تمھاری دوستی اور دشمنی ہو حق کے لیے
ہمیں سکھایا یہی ہے کتاب وسنّت نے

منیٰ میں موت کو میں نے قریب سے دیکھا
بچایا مجھ کو مرے مرشدوں کی نسبت نے

مفاد ذات کی خاطر کسی سے کچھ مانگوں
کبھی کیا نہ گوارا یہ میری غیرت نے

کمال ہے کہ بریلی کے خان زادوں کو
فروغ بخشا ہے مارہرہ کی سیادت نے

کہاں رسول کی مدحت کہاں قلم میرا
سلیقہ بخشا مجھے روح اعلیٰ حضرت نے

تمھاری نعتوں کا انداز منفرد **نظمی**
کمال کر دیا کلک رضا کی برکت نے

نعت ہفت رنگ

رفعت مصطفائی پر عرش کی عقل دنگ ہے
ان کی ہر اک ادا میں کیا محبوبیت کا رنگ ہے

خوشبوئے مصطفیٰ سے ہیں دونوں جہاں کی نکہتیں
جنبش لب کی اک ادا مصحف خوش ترنگ ہے

واللیل و والضحیٰ سے ہیں آقا کے زلف ورخ مراد
دل نور جسم نور ہے نورانی انگ انگ ہے

عظمت و شان مصطفیٰ کوئی بتا سکے گا کیا
ہوش کے ہوش گم ہوئے فکر رسا کو لنگ ہے

کیسی ہے سیر لامکاں جو تھا نہاں ہوا عیاں
روح الامیں سے پوچھیے کیسے کا آج سنگ ہے

آغاز سے اخیر تک قرآں ہے نعت مصطفیٰ
محبوب کے بیان کا کیسا انوکھا ڈھنگ ہے

کیسے ہیں خوش نصیب وہ سوتے ہیں جو بقیع میں
مجھ کو بھی واں جگہ ملے دل میں مرے امنگ ہے

انکار علم مصطفیٰ گھٹی میں ہے تری پڑا
نجدی ترا ٹھکانا کیا تُو تو کٹی پتنگ ہے

گستاخ مصطفیٰ ہے تُو چل رے وہابی دور ہو
پھٹکار تیری شکل پر دل پہ بھی تیرے زنگ ہے

محبوب کبریا کی ذات واجبِ احترام ہے
توہین ان کی جو کرے اس سے ہماری جنگ ہے

ملتا ہے مصطفیٰ کا در آلِ رسول کے طفیل
مارہرہ سے مدینے تک روحانی اک سرنگ ہے

عشقی کا عشق دیکھیے عینی کا نور دیکھیے
اچھے میاں کی بارگاہ گلشن ہفت رنگ ہے

نظمی کیسے ہی جائے گا میلاد مصطفیٰ بیاں
اس کو کبھی نہ روکنا سنّی بڑا دبنگ ہے

نظمی کو نار کی طرف لے چلیں جب ملائکہ
آقا کہیں کہ چھوڑ دو یہ تو مرا ملنگ ہے

اور کیا چاہیے

عظمت مصطفیٰ جاننے کے لیے صدق دل اور فکر رسا چاہیے
قربت رب ہے اس بات پر منحصر دل کی دھڑکن میں صل علیٰ چاہیے

ہم مدینے کی گلیوں میں جاکر بسیں رات دن انکے قدموں میں لوٹا کریں
اپنے آقا کا صدقہ اتارا کریں ہم غلاموں کو بس اور کیا چاہیے

جب حرارت گناہوں کی حد سے بڑھے مہر روز قیامت سروں پر چڑھے
ایسی نازک گھڑی میں خدا کی قسم ان کے دامن کی ٹھنڈی ہوا چاہیے

مصطفیٰ خلد میں جب رکھیں گے قدم کھل اٹھے گا مسرت سے باغ ارم
ہم بھی آقا کے قدموں میں پائیں جگہ اور کیا ہم کو اس کے سوا چاہیے

سبز گنبد کی زیارت جسے مل گئی اس کی قسمت کی گویا کلی کھل گئی
یوں مدینے کو جائیں کہ لوٹیں نہ ہم عشق کہتا ہے ایسی دعا چاہیے

خاندان نبی سے ہے رشتہ مرا پھر بھی جنت پہ میرا اجارہ نہیں
نیک و صالح بنوں باشریعت رہوں آپ لوگوں کی اتنی دعا چاہیے

غوث اعظم کا سایہ ہے سر پر مرے مجھ پہ خواجہ کی بھی ہے نگاہ کرم
شاہِ برکت کے در کا میں دربان ہوں مجھ کو پیروں کی نوری ضیا چاہیے

فیض نظمی کو مرشد کے در سے ملا اس کو بھی نعت کہنے کا فن آ گیا
پر ابھی پختگی اس میں آئی نہیں تھوڑی تاثیر کلک رضا چاہیے

تو پھر اور کیا ہے

نبی کی ولادت کا جلسہ منائیں، عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
یہاں ذکر ان کا سنئیں اور سنائیں، یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہمیں بارھویں سے ہے اتنی عقیدت کہ عیدوں سے بڑھ کر اسے جانتے ہیں
مناتے ہیں آقا کا یوم ولادت، سعادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

خدا کی طرف سے تھی اسریٰ کی دعوت چلے عرش کو وہ بصد شان وشوکت
سر لامکاں مصطفیٰ جا کے ٹھہرے، یہ رفعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے، ہے نسبت تجھے سرور انبیا سے
تری سمت ہم سر کے بل چل کے آئیں، یہ چاہت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نظر میں بسا ہے وہ آقا کا گنبد تصور میں ہیں ان کے محراب ومنبر
ہمیں موت آجاتی اس سرزمیں پر، یہ حسرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وہ ہیں مالک کل مگر پھر بھی ان کی غذا ہے وہی جَو کی سوکھی سی روٹی
شکم پر بندھا ہے جو آقا کے پتھر، قناعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

کریں گے مرے آقا محشر کا سجدہ ملے گا شرف ان کو رب کی رضا کا
سنائیں گے ہمکو وہ جنت کا مژدہ، شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وہ تھے میرے دادا علی جن کے سر پر بندھا یوم خیبر نیابت کا سہرا
اکھاڑا بچشم زدن باب خیبر، شجاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

رسول معظم کا کلمہ پڑھیں جو مگر پھر بھی ان کی برائی کریں جو
بشر اپنے جیسا کہیں مصطفیٰ کو عداوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
پڑھی جب بھی **نظمی** نے نعت محمد تو ایمان والے سبھی جھوم اٹھے
قلم کا یہ اعجاز احمد رضا کی کرامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

☆ قیامت کے دن اس کے خطرات سے زیادہ سے زیادہ محفوظ دنیا میں درود پڑھنے والا ہوگا۔

☆ کثرت سے درود پڑھنے والا قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

☆ جو شخص مجھ پر درود کسی کتاب میں بھیجے (لکھے) ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

☆☆☆

اندازِ محبوبیت

حشر میں مصطفیٰ کی شفاعت پہ ہم عاصیوں کو بڑا فخر ہے ناز ہے
ہات میں ان کے ہوگا لوا احمد کا ان کی محبوبیت کا یہ انداز ہے

روح آدم کو ان کی بدولت ملی سارے انوار اُس نور پر منتہی
خِلق اور خُلق میں اُن کی ہی برتری نور احمد ہی تو حرف آغاز ہے

عرش سے آگے کس کو بلایا گیا کس کو اسریٰ کا دولھا بنایا گیا
پردہ ذات کس پر اٹھایا گیا، کیا کہا کیا سنا یہ بھی اک راز ہے

تو نے باندھی ہے دستار جود و سخا، میرے تن پر ہے جرم و خطا کی عبا
میں سراپا معاصی میں ہوں مبتلا، عفو اور درگزر میں تو ممتاز ہے

حور و غلماں ملائک کی پیشانیاں تیرے ہی نام سے پائیں تابانیاں
فرش سے عرش تک شرق سے غرب تک میرے سرکار تیری ہی آواز ہے

میرے کشکول حاجات میں یا نبی ڈال دیجیے اجابت کی تھوڑی سی بھیک
آپ کے در سے سائل نہ خالی پھرے آپکا جود منگتوں کا دم ساز ہے

نظمی کو جو رضا کا مخالف کہے، مرتے دم اسکے لب پر نہ کلمہ رہے
ہمہ دانی کا دعویٰ ہے جس شخص کو وہ منافق ہے، جھوٹا دغاباز ہے

عقیدت کے گلاب

مصطفیٰ کیسے بشر ہیں کوئی کیا پہچانے — ان کی تخلیق کا رمز ان کا خدا ہی جانے

بو لہب نے تو فقط ان کا سراپا دیکھا — دیو کا بندہ نبی کو بھلا کیونکر مانے

ہم تو محشر میں کہیں کے بھی نہ رہتے واللہ — رکھ دیا ہات شفاعت کا شہ بطحا نے

عشق احمد نہ ہو دل میں تو عبادت ہے فضول — لاکھ پھیرا کرو تسبیح کے سوؤں دانے

فاتحہ نام سے دیو بندی بہت چڑتا ہے — پر پہنچ جاتا ہے شبرات کا ہلوا کھانے

غوث اعظم کے بھروسے پہ ہیں رن میں اترے — ہے کوئی آئے جو ہم مردوں سے سر ٹکرانے

آیا اسلام مساوات کا پیغام لیے — نئے سر سے سجے تہذیب کے تانے بانے

در بدر ٹھوکریں کھانے سے نہ کچھ حاصل ہو — پیر میرا مجھے کافی ہے یہ جانے مانے

نظمی اُوسر میں کھلاتا ہے عقیدت کے گلاب
بیٹھے ہیں دانتوں تلے انگلی لیے فرزانے

وہ عالم تو نہیں ہے

نامہ میں مرے بار گنہ کم تو نہیں ہے
آقا ہیں شفیع پھر مجھے کچھ غم تو نہیں ہے

طیبہ سے وطن چلنے کو کہتا ہے ابھی سے
دشمن ہے تو اے دل میرا اہم دم تو نہیں ہے

آنسو نے مرے حال کا پردہ نہیں رکھا
یہ آنکھ مرے قلب کی محرم تو نہیں ہے

ہر سانس پڑھے جا مرے آقا کا قصیدہ
دھڑکن اے مرے دل تری مدّھم تو نہیں ہے

گا گا کے اے نادان نہ کر قرات قرآں
نغمہ ہے یہ توحید کا، سرگم تو نہیں ہے

آقا کا تصور ہے مرے قلب کی زینت
عاشق کو یہ نعمت بھی کوئی کم تو نہیں ہے

ہو جائے کسی طور سے آقا کے برابر
اتنا کسی انسان میں دم خم تو نہیں ہے

ماں باپ دل وجان یہ رنگینی دنیا
آقا کی محبت پہ مقدم تو نہیں ہے

سرکار کی یاد آتے ہی تسکین ملی ہے
پہلا سا مرے دل کا وہ عالم تو نہیں ہے

شعروں میں مرے رنگ جھلکتا ہے رضا کا
زیادہ نہ سہی عشق مگر کم تو نہیں ہے

ہر شعر عقیدت کے ترازو پہ تُلے گا
یہ نعت ہے اخبار کا کالم تو نہیں ہے

نظمی تری نعتوں میں بلا کی ہے روانی
آقا کا کرم تجھ پہ کبھی کم تو نہیں ہے

ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیغام نور بزم ثنائے رسول ہے　　نوری ہے وہ جو دل سے فدائے رسول ہے

اول[1] کہا جہاں کے بڑوں کی کتاب نے　　دنیا میں ہر طرف ہی ہوائے رسول ہے

سرکار جب **اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُم** کہیں　　نجدی سمجھ کہ یہ بھی ادائے رسول ہے

آقا کا نام آتے ہی جس نے پڑھا درود　　ہم نے سمجھ لیا کہ یہ بھی گدائے رسول ہے

اِقْرَاء بِاِسْمِ رَبِّکَ کی بازگشت سن　　غارِ حرا کو یاد ندائے رسول ہے

ظلِّ خدائے پاک سراپا نبی کا ہے　　چٹان بھی ہو موم وہ پائے رسول ہے

اک شعر بھی کہوں کہاں اتنی مری بساط　　میری یہ نعت گوئی عطائے رسول ہے

چرچا مرا ابھی سے فرشتوں کے بیچ ہے　　**نظمی** وہی جو دل سے فدائے رسول ہے

ہندوستاں میں آج یہ پہچان ہے مری
نظمی وہی جو وقف ثنائے رسول ہے

[1] یوروپ سے مائیکل ہارٹ نامی مصنف نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں دنیا کے سو بڑوں کا ذکر ہے۔ اس میں سب سے پہلا نام ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔

طیبہ کی آرزو

طیبہ کی آرزو میں میرا دل اداس ہے — زندہ ہوں بس کہ پھر وہاں جانے کی آس ہے

منسوخ ہو چکی ہیں تمامی شریعتیں — دین محمدی ہی جہاں کی اساس ہے

محبوب کبریا کی فضیلت تو دیکھیے — دست کرم میں ان کے دو عالم کی راس ہے

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ کی رٹ — نجدی سنبھل وہ نور ہیں، بشری لباس ہے

ہاں **مَا اَنَا بِقَارِی** فقط انکسار تھا — **مَا کَانَ مَا یَکُوْن** کا علم ان کے پاس ہے

کیا پوچھتے ہیں آپ، ہے کیا خُلقِ مصطفیٰ — قرآن پاک کا یہ حسیں اقتباس ہے

جالی در رسول کی میں چوم لوں مگر — آداب کا لحاظ ہے حرمت کا پاس ہے

اس کو بھلا ہو فکر نکیرین کس لیے — طیبہ کے تاجدار کا جو روشناس ہے

رند ان معرفت کی بجھے کیسے تشنگی — ساقی ہمیں تو جرعہ کوثر کی پیاس ہے

نور ازل کا جلوہ اول حضور ہیں — دل نور جسم نور ہے نوری لباس ہے

طیبہ کی ارض پاک پہ تدفین ہو مری — اللہ کے حضور یہی التماس ہے

قرآن پاک نے ہمیں تعلیم دی یہی — اللہ کے ولی کو نہ غم ہے نہ یاس ہے

مارہرہ ہند میں ہے مدینہ عرب میں ہے — دو جسم دور دور ہیں دل پاس پاس ہے

پیوست لب ہوں اسم محمد پہ بار بار — دیکھو تو ان کے نام میں کتنی مٹھاس ہے

نظمی کو فخر اپنے نسب پر نہیں مگر — ہاں یہ کہ مصطفیٰ کے گھرانے کا داس ہے

نظمی کفن میں یوں ہی نہیں مسکرائے ہے
دیدار مصطفیٰ کی اسے پوری آس ہے

ہرادانت نئی

اجالا جس کا ہے دو جہاں میں وہ میرے آقا کی روشنی ہے
انھیں کے قدموں کی برکتوں سے یہ زندگی آج زندگی ہے
انھیں کا چرچا ہے آسماں پر زمیں پہ بھی ذکر ہے انھیں کا
ہر ایک گل میں ہر اک کلی میں مہک انھیں کی بسی ہوئی ہے
گناہگاروں کے حق میں رحمت پرہیزگاروں کے حق میں راحت
وہ ذات اقدس کہ جس کی شفقت ہر اک پہ یکساں برس رہی ہے
وہی مزمل وہی مدثر وہی ہیں شاہد وہی مبشر
وہی ہیں قاسم وہی ہیں حاتم انھیں کو کثرت عطا ہوئی ہے
بشیر وہ ہیں نذیر وہ ہیں ظہیر وہ ہیں بصیر وہ ہیں
امیر وہ ہیں کبیر وہ ہیں ہر ایک خوبی انھیں ملی ہے
وہ مصطفیٰ ہیں وہ مجتبیٰ ہیں وہ ظلِ رب نور کبریا ہیں
حبیب وہ ہیں قریب وہ ہیں انھیں سے بزم جہاں سجی ہے
جمیل وہ ہیں شکیل وہ ہیں وکیل وہ ہیں کفیل وہ ہیں
جلیل وہ ہیں خلیل وہ ہیں ہر اک ادا ان کی نت نئی ہے
وہی ہیں رافع وہی ہیں دافع وہی ہیں نافع وہی ہیں شافع
وہی ہیں سامع وہی ہیں جامع انھیں کے حصے کی افسری ہے
مبین وہ ہیں متین وہ ہیں امین وہ ہیں مکین وہ ہیں
سراپا تفسیر نور وہ ہیں انھیں سے عالم میں روشنی ہے

صفی وہی ہیں نجی وہی ہیں نقی وہی ہیں تقی وہی ہیں
رسول اکرم نبی اعظم جو ان کو مانے وہ جنتی ہے

وہی ہیں ماجد وہی ہیں ساجد وہی ہیں عابد وہی ہیں زاہد
جو ان کے اوصاف کا ہے منکر وہ دوزخی ہے جہنمی ہے

شفیع روز جزا وہی ہیں اُمم کے حاجت روا وہی ہیں
ہمارے مشکل کشا وہی ہیں نظر انھیں پر جمی ہوئی ہے

حبیب رب علا وہی ہیں خدائی کے ناخدا وہی ہیں
غریب کا آسرا وہی ہیں انھیں کے در سے تونگری ہے

وہی مفسر وہی محدث وہی ہیں شارع وہی ہیں شارح
وہی ہیں ناظم وہی ہیں کاظم انھیں کو علم جلی خفی ہے

وہی ہیں آصف وہی ہیں واصف وہی ہیں عاطف وہی ہیں کاشف
وہ احمد مجتبیٰ کہ جن کو امامت انبیا ملی ہے

وہ بزم والے وہ رزم والے وہ عزم والے وہ نظم والے
وہ راز والے وہ ناز والے انھیں پہ ہر وصف منتہی ہے

وہ سرِّ وحدت وہ راز قدرت وہ رمز خلقت وہ کنز رحمت
وہ شان وشوکت کہ ہر زباں پر انھیں کی تعریف ہورہی ہے

وہ انبیا اولیا کے ملجا وہ اصفیا اذکیا کے ماویٰ
وہ اتقیا اغنیا کے مولیٰ انھیں کو زیبا یہ سروری ہے

وہ نام والے کلام والے سلام والے پیام والے
قیام والے مقام والے انھیں سے عرفان و آگہی ہے

وہ سرور کشور رسالت وہ کان راحت وہ جان رحمت
وہ شان عظمت کہ خود خدا نے قرآں میں جس کی گواہی دی ہے

کلیم وہ ہیں کلام ان کا شریعتوں کی اساس ٹھہرا

رحیم وہ ہیں کہ ذات اقدس میں رحمتوں کی بھرن بھری ہے

بلیغ وہ ہیں بلاغتوں کا ہے قافیہ تنگ ان کے آگے

فصیح وہ ہیں فصاحتوں کو انھیں کے در سے زباں ملی ہے

رحیم وہ ہیں کہ رحمتوں پر خدا نے ان کو دیا ہے قبضہ

کریم وہ ہیں کرم کے ان کے جہاں میں اک دھوم سی مچی ہے

رفیع وہ ہیں کہ رفعتوں پر انھیں کے قدموں کا ہے اجارہ

شفیع وہ ہیں شفاعتوں پر انھیں کی مہر کرم لگی ہے

شریف وہ ہیں شرافتوں کو شرف ملا ہے انھیں کے در سے

نجیب وہ ہیں نجابتوں کو انھیں کے قدموں میں جا ملی ہے

مسافر لامکاں وہی ہیں جہاں کی روح رواں وہی ہیں

وجود رب کے نشاں وہی ہیں انھیں کو محبوبیت ملی ہے

صداقت ان کی عدالت ان کی سخاوت ان کی شجاعت ان کی

سیادت ان کی شہادت ان کی ہر ایک میداں میں برتری ہے

قرآن خلق عظیم جن کا خدا غفور و رحیم جن کا

لقب رؤف و رحیم جن کا انھیں کی یہ بات ہو رہی ہے

انھیں کے دست کرم کے نیچے ملک بشر جنّ و حور و غلماں

وہی ہیں سلطاں وہی ہیں ذی شاں انھیں کو کرسی عطا ہوئی ہے

ہے عرش پر نام ان کا احمد زمیں پہ کہلائے وہ محمد

زمیں کے نیچے وہی ہیں حامد انھیں کو محمودیت ملی ہے

شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے

وہ ربِّ واحد یہ عبدِ واحد یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے

وہ خوشبوئے زلفِ مصطفیٰ ہے کہ مشک بھی ہیچ جس کے آگے
مہکتی گلیاں یہ کہہ رہی ہیں سواری ان کی ابھی گئی ہے

کلی کلی میں ہے ان کی نکہت ہے ذرہ ذرہ میں ان کی طلعت
جہاں بھی دیکھو جدھر بھی دیکھو ظہور نور محمدی ہے

وہ سجدہ یوم حشر جس پر حیات موقوف ہے اُمم کی
ہے امتی امتی لبوں پر حضور کی بندہ پروری ہے

وہ نعلِ اقدس کہ تاجِ شاہاں سے بھی فزوں تر ہے جس کا رتبہ
یہ سر پہ رکھنے کو گر ملے تو یہی حقیقی شہنشہی ہے

درود پڑھنا سلام پڑھنا ہر ایک پل ان کے نام پڑھنا
جو عرض کرنا ہو ان سے کرنا سکھایا رب نے ہمیں یہی ہے

حضور اقدس کو دو جہاں کے خزانے اللہ نے دیے ہیں
وہ بخش دیں جس کو جو بھی چاہیں انھیں یہ قدرت عطا ہوئی ہے

یہ چاند سورج ستارے سارے انھیں کے جلووں کا فیض پائیں
شفق کے گالوں پہ ہے جو سرخی یہ ان کے تلووں کی روشنی ہے

وہ سبز گنبد وہ ان کا روضہ وہ ان کی مسجد کا گوشہ گوشہ
قدم قدم پر لگے ہے ایسا فلک سے جنت اتر پڑی ہے

وہ کیاری جنت کی پیاری پیاری وہ ان کی محراب ان کا منبر
نہ کیوں منور ہو چپّہ چپّہ یہ رب کے محبوب کی گلی ہے

کہاں ہے دنیا میں شہر ایسا جیسا مدینے جیسا
ہے فخر جنت زمیں کا ٹکڑا جہاں مزار نبی بنی ہے

جو وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا ہے ان کے ہونے سے سب کا ہونا
وہ ہیں تو سب ہے وہ ہوں تو سب ہو جو وہ نہ ہوں ہر طرف نفی ہے

شریعتیں ان سے منسلک ہیں طریقتیں ان میں منہمک ہیں
وہ مہتمم ہیں وہ منتظم ہیں عنان ان کی بہت قوی ہے

وہ نور ان کا ہی تھا کہ جس سے جسد میں آدم کے روح ٹھہری
خلیل کے صلب میں وہی تھے کہ نار گلزار بن گئی ہے

وہ شان فرماں روائی ان کی خدائی ساری فدائی ان کی
وہ تخت والے وہ تاج والے مگر اداؤں میں سادگی ہے

حیا انھیں کی سخا انھیں کی وفا انھیں کی صفا انھیں کی
وہ جان ایماں وہ روح قرآں یہی حقیقت ہے ہاں یہی ہے

خدائے برتر نے میرے آقا کو اپنے ناموں سے نام بخشے
انھیں کو کہتے ہیں اسمِ اللہ، یہ فضیلت بہت بڑی ہے

کھجور کی کھردری چٹائی ہے اس شہنشاہ کا بچھونا
نشست و برخاست سے ہویدا رسول اعظم کی سادگی ہے

انھیں کو اسریٰ کی رات رب نے طلب کیا لامکاں سے آگے
قریب اتنے ہوئے کہ تمثیل قاب قوسین بن گئی ہے

حساب کا دن کٹھن تو ہوگا مگر ہمیں ان کا آسرا ہے
وہ آہی جائیں گے بخشوانے شفاعت ان کو عطا ہوئی ہے

وہی ہیں احمد وہی محمد وہی ہیں محمود وہ ہیں حامد
حمید وہ ہیں سعید وہ ہیں انھیں سے نظمی کی لو لگی ہے

عارفین کا کہنا ہے کہ درود پڑھنے والا تین قسم کے دریاؤں میں غوطہ لگاتا ہے: پہلا نور توحید کا دریا، دوسرا نور نبوت کا دریا، تیسرا نور ولایت کا دریا۔ جب بندہ پڑھتا ہے **اَللّٰھُمَّ** تو گویا اس نے تمام اسمائے حُسنیٰ کی تلاوت کر کے توحید کی فضیلت حاصل کر لی۔ جب درود خواں کہتا ہے **صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور رسالت وفضیلت میں غوطہ کھاتا ہے۔ اور جب وہ پڑھتا ہے **وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ** تو فضل وکرم اور کرامت کے دریا میں غوطہ کھاتا ہے۔

کانپ اُٹھتا ہے

مرا دل جب کبھی دردو الم سے کانپ اٹھتا ہے
میں نام آقا کا لے لیتا ہوں سب ڈر کانپ اٹھتا ہے

کرم کی اک نظر جب میرے آقا ڈال دیتے ہیں
عمر کی دشمنی کا سارا تیور کانپ اٹھتا ہے

حرا پر وہ تحنّث کی مبارک خلوتیں واللہ
تصور کرتے ہی ایک ایک پتھر کانپ اٹھتا ہے

بتوں کے شہر میں اک بت شکن کی ہمت عالی
جو ہو عزم براہیمی تو آذر کانپ اٹھتا ہے

زمیں پر گر گئے صبح ولادت چودہ کنگورے
نبی کے آتے ہی کسریٰ کا سب گھر کانپ اٹھتا ہے

ہٹا دیتے ہیں آقا جب بھی زلفیں اپنے چہرے سے
ضیا رخسار کی پاتے ہی خاور کانپ اٹھتا ہے

وہ جن کو کہتے ہیں شیر خدا مشکل کشا حیدر
علی کا نام آتا ہے تو خیبر کانپ اٹھتا ہے

صراط اوپر غلام مصطفی چلتا ہے اترا کر
تو اس کے نور سے دوزخ کا جوہر کانپ اٹھتا ہے

گنہگاروں کو نظمی شافع محشر بچاتے ہیں
وہ رحمت بن کے آتے ہیں تو محشر کانپ اٹھتا ہے

نعت جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لامکاں سے بھی آگے جس کی شان رفعت ہے
وہ نبی برحق ہے رازدار وحدت ہے

دیو بندی کہتا ہے جشن نور بدعت ہے
اور ہم یہ کہتے ہیں عین رب کی سنّت ہے

کائنات کی ہر شے جس کے نور سے پیدا
وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید رسالت ہے

نجدسی جان پائے کیا شان رفعت احمد
اُسکے سرتو شیطاں کی خاص خاص شفقت ہے

جتنا ہم کو روکے گا، اتنا ہی منائیں گے
جشن نور اے شیطاں سنّی کی علامت ہے

کیوں نہ ہم پڑھے جائیں نعت مصطفیٰ ہر دم
جب کہ خود کلام اللہ نعت جان رحمت ہے

ذکر مصطفیٰ میں ہے ذکر کبریا پنہاں
احمد و احد میں اک میم کی مسافت ہے

اور ہوں گے جو تڑپیں خلد کی تمنا میں
اہل دل کو طیبہ ہی بہترین جنت ہے

اسوہ رسول اللہ صدق دل سے اپنانا
یاں یہی شریعت ہے ہاں یہی طریقت ہے

منکر ونکیر ہم سے جب سوال پوچھیں گے
ہم درود پڑھ دیں گے جو ہماری عادت ہے

بعض لوگ منکر ہیں علمِ غیبِ احمد کے
غیب کی خبر دینا ہر نبی کی فطرت ہے

ان کے نام کا سکہ دو جہاں میں چلتا ہے
روئے ارض پر ہر جا ان کی ہی حکومت ہے

ہر زباں پہ محشر میں ہوگا یا رسول اللہ
اور وہابی کہتا ہے ایسا کہنا بدعت ہے

بعد انبیاء جس کی ذات سب سے افضل ہے
وہ خلیفہ اول مظہر صداقت ہے

سب برابر ویکساں یہ تھا عدل فاروقی
کیا کہیں بھی دنیا میں ایسی اک عدالت ہے

تھا غنی لقب جن کا وہ تھے حضرت عثماں
آج تک مثالوں میں ان کی وہ سخاوت ہے

بولتا ہوا قرآں ہم علی کو کہتے ہیں
ذوالفقار حیدر کی دوجہاں میں شہرت ہے

جن کی سادہ لوحی کا معترف زمانہ ہے
وہ حسن جگت میں جو صاحب سیادت ہے

جس نے دینِ احمد کو خون دے کے سینچا ہے وہ حسین اعظم ہے، سیدِ شہادت ہے

ہم کو مکر شیطاں کی فکر کیا ہو غم کیوں ہو ہم پہ غوث اعظم کی جب نگاہ رحمت ہے

ہم نے کس کے پکڑا ہے اپنے خواجہ کا دامن سارے ہند پر جن کی باطنی حکومت ہے

آلِ مصطفیٰ سے ہم مصطفیٰ کو مانگیں گے ہم وسیلے والوں کی ہاں یہی روایت ہے

ہم گناہ گاروں پر اک نگاہ رحمت ہو یا نبی ہمیں پل پل آپ کی ضرورت ہے

اک طرف مدینہ ہے کعبہ ایک جانب ہے یہ ہے قبلہ دل وہ قبلہ عبادت ہے

جب سے میں نے دیکھا ہے پاک گنبد خضریٰ اک نشہ سا طاری ہے اک عجیب حالت ہے

اب کے جو وہاں جاؤں پھر نہ لوٹ کے آؤں دفن ہوں مدینے میں دل میں بس یہ حسرت ہے

سیدہ ہیں ماں میری باپ ہیں علی میرے نور کے گھرانے سے مجھ کو نوری نسبت ہے

نعت مصطفیٰ پڑھنا نعت مصطفیٰ سننا سنیوں کی عادت ہے سنیوں کی فطرت ہے

سورہ لہب پڑھیے خود ہی جان جائیں گے دشمن محمد پر رب کی کیسی لعنت ہے

تم کو **نظمی** نسبت ہے اہل بیت اقدس سے جن کی شان کی مظہر آیہ طہارت ہے

جلتا ہے وہابی جو جشن نور پر **نظمی**
جلنا تو ہمیشہ سے اس کی پھوٹی قسمت ہے

قرآنی کردار

جب محشر میں پہنچوں گا میں عصیاں کا انبار لیے
آ جائیں گے جنت کا پروانہ مرے سرکار لیے

آج بھی فتح و نصرت پر قبضہ ہو قوم مسلم کا
کاش جئیں ہم اس دنیا میں قرآنی کردار لیے

جب کوئی بد دیں دشمن مجھ سے ٹکّر لینے آئے گا
اٹھ جاؤں گا نادعلی کی دو دھاری تلوار لیے

مسلک پر قائم رہنا ہی دین کی سچی خدمت ہے
پکے نمازی، سچے غازی، جیو یہی کردار لیے

وعدہ خلافی جھوٹ، زِنا سٹّہ بازاری، سب کیا ہے
ایسے جیو گے، کیسے جیو گے شیطانی معیار لیے

تم سے زمانہ ڈرتا تھا اب تم ڈرتے ہو زمانے سے
زندہ رہو گے کب تک دہشت کا کالا بازار لیے

جاگ مسلماں جاگ عقائد کی شمعوں کو روشن کر
ولیوں کے دامن میں آ جا، دل کا کاروبار لیے

باب ارم پر جب پہنچوں گا نام محمد لب پہ لیے
استقبال کو آئیں گے رضواں اک نورانی ہار لیے

یا شہ جیلاں شیئاً للہ، اپنا وظیفہ ہے ہر دم
بیٹھ گئے ہیں غوث کے در پر آرزوئے دیدار لیے

روح کو صیقل کروانے کو آؤ چلو اجمیر چلیں
آج بھی خواجہ جلوہ فگن ہیں روحانی دربار لیے

نظمی تیری نعتوں میں دل کی عکاسی ہوتی ہے
اک اک نعت سجاتا ہے تو مدحت کے اشعار لیے

پوچھو پوچھو قرآں سے

شانِ رسالت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے
ربّ کی عنایت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

نور محمد پہلے بنا پھر آدم کی تخلیق ہوئی
یہ اولیت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی سے تا **قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی**
شانِ رفعت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

واللیل و والشّمس سے ظاہر زلف و رخ زیبا ان کا
حسن نہایت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

رب کے حکم سے مکہ چھوڑا طیبہ نگر آباد کیا
واقعہ ہجرت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

رب نے ان کو خزانے بخشے، جنت مانگو جنت دیں
ان کی قدرت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

نفسی نفسی سب کے لب پر، **اَنَا لَهَا** سرکار کہیں
شانِ شفاعت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

ان کا دشمن رب کا دشمن، ان کا دوست اللہ کا ولی
رب سے قربت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

یُعْطِیْکَ فرما کر رب نے ان کو سب کچھ بخش دیا
کوثر و کثرت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

آؤ **نظمی** ہر دم بس اللہ و رسول کا ذکر کریں
ذکر کی برکت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو قرآں سے

مصطفیٰ کی بات چلے

درود پڑھتے رہیں مصطفیٰ کی بات چلے شہ مدینہ حبیب خدا کی بات چلے

نہ ہو جو عشق نبی زندگی ہے لاحاصل بقا ہے بعد میں پہلے فنا کی بات چلے

کیا قرآن نے والشّمس میں بیاں جس کا اُسی حسین رخِ مصطفیٰ کی بات چلے

برس برس رہا آقا کی خلوتوں کا امیں نفَس نفَس اُسی غارِ حرا کی بات چلے

عطا ہوا جسے رحم و کرم کا گنجینہ چلو کہ پھر اُسی دست دعا کی بات چلے

پکارا آقا نے جن کو عتیق اور صدیق وہ نام آئے تو صدق و صفا کی بات چلے

یہ کون راکب دوش نبی ہوا مشہور علی کے نام سے شیر خدا کی بات چلے

تمھاری نعتوں میں تاثیر ہے عجب نظمی
سخن تمھارا ہو کلک رضا کی بات چلے

آ اے صبائے طیبہ

نکہت ہے تن بدن میں، فضا میں نکھار ہے
آ اے صبائے طیبہ ترا انتظار ہے

ان کا وجود رحمت پروردگار ہے
ان پر ہماری جان، سبھی کچھ نثار ہے

ان کے ہی نور سے ہے دو عالم میں زندگی
ان کے ہی دم قدم سے جہاں میں بہار ہے

محشر میں ان کی شان شفاعت تو دیکھیے
ایک سجدے پر نجات کا دارومدار ہے

غار حرا ! تجھے ملیں وہ پاک خلوتیں
جن پر ہماری ساری عبادت نثار ہے

کوثر عطا ہوا تو سبھی کثرتیں ملیں
ان کے ہی اختیار میں سب کاروبار ہے

نظمی تو ان کی مدح پکارے جا روز و شب
اس میں ہی زندگی کے چمن کی بہار ہے

کیا کیا کہوں تجھے

مالک کہوں کہ صاحب رحمت کہوں تجھے | پروردگار خلق کی نعمت کہوں تجھے
تیری صفت میں زمزمہ خواں خود کلام حق | ہاں ہاں اسی قرآن کی آیت کہوں تجھے
والشمّس والضحیٰ میں ترے زلف و رخ کا ذکر | اے جان حُسن روح کی راحت کہوں تجھے
اللہ نے خزانے تجھے سارے دے دیے | معطی ہے رب تو قاسم نعمت کہوں تجھے
تو مصطفیٰ ہے ظلِّ خدائے قدیر ہے | پھر کیوں نہ شمع بزم ہدایت کہوں تجھے
قصر دنا میں تیری رسائی کی دھوم ہے | معراج والے، صاحب رفعت کہوں تجھے
انسان کی مجال کہ تجھ کو سمجھ سکے | آقا میں شاہ کارِ قدرت کہوں تجھے
تیری طرف ہیں سارے رسولوں کی نسبتیں | مولیٰ میں شاہِ بزم رسالت کہوں تجھے
بعثت پہ تیری ختم نبوت کا سلسلہ | پھر کیوں نہ مہر ختم نبوت کہوں تجھے
مالک خدا نے تجھ کو بنایا خدائی کا | رب کی عطا سے قاسم نعمت کہوں تجھے
محشر کے روز جب ترے ہاتوں میں ہو لوا | اے جان جاں میں جان شفاعت کہوں تجھے
مالک ہے توہی کوثر و تسنیم کا شہا | اے تاج والے صاحب کثرت کہوں تجھے
ارض و سما کو نور ترے نور سے ملا | خالق کا بندہ، باعث خلقت کہوں تجھے
آدم سے تا مسیح یہ تیرا ہی ذکر ہے | رب کے چنے ہوؤں کی بشارت کہوں تجھے
ہاں زندگی میں تیرے ہی دم سے ہے زندگی | اس زندگی کا منبع حرکت کہوں تجھے
تیری ہی ذات رحمت و اکرام کا سبب | بندوں کے حق میں رب کی عنایت کہوں تجھے
تیرے صحابہ مثل مہ و مہر و کہکشاں | اے نور والے مرکز طلعت کہوں تجھے

اے سید البلاد مدینہ کہیں جسے　　جی چاہتا ہے نازش جنت کہوں تجھے
اے سبز رنگ گنبد خضریٰ ترے نثار　　مومن کے دل کی آخری چاہت کہوں تجھے

نظمی یہ وہ سخن نہیں جو ختم ہو سکے
نور ازل کی جاری حقیقت کہوں تجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے میرا تذکرہ آجائے اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے۔ اور فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور دس درجے بلند کرے گا۔ اور فرمایا مجھ پر درود بھیجنا قیامت میں نور ہے۔

☆☆☆

روحِ حیات

روح حیات عشق حبیب خدا میں ہے — اصل نجات پیروی مصطفیٰ میں ہے

جو غیب کی بتائے اسی کو نبی کہیں — اس دعوے کی دلیل تو لفظ نبا میں ہے

اقم الصلاۃ کہہ دیا قرآن پاک نے — اصل نماز حبیب کی اک اک ادا میں ہے

موسیٰ کو لن ترانی کا ملتا رہا جواب — اسریٰ کی رات کون یہ قصر دنا میں ہے

کوثر عطا ہوا تو سبھی کثرتیں ملیں — جب رب عطا کرے تو کمی کیا عطا میں ہے

قرآن میں جگہ جگہ ارشاد ہے یہی — ایماں رسول میں ہے تو ایماں خدا میں ہے

فرمائیں گے **انا لھا** سرکار حشر میں — تیور کس اختیار کا لفظ انا میں ہے

قرآن پاک آپ کا خلق عظیم ہے — ہر وصف ہر کمال حبیب خدا میں ہے

کشکول دل لیے میں کھڑا ہوں ترے حضور — اب اے کریم دیر کیوں تیری عطا میں ہے

احمد رضا کی نعتیں ہیں مشہور و مستند — قرآن اور حدیث کلام رضا میں ہے

نظمی پہ ہو ہی جائے عنایت کی اک نظر
آقا غلام آپ کا کرب و بلا میں ہے

نعت شہ بطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ بختاور ہیں جن کو دم بدم یاد خدا آئے
مبارک ہیں وہ لب جن پر کہ نام مصطفیٰ آئے

مرے آقا نے جس دھرتی پہ اپنا گھر بسایا ہے
مجھے خاک مدینہ سے نہ کیوں بوئے شفا آئے

سفر معراج کا جس دم بیاں فرمایا آقا نے
صداقت کی قسم کھاتے عتیق با صفا آئے

پکارا جب کبھی ہم نے انھیں مشکل کشائی کو
علَم حسنین کا لے کر علی مرتضیٰ آئے

مسلمانوں پہ ناحق جنگ کی تہمت لگائی ہے
پیام امن لے کر ہند میں خواجہ پیا آئے

وہابی دیو بندی جب بنے اسلام کے دشمن
علَم عشق نبی کا لے کے تب احمد رضا آئے

فرشتو لے چلے مجھ کو کہاں، ٹھہرو ذرا ٹھہرو
وہ دیکھو وہ شفیع المذنبیں خیر الوریٰ آئے

ہماری بات جب پوچھی جناب غوث نے پوچھی
ہمارے کام جب آئے تو آلِ مصطفیٰ آئے

ولی صورت ولی سیرت ہمارے مفتی اعظم
کہ جن کو دیکھنے کے ساتھ ہی یاد خدا آئے

دیا سید میاں نے درس صبر و استقامت کا
بھلے ہی دشمنی آئے، بلا آئے، قضا آئے

پڑھو نظمی پڑھے ہی جاؤ نعت مصطفیٰ ہر دم
تمھاری قبر سے بھی بس صدا صلِّ علیٰ آئے

مسند دیلمی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اثبتکم علی الصراط اشدکم حبًا لاھل بیتی و اصحابی۔** (یعنی پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہی لوگ ہوں گے جن کے دلوں میں میرے اہلِ بیت اور میرے صحابہ کی محبت سب سے زیادہ ہوگی۔

نقشِ نورِ خدا

کس کے چہرے میں یہ خورشید اتر آیا ہے　　نقش نور خدا کس ماتھے ابھر آیا ہے
نعمتیں بانٹتا قاسم وہ جدھر آیا ہے　　رحمت رب کا قلم دان اُدھر آیا ہے
کفرزاروں میں جلاتا ہوا ایماں کے چراغ　　ق　وہ قریشی مدنی مکّی بشر آیا ہے
دیکھنے میں وہ بشر ہے مگر ہے خیر بشر　　خالق الخلق کا وہ نور نظر آیا ہے
اُس کی آنکھوں کی سعادت کا تو کہنا ہی کیا　　زیارت روضہ سرکار جو کر آیا ہے

خواب محبوب اِدھر، ڈوبتا سورج ہے اُدھر
یاد **نظمی** مجھے وہ دیدہ تر آیا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
یوشك ان یاتی علی الناس زمانٌ لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمه ولا یبقیٰ من القرآن الا اسمه مساجدهم عامرةٌ وهی خرابٌ من الهُدیٰ علماء هم شرٌ من تحت ادیمُ السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود یعنی عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئیگا کہ اسلما کا نام صرف باقی رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ انھی سے فتنہ اٹھے گا اور انھی میں لوٹ جائے گا۔ **(مشکوٰۃ شریف)**

نشۂ ارادت

ٹھہرو ٹھہرو رہ جاؤ یہیں کیوں طیبہ نگر سے دور چلے
کیا اور کہیں رہ پاؤگے جو لے کے دل مہجور چلے

اللہ نے اپنے ولیوں کو قدرت سے نوازا ہے اتنا
اندھا دیکھے، بہرا سن لے، گونگا بولے، معذور چلے

کیوں راز کو راز نہیں رکھا، کیوں کھول دیا نادانوں پر
اس جرم کی ہی پاداش میں سوئے دارو رسن منصور چلے

معراج کا قصہ قرآں میں کچھ یوں ہی نہیں مذکور ہوا
یہ بات کوئی معمولی نہیں جب نور کی جانب نور چلے

یہ برکاتی میخانہ ہے، یاں قادری جام چھلکتے ہیں
یاں ساقی اچھے ستھرے ہیں، ہر رند یہاں مخمور چلے

جب فیض رضا کا حاصل ہو، جب پیر سے نسبت کامل ہو
پھر نظمی کیوں نہ ارادت کے روحانی نشے میں چور چلے

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل میں عشق مصطفیٰ کا رنگ بستا جائے ہے　　ابر رحمت ہے کہ ہر دھڑکن برستا جائے ہے

عاشقوں کے ہر تصور میں بسے ہیں مصطفیٰ　　دیو بندی ان کی زیارت کو ترستا جائے ہے

وہ ہیں خوش قسمت کہ جن کو طیبہ جانا مل گیا　　دوریوں کا درد میرے دل کو کستا جائے ہے

عشق احمد رب کا تحفہ ہے غلاموں کے لیے　　بغض احمد ناگ ہے کافر کو ڈستا جائے ہے

ہم اسیروں کو نہیں آزاد رہنے کی طلب　　جتنا پھنستا جائے دل اتنا ہی ہنستا جائے ہے

یوں تو ہوں سب کچھ مگر جب بک گئے کچھ بھی نہیں　　دل کا یہ سودا ہے مہنگا آئے سستا جائے ہے

خاندان شاہِ برکت ہے نبی کا خانداں　　ہاں ہاں مارہرہ سے ہی طیبہ کا رستہ جائے ہے

نظمی تُو بھی شعر کہہ لیتا ہے اچھے نعت میں
تیرے شعروں سے دل دشمن جھلستا جائے ہے

مدینہ کا سفر

مدینے کا سفر ہے اور نگاہوں میں یہ حسرت ہے
نبی کے در پر ہم کو موت آجائے تو نعمت ہے

وہ محبوب خدا جن کی ورائے عرش شہرت ہے
انھیں کی شان میں قرآن کی عینی شہادت ہے

محمد ہی سے پہچانا ہے ہم نے رب اکبر کو
نشان حق تعالیٰ ان کی ذات والا برکت ہے

فرشتے جن کے تلووں سے لگائیں اپنی پیشانی
انھیں معراج کی صورت عطائے بام رفعت ہے

ادھر ہو امر بالمعروف، ادھر نہی عن المنکر
یہی اصل شریعت ہے یہی اصل طریقت ہے

وہ گنبد سبز نورانی ہے دھڑکن قلب مومن کی
نشان روضہ محبوب کی کیا پیاری رنگت ہے

جہاں میں مصطفیٰ والوں کے یہ انداز ہوتے ہیں
گریباں چاک ہیں لیکن سروں پر تاج عظمت ہے

حضور اچھے میاں کے در پہ میلہ ہے مریدوں کا
نظر ہو جائے مرشد کی ہر اک دل میں یہ حسرت ہے

سبق سیکھا ہے ہم نے حضرت نوری کے مکتب سے
فنا فی الشیخ ہو جانا ہی بنیاد طریقت ہے

کبھی مرشد کے در پر پاؤں میں جوتا نہیں پہنا
مرید باصفا ہونا یہ شان اعلیٰ حضرت ہے

ہوئے نوری کے تو نوری بنے ہیں مفتی اعظم
بریلی، تجھ کو مارہرہ سے کیسی نوری نسبت ہے

وہ دیکھو سید العلما وہاں آرام فرما ہیں
کہ جن کے نام سے منسوب یہ سنّی جماعت ہے

غلامی شاہِ برکت کی جسے حاصل ہوئی **نظمی**
نظر میں ہیچ اس کے ساری دنیا کی حکومت ہے

اُلفتِ سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یارب الفت سرور دے روح کے اندر باہر دے
سارے فرائض پورے ہوں وہ ایمانی جوہر دے
ہم بھی مدینہ دیکھ سکیں اللہ ایسا مقدر دے
اپنے حبیب کے دامن میں یارب ہم کو محشر دے
پل سے گزریں جب یارب روح امیں کا شہ پر دے
حق کے لیے جو کٹ جائے یارب ہم کو وہ سر دے
خوش ہو جائیں سب بندے داتا جھولی بھر بھر دے
صدقہ احمد میں مولیٰ علم و عمل کی چادر دے
اے رب کے محبوب کریم اپنی الفت جی بھر دے
آقا اپنے پیاسوں کو ساغر ساغر کوثر دے
یارب میری قبر میں تُو گنبد سبز کا منظر دے
قادری مستی چھا جائے وہ بغدادی ساغر دے

اے آقا طیبہ والے
نظمی کو حسّاں کر دے

چل چل مرے دل

چل چل مرے دل طیبہ کی طرف، آقا کا بلاوا آیا ہے
سرکار کے قدموں میں سر ہو، وہ وقت سہانا آیا ہے
محشر میں رسول و نبی سارے اور ان کی امتیں حیراں تھیں
سر تاج شفاعت کا پہنے تب حشر کادولھا آیاہے
دنیائے عرب پر چھائے تھے شرک اور جہالت کے بادل
توحید کا اجیارا لے کر وہ نور سراپا آیا ہے
آقا نے اپنے غلاموں کو اچھے اخلاق کا درس دیا
جو کہا وہ کرکے دکھلایا، کیا اچھا ستھرا آیا ہے
بغدادی عمامہ باندھے ہوئے میں طیبہ نگر میں حاضر ہوں
سرکار بس اتنا فرما دیں مرے غوث کا شیدا آیاہے
جس حجرے میں اعلیٰ حضرت شہ آلِ رسول کے ہات بکے
میرے ہی حصے میں ان کا وہ حجرہ کم جا آیا ہے
لے چلے فرشتے نظمی کو دوزخ کی طرف تو اس نے کہا
رک جاؤ ذرا، دیکھوتو سہی وہ جنت والا آیا ہے

محفل نعت

خاک طیبہ مرے سینے سے لگا دی جائے
ہاں بشارت مجھے جنت کی سنا دی جائے

محفل نعت پھر اک بار سجا دی جائے
قلب دشمن کی جلن اور بڑھا دی جائے

ہوش آئے گا نہ دنیا کی دواؤں سے مجھے
نعل سرکار دو عالم کی ہوا دی جائے

جس پسینے کی مہک مکے کی گلیوں میں رچی
وہی خوشبو مجھے اک بار سنگھا دی جائے

ابن خطّاب کو فاروق بنایا جس نے
وہی تصویر مرے دل میں بٹھا دی جائے

عشق گر جرم ہے پھانسی کی سزا دو مجھ کو
در محبوب پہ لیکن یہ سزا دی جائے

یا نبی مجھ کو بھی حاصل ہے غلامی کا شرف
میری نعتوں میں بھی تاثیر رضا دی جائے

عشق احمد کے سوا اور نہ کچھ سوچ سکے
قلب **نظمی** کو کچھ اس طور جلا دی جائے

حشر کے روز میں آقا کی سناؤں نعتیں
رب کہے **نظمی** کو فردوس میں جا دی جائے

نعت درویشانہ

حق اللہ کی بولی بول الا اللہ سے گھیرا کھول
اللہ ھُو سے قلب جگائے جا
بندے تُو مت کر من مانی یہ تو دنیا ہے فانی
فانی دنیا کو کلمہ پڑھائے جا
پیارے دل کی آنکھیں کھول ایماں کا سودا انمول
نیک بن اوروں کو بنائے جا
دنیا رنگ برنگی میلہ یہ تو دو دن کا ہے کھیلا
اس کی مایا سے تُو من کو بچائے جا
لا الٰہ کے دیپک میں الا اللہ کا روغن ڈال
اللہ ھُو کی باتی جلائے جا
ان حد کی حد کھوجے مت احمد ہے تیری قسمت
اپنے قلب کو طیبہ بنائے جا
ظاہر باطن نیک بنا نفس کو اپنے نیک بنا
رب کے حکم پہ خود کو چلائے جا
قرآں کا عامل بن جا تُو مرد کامل بن جا
راہ حق پر سب کو چلائے جا
طیبہ سے تو رشتہ جوڑ اور سارے رشتوں کو توڑ
اپنے آقا کے ترانے گنگنائے جا

اس پیاری دھرتی کو چوم گنبد کے سائے میں گھوم
اپنے عشق کی دھومیں مچائے جا

قادر کا بندہ بن جا عبد قادر کا ہو جا
بھیک علی کے گھرانے کی کھائے جا

خواجہ کے جھنڈے میں آ شاہِ برکت کو اپنا
نوری در سے فیض اٹھائے جا

چھوڑ کے سارا مایا جال مارہرہ میں ڈیرا ڈال
پیمی جی سے من کو لگائے جا

اپنے پیر کو چھوڑے مت دوجے پیر کو چھیڑے مت
اپنی نسبت آگے بڑھائے جا

نام محمد کر لے جاپ ڈھل جائیں گے سارے پاپ
رات دن اس کی ضربیں لگائے جا

ان کی یاد میں رہ مشغول تبھی بنے گا تُو مقبول
ان کے نام پہ سب کچھ لٹائے جا

نظمی تُو مت پیچھے رہ ہاں ہاں کہہ آقا سے کہہ
اپنی بپتا سوامی کو سنائے جا

لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ

جس سے ملے ہر دل کو سکوں　　　دور کرے جو ذہنی جنوں
بدلے جس سے حال دروں　　　جذب صفا ہو روز فزوں
دور ہو جس سے کرب و بلا
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الٰہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللّٰہ

اللہ اللہ کرتے رہیں　　　نام نبی کا لیتے رہیں
نام نبی کا دم پر دم　　　بھولیں ہم سب دکھ اور غم
اور خوشی میں دیں نعرہ
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الٰہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللّٰہ

گنبد سبز کی دید ہو جب　　　ہر عاشق کی عید ہو تب
جن کے نام پہ چومے لب　　　ان کو سامنے دیکھا اب
قسمت سے یہ موقع ملا
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الٰہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللّٰہ

رب ہے مالکِ یومِ دیں　　　اور محمد سرورِ دیں
شافع محشر، عرش مکیں　　　ان کی شفاعت کا ہے یقیں
رب سے ان کو اذن ملا

لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللہ أمنا برسولِ اللہ

غیب کے علم کے حامل ہیں رب کے مظہر کامل ہیں
جن کا نام محمد ہے وہ تعریف کے قابل ہیں
قرآں میں ہے ان کی ثنا

لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللہ أمنا برسولِ اللہ

ذکرِ الٰہ محمد ہیں اسمِ الٰہ محمد ہیں
ان کی دید ہے رب کی دید ظلِّ الٰہ محمد ہیں
وہ ہیں قدرت رب کی ضیا

لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللہ أمنا برسولِ اللہ

علی کا لنگر عام چلے اور حسنینی جام چلے
محبوب سبحانی سے قادری صہبا بھر کے ملے
روح کی ہو اک نئی جلا

لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللہ أمنا برسولِ اللہ

خواجہ جی اپنا لیجے چشتی جام پلا دیجے
کب تک اور رہیں پیاسے اب اجمیر بلا لیجے
عطا کریں روحانی غذا

لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللہ أمنا برسولِ اللہ

نور مدینے سے جو چلا مارہرہ آ کر ٹھہرا
عشقِ عینی نوری کا فیض جہاں میں عام ہوا
چلی چلی برکاتی ہوا
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللہ

علمائے دیں زندہ رہیں دل ان کے تابندہ رہیں
جو بھی ان کا برا چاہے یا رب وہ مٹی چاٹے
اونچا رہے سنی جھنڈا
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللہ

پرچم اہلِ سنّت کا روز بروز رہے اونچا
جُڑا رہے تا روز جزا اعلیٰ حضرت کا رشتہ
جن کا یہی پیغام رہا
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللہ

برکاتی مسلک پہ چلیں اور رضا سے پیار کریں
جتنے سنی مرکز ہیں ان کا بھی ہم ادب کریں
روشن ہو الفت کا دیا
لَاتَنْسیٰ ذِکْرَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حق لا الہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللہ

مرشد کے قدموں میں رہیں نیک بنیں اور نیک رہیں

عامل قرآں ہو کے جئیں اور نبی کے کہے پہ چلیں

دل کی دھڑکن دے یہ صدا

لَاتَنۡسیٰ ذِکۡرَ اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حق لا الہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللّٰہ

لوگوں کی فرمائش تھی ایسے بھی ہو ذکر نبی

سب کی یہ فرمائش بھی نظمی نے پوری کر دی

دیں گے نانا جان صلہ

لَاتَنۡسیٰ ذِکۡرَ اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حق لا الہ الا اللّٰہ أمنا برسولِ اللّٰہ

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

باطل کے جب جب بدلے ہیں تیور   آیا ہے تب تب میرے زباں پر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

پیارے نبی نے جینا سکھایا   باخدا انساں ہم کو بنایا
پہنایا اخلاق و ایماں کا زیور   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

خود بھی جیو جینے دو سبھی کو   ایذا نہ پہنچاؤ خود سے کسی کو
اسلام کا یہی درس منور   نعرہ تکبیر اللہ اکبرنعرہ تکبیر اللہ اکبر

صدیق و فاروق و عثمان و حیدر   اصحاب و ازواج و شبیر و شبر
ان سب کا احساں ہم سب کے اوپر   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

بغدادی میخانہ چلتا رہے گا   اجمیری پیالہ چھلکتا رہے گا
نوری میاں دیں گے برکاتی ساغر   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

میزان پر آقا ہم کو بچیّو   دامن میں اپنے ہم کو چھپیّو
اتنا کرم یاشافع محشر   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

راہ خدا میں گھر کو لٹائیں   دین نبی پہ سر کو کٹائیں
عقبیٰ کی دولت لوٹیں بھر بھر   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

سچے سدا اقوال ہمارے   سیدھے سدا اعمال ہمارے
تب ہوگا رب مہرباں ہم پر   نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

سب حق ہے

شمس و قمر حق، برگ و شجر حق　　جنّ و بشر حق، قند و حجر حق
شام و سحر حق، مدّ و جزر حق　　تیر و تبر حق، زیر و زبر حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر
سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

آب و ہوا حق، خاک و خلا حق　　نور و ضیا حق، صبح و مسا حق
راہ فنا حق، ملک بقا حق　　جذب خطا حق، نفس عطا حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر
سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

میں حق تو حق، ھا حق ھو حق　　جام و سبو حق، گل حق بُو حق
غسل و وضو حق، لحن و گلو حق　　ناز زلیخا، یوسف رُو حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر
سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

حمد و ثنا حق صدق و صفا حق　　مہر و وفا حق، خوف و رجا حق
حبّ و ولا حق، شرم و حیا حق　　رب کی رضا حق، ماں کی دعا حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر
سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

مسجد حق، بت خانہ ناحق　　پیالہ حق، پیمانہ ناحق
صوفی حق، مستانہ ناحق　　ملّا حق، دیوانہ ناحق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

گلشن حق ہے صحرا حق ہے قریہ حق ہے، قصبہ حق ہے

پربت حق ہے دریا حق ہے کل کل کرتی ندیا حق ہے

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

غربت حق ہے ثروت حق ہے کثرت حق ہے وحدت حق ہے

ستھری صاف تجارت حق ہے سود سے پاک معیشت حق ہے

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

کعبہ اور حرم کا رشتہ مندر اور صنم کا رشتہ

مسلک اور دھرم کا رشتہ ایک انیک جنم کا رشتہ

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

نظمی کا نعتوں کا رشتہ نعتوں کا احمد کا رشتہ

احمد اور احد کا رشتہ محبوب اور محب کا رشتہ

اس کے آگے کیا ڈھونڈے گا ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

یااللہُ یارحمٰنُ یارحیم

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

یَا سَتّارُ یَا غَفّارُ یَا کَرِیْم

دنیا کی ہر شے میں ہے تیرا ہی نور　　ہر جا ہر سو ہر جانب تیرا ہی ظہور

تو خالق تو ہی مالک تو ہی داتا　　تیرے حکم بنا پتّہ نہیں ہل پاتا

تیری صنّاعی کی مظہر سب اقلیم

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

ارض و سما اور ان کے بیچ میں جو کچھ ہے　　صدقہ نور محمد ہے یہ جو کچھ ہے

وہ جو نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا دنیا میں　　ان کی بدولت سب کچھ آیا دنیا میں

خلقت سے مقصود ہے بس ان کی تکریم

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

ہمیں بنایا رب نے عبادت کرنے کو　　اور رسول پاک سے الفت کرنے کو

ختم رسل ہیں اور ہیں جو اللہ کے حبیب　　ان سے قریب جو ہے وہ ہے اللہ کے قریب

ان کی مِلک میں دی رب نے فردوس نعیم

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

یا رب ہم کو علی کے گھر کی بھیک ملے　　حسن حسین سے قربانی کی سیکھ ملے

راہ حق میں سب کچھ ہم قربان کریں　　سچائی تک لے جائے وہ لیکھ ملے

کبھی نہ بھولیں غوث و خواجہ کی تعلیم

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

سیدھی راہ چلاتا رکھ مالک ہم کو　　حق کی طرف بڑھاتا رکھ مالک ہم کو
تیرے حبیب کے عشق کا دم ہم بھرا کریں　　اور عصیاں سے بچاتا رکھ مالک ہم کو
دور رہے کوسوں تک ہم سے نار جحیم
یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

مارہرہ کے عرس میں حاضر آئے ہیں　　اپنی عقیدت کا نذرانہ لائے ہیں
بے شجرہ سید کو پیر بنائیں کیوں　　جب ہم پر اصلی سادات کے سائے ہیں
راج کرے دنیا پر برکاتی تنظیم
یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

آؤ **نظمی** جذب و صفا کی بات کریں　　عاشق صادق مرد وفا کی بات کریں
علم و عمل اور عشق کا جو مجموعہ تھا　　ہاں ہاں اپنے اسی رضا کی بات کریں
جس کی سرشت کا حصہ تھے صبر و تسلیم
یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْم

بعد از خدا بزرگ تو ئی

اپنا وجود بھول جا، عشق نبی میں جھوم جھوم — سجدہ دل تُو کر ادا، چوکھٹ کو ان کی چوم چوم
طیبہ کی سرزمین پر چلنا ہے چل تُو سر کے بل — پڑھ لے نماز عشق تُو اک اک گلی میں گھوم گھوم
کس کی جبین ناز پر سہرا بندھا شفیع کا — فرش سے لامکاں تلک کس کی مچی ہے دھوم دھوم
صلِ علیٰ نبینا، صلِ علیٰ محمد

ان کے ہی تذکرے میں ہے ہر ہر زباں قلم قلم — ان کی ہی جستجو میں ہے ہر کارواں قدم قدم
ان کے ہی احترام میں سر بسجود حرم حرم — زیبا ہے ان کی ذات کو جود و سخا کرم کرم
ان کے ہی نعت خواں رہے سارے رسول دم بدم — محشر کے روز ان کے ہی لب پر رہے منم منم
صلِ علیٰ نبینا، صلِ علیٰ محمد

ان کے ہی نور کا ظہور کونین میں جگہ جگہ — ان کی ہی آب و تاب سے روشن ہوئی نگہ نگہ
ان سے جو متصل ہوا جنت کا مژدہ پا گیا — ان سے جو منحرف ہوا قلب ہوا سیہ سیہ
ان کی ہی نسل پاک نے پایا لقب منورہ — انوار مصطفیٰ سے ہی روشن ہوئے یہ مہر و مہ
صلِ علیٰ نبینا، صلِ علیٰ محمد

نظمی تمھارے نام کا شہرہ ہوا نگر نگر — نعت رسول کے طفیل عزت ملی ڈگر ڈگر
دشمن تمھارے ٹھوکریں کھاتے پھریں گے دربدر — اپنے تمھارے جو بھی ہیں خوش حال ہوں گے سر بسر
آخر میں اس کلام پر اپنا کلام ختم کر — بعد از خدا بزرگ تُو، ہے یہی قصہ مختصر
صلِ علیٰ نبینا، صلِ علیٰ محمد

مصطفیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری سانسوں میں تم، دل کی دھڑکن میں تم شہر و صحرا میں تم، گلشن و بن میں تم
جس طرف دیکھوں میں تم ہی جلوہ نما
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

سید الانبیاء اشرف الاولیا احسن الاتقیاء افضل الاصفیا
تم ہی مشکل کشاؤں کے مشکل کشا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

خوب سے خوب تر، شاہِ جنّ و بشر ہیں تمھاری اطاعت میں شمس وقمر
نور سارے جہاں کو تمھی سے ملا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

مرکز بندگی، منبع زندگی ہفت افلاک میں تم سے تابندگی
تم کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

دوجہاں میں تمھاری ہی شاہنشہی سلسلے سب تمھی پر ہوئے منتہی
تم ہی تخلیق بزم جہاں کی بِنا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

تاج والے ہو تم، راج والے ہو تم ہم گنہگاروں کی لاج والے ہو تم
تم ہی ہو ساری مخلوق کا آسرا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

ہم گنہ گار ہیں، ہم خطاوار ہیں جس کی بخشش نہ ہو وہ سزاوار ہیں

حشر میں ہم کو لینا بچا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

نظمی پر نعت میں ہے رضا کی نظر اس کے ہر شعر میں ہے اثر ہی اثر

اس کی تحریر میں رنگ کلک رضا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کو دس بار اور شام کو دس بار درود پڑھے قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے لازم ہوگی۔ اور فرمایا مجھ پر ایک بار درود پڑھنا ایسا ہے جیسے راہ خدا میں ایک غلام آزاد کرنا۔ اور فرمایا جو مجھ پر درود بھیجے گا وہ عرش کے سائے میں ہوگا۔

☆☆☆

ان کی یاد کی برکت

میں تھا اور مری تنہائی تھی، تنہائی بس تنہائی　　کوئی نہ ساتھی کوئی نہ ہم دم، یاس کی گھور گھٹا چھائی
تب پھر یاد مدینہ لے کر باد صبا صرصر آئی　　گنبد سبز کی رنگت سے پھر روح میں ہریالی آئی
دیکھی ان کی یاد کی برکت صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لمس سے کس کے قدموں کے یہ عرش الٰہی اترایا　　ملکوت و جبروت کے پردے طے کرتا یہ کون آیا
کس بندے کو اس کے رب نے اپنی جانب بلوایا　　دیکھو دیکھو کون بشر خالق کے اتنے قریب آیا
ہاں وہی نوشہ بزم جنت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کو جینے کا سلیقہ کس نے سکھایا، آقا نے　　جنت تک کا سیدھا رستہ کس نے دکھایا، آقا نے
کیا ہے ثواب اور کیا ہے گناہ، کس نے بتلایا، آقا نے　　رب تک کیسے پہنچو گے، کس نے سمجھایا، آقا نے
ہادی اعظم صاحب حکمت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے گھر میں جبریل آئیں بنا اجازت، ناممکن　　رب کے یہاں سے رد ہو کسی دم ان کی شفاعت، ناممکن
سارے جہاں میں ان سے بہتر کوئی فصاحت، ناممکن　　بانٹے ان کے علاوہ کوئی رب کی نعمت، ناممکن
مالک کثرت صاحب رحمت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خالق کل نے مالک کل کس کو ٹھہرایا، کون ہیں یہ　　رحمت عالم کس کے لیے رب نے فرمایا، کون ہیں یہ
چنے ہوئے بندوں میں کسے محبوب بنایا، کون ہیں یہ　　اور شفاعت کا خلعت کس کو پہنایا، کون ہیں یہ
ہاں ہاں شمع بزم ہدایت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نعت کا یہ انداز نیا کس نے اپنایا، **نظمی** نے　　کلک رضا کا سایہ جگ کو کس نے دکھایا، **نظمی** نے
ایک ایک شعر میں رنگ رضا کس نے چمکایا، **نظمی** نے　　قلم کا جادو گھر گھر دل دل کس نے جگایا، **نظمی** نے
یہ ہے شہ بطحا کی عنایت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ حبیبِ خدا

ان کی رفعت کا شاہد ہے عرش علا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کی شان رحیمی ہے عفو خطا — ان کی شان کریمی ہے جود و سخا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

سرور دو جہاں شافع عاصیاں — ان کی ہر بات لاریب وحی خدا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کے اظہار عظمت کو دنیا بنی — ان کی ہی نعت پڑھتے ہیں سب انبیا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کی فطرت کے اجزا ہیں رحم و کرم — ان کی عادت میں شامل قناعت غنا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

خود پہ سہتے رہے جبر و ظلم و ستم — جب اٹھا دست شفقت دعا کو اٹھا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

مصحف پاک میں ان کی ہی نعت ہے — ہے ورق در ورق ان مدح و ثنا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

لامکاں تک انھی کی رسائی ہوئی — قاب قوسین اظہار قربت ہوا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات — اور لعاب دہن میں شفا ہی شفا
وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کے نعلین ہیں تاجداروں کے تاج　　ان کی خاک گذر سرمہ انبیا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

وہ جسے چاہیں جو چیز بھی بخش دیں　　رب نے ان کو خزانوں کا مالک کیا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

سب زمانے میں ان کے ہی محتاج ہیں　　جس کو جو بھی ملا ان کے در سے ملا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

نظمی ان کی ثنا لکھتے رہیے سدا　　پڑھیے صل علیٰ، پڑھیے صل علیٰ

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھتے رہو بے شک تمھارا درود مجھ کو پہنچتا رہتا ہے۔ اور فرمایا جب کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر درود پڑھو، انشاءاللہ یاد آجائے گی۔

☆☆☆

طیبہ رشک جناں

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ
جس طرف دیکھیے ہے بہار، اللہ اللہ اللہ

یہاں رات دن ہیں فرشتے اترتے مزار نبی پر سلام عرض کرتے
مرحبا روضہ تاجدار، اللہ اللہ اللہ
طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

تبسم میں ان کے ہے جنت کی کنجی اشارے میں ان کے شفاعت کی کنجی
شافع و مونس و غم گسار، اللہ اللہ اللہ
طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

ثنا ان کی آیات قرآں میں آئی انھیں کے لیے رب نے دنیا بنائی
ہیں وہی رحمت کردگار، اللہ اللہ اللہ
طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

شفاعت کا سہرا بندھا ان کے سر پر کیا رب نے ان کو عطا حوض کوثر
ان کا ہے خلد پر اختیار، اللہ اللہ اللہ
طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

سبھی انبیا کو ہے حاجت انھیں کی ہے بخشش کا ساماں عنایت انھیں کی
میرے آقا کی ہے سب بہار، اللہ اللہ اللہ
طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

انھیں غیب کا علم رب نے دیا ہے خزانوں کا محتاج ان کو کیا ہے

ہیں وہی قاسم روزگار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

وہ معراج والے وہی راج والے۔ وہ منہاج والے وہی تاج والے

جنتوں کے وہی شہر یار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

صداقت انھی کی، عدالت انھی کی سخاوت انھی کی، شجاعت انھی کی

ہیں وہی تاجور تاجدار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

وہی سرور کشور مرسلاں ہیں وہ ممدوح قرآں وہ ایماں کی جاں ہیں

ان کے اوصاف ہیں بے شمار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

وہ اخلاص والے، وہ اخلاق والے وہ اعجاز والے وہ میثاق والے

شان رب ذی حشم باوقار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

فصاحت میں یکتا، بلاغت میں یکتا نبوت میں یکتا، رسالت میں یکتا

آپ ہیں یکّہ روزگار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

پڑھو **نظمی** ان کی ثنا پڑھتے جاؤ ہر ایک سانس صلِّ علیٰ پڑھتے جاؤ

وجد میں جھوم کر بار بار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناں خلد زار، اللہ اللہ اللہ

ذکرِ محبوب

افق افق تھیں ظلمتیں
شفق شفق ضلالتیں
نگر نگر تھیں بدعتیں
ڈگر ڈگر کدورتیں
برہنگی کی رسم ہی عبادتوں کی جان تھی
وہ جنگ کے حلیف تھے
وہ امن کے حریف تھے
وہ خلوتوں کے راہزن
وہ نفرتوں کے پاسباں
عداوتوں کے تھے امیں
یہ تھے وہی عرب کہ جو ادب کے شہسوار تھے
زباں پہ ان کو ناز تھا
وہ کہتے اپنے آپ کو کہ ہم ہیں بولتے ہوئے
ہمارے آگے دوسرے سبھی ہیں گونگے بے زباں
وہ اپنی بے حیائیوں کو شعر روپ ڈھالتے
وہ اپنی بدقماشیوں کو فخر سے
بڑوں کی محفلوں میں سب کے روبرو اچھالتے
تھیں ان کے پاس کاروبار کی سبھی مہارتیں
مگر اسی کے ساتھ ساتھ

قبیح سے قبیح تر تھا ان کا طرز زندگی
جہالتوں کی چھاؤں میں
ضلالتوں کی بانہوں میں
گزر رہی تھی زندگی۔
انھی میں کچھ شریف تھے
جنھیں خدا کا خوف تھا۔
خلیل اور ذبیح کا وہ عالی خاندان تھا
اسی شریف خاندان میں
بی بی آمنہ کے گھر
وہ پاکباز آ گئے
جو عرشیوں کی جان تھے
وہ مصطفیٰ وہ مجتبیٰ
وہ مرتضیٰ، وہ حق نما
کہ جن کا نام ساق عرش پر
جلی حروف میں تھا منسلک خدا کے نام سے
نبی وہ تب بھی تھے کہ جب
وجود آدمی نہ تھا
انھی کے نام کو دوام بخشنے کے واسطے
خدائے ذوالجلال نے
یہ کائنات خلق کی
خدا کے بندے وہ بھی تھے
مگر مقام بندگی میں منفرد

نہ ان کے جیسا اور کوئی بندہ تھا، نہ ہے، نہ ہو
تبھی تو مصطفیٰ تھے وہ، چنے ہوئے
خدا نے ان کے ذکر پاک کو بلند تر کیا۔
کلام رب میں جا بجا انھی کی نعت درج ہے
انھوں نے کائنات کو
سکھایا طرز زندگی
امانتوں میں منفرد
صداقتوں کے منتہی
شریعتوں کے پاسباں
ہدایتوں کی آبرو
انھی کے نام کی گئیں شفاعتیں
انھی کے دست پاک کو عطا ہوئیں کرامتیں
انھی کی پیروی کو اصل بندگی کہا گیا
انھی کے عشق کو کمال زندگی کہا گیا
سماج کو نیا مزاج
امن و آشتی کا راج
اخوت و برابری کا زرنگار تاج
انھی کے در سے ہی ملا
بلال ہوں، صہیب ہوں، اسامہ ہوں کہ زید ہوں
علی حسین اور حسن کو ان پہ برتری نہ تھی مساویانہ مرتبہ کا بے مثال فلسفہ
نہ مشرقی کے پاس تھا
نہ مغربی کے پاس ہے

کھجور کی چٹائی پر کیے گئے وہ فیصلے
نہ جانے کتنی قوموں اور راجیوں کو
زندگی کا سَنوِ دھان دے گئے
جو کہہ گئے وہ حکم ہے
جو کر گئے وہ ضابطہ
شریعتیں انھی میں گُم
طریقتیں انھی میں ضم
ہدایتیں انھی کے گھر کی بھیک ہیں
شفاعتوں پہ ان کا حق
حرام اور حلال پر انھی کا کلی اختیار
وہ رحمتوں کی جان ہیں
وہ راحتوں کی کان ہیں
شرافتوں، نجابتوں، کرامتوں
صداقتوں، عدالتوں، سخاوتوں
شجاعتوں، سیادتوں، شہادتوں
ولایتوں پہ ہے انھی کا دبدبہ
وفا، صفا، ولا، عطا، سخا، حیا، انھی کے گھر کی چیز ہے
قرآن ان کا معجزہ
حدیث جس کا تکملہ
وہ شانِ رب، نشانِ رب
وہ ربِّ کائنات کے حبیب بھی قریب بھی
نبی، ولی، صفی، نجی، سخی، غنی، جلی خفی

جسے جسے بھی جو ملا

انھی کے فیض سے ملا

جو ان کی ہاں تو رب کی ہاں

جو ان کی نا تو رب کی نا

یہ مرتبہ یہ دبدبہ یہ غلغلہ

مگر ہے پھر بھی سادگی

نشست میں قیام میں

مکان میں عوام میں

صیام میں طعام میں

حیات پاک کی ہر ایک طرزِ خاص و عام میں

وہ عفو و درگذر کہ بدترین دشمنوں کو بھی

عطا کریں معافیاں

وہ حلم و انکسار کہ جو ایک بار دیکھ لے

غلام عمر بھر رہے۔

وہ خُلق پاک آپ کا

قرآن میں ڈھلا ہوا

امانتوں، دیانتوں میں بے نظیر

وہ عظمتوں میں بے مثال

وہ رفعتوں کی انتہا

وہ قدرتوں میں باکمال۔

حسین وہ، جمیل وہ، وجیہہ وہ، شکیل وہ

وکیل وہ، کفیل وہ

ملیح وہ، صبیح وہ، شفیع وہ، رفیع وہ
انھی کے حسن پاک سے جہاں کو رونقیں ملیں
انھی کی خاک پا فلک کی مانگ جگمگا گئی
ستاروں کی یہ روشنی رہین نور احمدی
یہ مہر و ماہ، بحر و بر، شجر حجر
فرشتے جنّ و انس سب
انھی کے دم کی برکتیں۔
حلیمہ بی سے پوچھیے
کہ کیسا بچپنا تھا وہ
ان آمنہ کے لعل کا
جو ایک طرف کا دودھ پی کے
دوسری طرف کا دودھ چھوڑ دیتے
اپنی پیاری بہن کو
جو دختر حلیمہ تھیں۔
یہ کیسا بے نظیر عدل، یہ کیسا بے مثال خُلق!
قریش کے ستم شعار
حالت نماز میں طرح طرح سے چھیڑتے
کبھی تو خار دار جھاڑیاں بچھاتے راہ میں
کبھی تو پشت پاک پر انڈیلتے غلاظتیں
مگر وہ منبع کرم، نہ دیتے بد دعا کبھی
ہمیشہ دست پاک اٹھا کے رب سے کی یہی دعا
الٰہی میرے خانداں کے لوگ مجھ کو جانتے نہیں

تُو اپنے فضل سے انھیں ہدایتوں کی بھیک دے۔
یہ کیسا لاجواب رحم! یہ کیسا عالی ظرف حلم!
حدیبیہ کے بعد جب کہ فاتحانہ شان سے
یہ حق پرست کارواں
دخیل مکہ مکرمہ ہوا
تو ظلم کی گھٹائیں ساری چھٹ گئیں
قریش کو یہ ڈر ہوا
کہ لشکر محمدی بنے گا آج منتقم
گذشتہ ظلم و زیادتی کے
ایک ایک پل کا اب حساب لیں گے فاتحان
مگر وہ رحمت کبیر
امیر عفو و درگذر
خدا کے حکم سے رحیم اور کریم بن گئے
ہر ایک خاص و عام کو امان بخش دی گئی
یہ کیسی لاجواب اماں! یہ کیسا بے مثال رحم!
یہ کیسا بے نظیر عدل!
پھر ایک بار یوں ہوا
صحابہ کرام میں سے
بعض نے کیں بھوک کی شکایتیں
نبی نے کچھ نہیں کہا
ہٹا دی پیٹ سے عبا
یہ دیکھا حاضرین نے

کہ جس کے دست پاک میں
عطا خدا نے کی ہے دو جہاں کی مِلک
اسی کے نوری پیٹ پر
ہے ایک سِل بندھی ہوئی
حبیب رب نے عمر بھر
نہ کھائی نان گندمی
بس ایک نان جَو رہی غذا تمام زندگی
یہ سادگی کی بات تھی
قناعتوں کا درس تھا۔
وہ بادیہ نشیں نبی
کہ جن کے پاس دو جہاں کا راج تھا
وہ اپنے دست پاک سے
خود اپنے جوتے گانٹھتے
وہ نوریوں کے رہ نما
وہ تاجدار انبیا
لباس بوریئے کا ہات سے سلا ہوا
پہنتے جسم پاک پر
یہ سادگی کا درس تھا
قناعتوں کی بات تھی۔
وہ صادق و امیں لقب
امانتوں، دیانتوں کے تاجور
جو مکہ چھوڑتے ہوئے

علی کے پاس اپنے پاس کی سبھی امانتیں رکھا گئے
وہ پائی پائی کا حساب
مکہ سے روانگی سے قبل ہی چکا گئے
امانتوں کا پاس تھا
دیانتوں کا تھا لحاظ
اسی نبی کی تربیت کا تھا یہ ایک خاصّہ
صحابہ کرام اپنی زندگی کے فیصلے
خدا رسول کی رضا پہ چھوڑتے
وہ قول و فعل و حال میں
حضور ہی کے اتباع کو سمجھتے روح زندگی
اسی لیے حضور نے
صحابہ کرام کو ستاروں سے مثال دی
ہدایتوں کی اصل کا مقام دے دیا
یہ وہ نفوس قدسیہ تھے
جن کی زندگی کا ایک ایک پل تھا
وقف بندگی
رسول کی یہ آل تھے
اور ان کے اہل بیت بھی
جبھی تو ہر نماز میں تحیۃ و ثنا کے ساتھ
ان نفوس قدسیہ صحابہ کرام پر
درود بھیجتے ہیں ہم۔
یہ وہ نفوس قدسیہ تھے

جن کی زندگی کا ایک ایک پل تھا وقف بندگی۔
غلام ہوں تو ایسے ہوں
بلال حبشی ایک طرف
صہیب رومی ایک طرف
اسامہ زید ایک طرف
عتیق، عمر، غنی، علی، حسن، حسین ایک طرف
یہ وہ نفوس قدسیہ تھے
جن کی ایک ایک سانس وقف خدمت نبی رہی
جنھوں نے اپنے رات دن
نبی پہ کر دیے نثار
فنا ہوئے بقا ملی۔
تھے ان میں دس صحابہ خوش نصیب
جن کو جیتے جی بشارت جناں ملی
عذاب سے اماں ملی
اسی لیے تو رب کے بندگان قرب پر
سلام بھیجتے ہیں ہم
نبی پہ بھی سلام ہو
علی پہ بھی سلام ہو
ولی پہ بھی سلام ہو
سلامتی کا کارواں یوں ہی رواں دواں رہے
رضائے مصطفیٰ ملے
عطائے مصطفیٰ ملے

ردائے مصطفیٰ کے نوری سائے میں
الٰہی سارے سنیوں کو سیدھا راستہ چلا
نبی ولی کا راستہ
صفی نجی کا راستہ
وہ راستہ جو سچ کی سلطنت کی شاہراہ ہو
کہ جس کے اک سرے پہ ہوں
رضائے حق کی وادیاں
اور اُس کنارے پر ہو عشق مصطفیٰ کا گلستاں
شگفتگی کلی کلی
بہار ہی بہار ہو
ثنائے مصطفیٰ کا پر شکوہ سلسلہ
ہمارے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ ساتھ ہی چلے۔

OOOO

تاریخ اسلام

غارحرا کی کالی چٹانیں
بھوری اورمٹیالی چٹانیں
کس کے نور سے روشن ہوگئیں
پتھریلی ہریالی چٹانیں
نوری نغمہ غارحرا پر اقرا کی صورت گونجا تھا
پھر فاران کی چوٹی سے اک سورج نکلا
نورسراپا، بشری جامہ
لاہوتی انداز لیے
صادق اورامین کے نام سے جانا جاتا
نوری پیکر
وحدت کا پیغام لیے
لات ومنات وہبل کے گھر میں
الا اللہ کا نعرہ لے کر پہنچا تھا
اس کو اپنوں نے ٹھکرایا
خون کے رشتے ہوگئے اس کے خون کے پیاسے
مکہ چھوٹا، کعبہ چھوٹا
رب نے دیا تھا حکم ہجرت
دو نوری فانوس چلے پھر
یثرب کی اندھیاری بستی روشن کرنے

ایک نبی تھا ایک ولی تھا
صادق اور صدیق بہم تھے
منزل منزل رکتا
قافلہ نورانی اپنی منزل یعنی مدینہ پہنچا
یثرب نامی اجڑی بستی
ان کی خاک کف پا پا کر
مثل گلستاں سرسبز و شاداب ہوگئی
امن کی دھوپ سنہری نکھری
پیار محبت بھائی چارے کی میٹھی میٹھی سی دھڑکن
ہر دل کی میراث بن گئی
دوئم سال ہجرت میں کعبے کی جانب قبلہ بدلا
مکے کے کالے دل والے شیطانی منصوبے لے کر
پریم کی اس بستی کو مٹانے
پوری طاقت سے چڑھ دوڑے
سبز پوش سالار کے پیرو
ہاں ہاں وہ مٹھی بھر مومن
سچ اور جھوٹ کا فرق بتانے
اتر پڑے تھے بدر کے ریتیلے میداں میں
خرمے کی سوکھی شاخیں تلوار بن گئیں
آسمان سے اترا پھر ملکوتی لشکر
نوری فوجی پرے جمائے
رب کے فضل و کرم پر شاکر

شوق شہادت دل میں سجائے
اپنے آقا کے قدموں میں قرباں ہوجانے کا جذبہ
من میں سموئے
جم گئے، ڈٹ گئے
باطل کی بنیادیں ہل گئیں
مسلم لشکر فاتح بن کر گھر کو لوٹا
بدلے کے جذبے نے مکے والوں کو پھر سے اکسایا
سارے قبیلے ایک ہو گئے
احد کے میداں میں دونوں لشکر دوبارہ جنگ کو اترے
نوری لشکر ایک طرف تھا
ایک طرف تھا ناری لشکر
سب نے ایک انہونی دیکھی
نوری لشکر کے دستے کی غلطی سے
ساری جیت ہار میں بدلی
ناری لشکر بھاگ چلا تھا، واپس پلٹا
کچھ پل پہلے جو فاتح تھے
اگلے پل مغلوب ہوئے وہ۔
آقا کے محبوب چچا حمزہ نے احد میں
جام شہادت نوش کیا
آقا کے دندان مبارک کو زک پہنچی
مولی نے پھر سے اپنے لشکر کو سمیٹا
رزم گاہ کا نقشہ بدلا

فتح وظفر کی ٹھنڈی چھاؤں میں نوری لشکر
کلمہ طیب کا پرچم لہراتا طیبہ واپس آیا
غزوہ خندق میں آقا نے
اپنے ہات سے خندق کھودی
قریش و یہود عرب کے قبائل
بارہ ہزار کا لشکر لے کر
ایک ماہ تک گھیرے رہے مسلم لشکر کو
آخر پھوٹ پڑی دشمن میں
سردی کا موسم تھا پھر بھی
ایسا طوفاں آیا کہ خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں
اور گھوڑے چھوٹے
دشمن کا سامان رسد بھی ختم ہو گیا
گھیرا ٹوٹا
دشمن اپنے گھر کو لوٹا۔
چھٹا سال ہجرت کا تھا جب
ماہ ذی قعدہ میں آقا
چودہ سو اصحاب کو لے کر
عمرے کی نیت سے نکلے
مکہ سے نو میل ادھر سرکار حدیبیہ پر اترے
موسم گرما، پیاس کی شدت،
کنویں کا پانی ختم ہو گیا
فخر دو عالم نے پانی کی کلی

ڈالی حدیبیہ کے کنویں میں
خالی کنواں لبریز ہو گیا
یہی جگہ تھی
جہاں نبی کے دست مبارک سے لہرائے
نور کے چشمے
پانی کے برتن میں بہا دریائے رحمت
پھر ظہور میں آیا
حدیبیہ کا مشہور معاہدہ
جس کے کاتب مولا علی تھے
پیارے نبی نے اپنے صحابی حضرت عثماں کو
خط دے کر مکہ بھیجا
مکہ والوں نے عثماں کو زیر حراست رو کے رکھا
اس اثنا افواہ اڑی
کہ حضرت عثماں مکہ میں مقتول ہو گئے
ایک ببول کے پیڑ کے نیچے
سرکار طیبہ نے اپنے سارے صحابہ سے بیعت لی
بیعت رضواں جو کہلائی
یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ قرآں میں مذکور ہوا
پھر ہفتم سال ہجرت میں
غزوہ خیبر پیش آیا تھا
اللّٰہُ اکبر، خَرِبَتْ خَیْبَر
یہ نعرہ تھا زبان نبی پر

قوم یہود کے سات قلعے
نوری لشکر نے فتح کر لیے
کوہ قموص پہ ایک قلعہ تھا
عرب کے زور آور مرحب کا
مولیٰ علی کو فتح کا پرچم سالار اعظم نے سونپا
فضل خدا، تائید نبی سے
شیر خدا نے باب خیبر جڑ سے اکھاڑا۔
ہشتم سال ہجرت کے ماہ رمضاں کی
دس تاریخ کو سرور عالم
غزوہ فتح مکہ کی تیاری کر کے گھر سے نکلے
دس ہزار کا نوری لشکر
پرچم فتح وظفر کا لے کر
ہو ہی گیا مکہ میں داخل
رحمت عالم نے اعدائے دین کو عام معافی دے دی
پھر سرکار نے غسل کیا، ہتھیار سجائے
اپنی چہیتی اونٹنی قصوا پر جلوہ افروز ہوئے
اپنے غلام اسامہ کو بھی اپنے ساتھ بٹھایا
کوکبہ نبوی پوری شان وشوکت سے
سوئے کعبہ روانہ ہوا
دائیں بائیں آہن پوش صحابہ کا جھرمٹ تھا
بیت اللہ میں داخل ہو کر
آنحضرت نے سب سے پہلے

بوسہ دیا حجر اسود کو
پھر اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے بیت اللہ کا طواف کیا
کعبے کے گرد اوراو پر تھا
تین سو ساٹھ بتوں کا قبضہ
سید عالم نے ایک لکڑی ہات میں لے کر
سارے بتوں کو دیا ٹھوکا
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِل
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
ایک ایک بت یہ نعرہ سن کر
گرتا تھا اوندھا منہ کے بل
پھر آقا نے کعبہ کا دروازہ کھولا
ہر جانب تکبیر پکاری
پھر کعبے کے دروازے کے بازو پکڑ کر
قریش کے بارے میں اعلان عفو کیا
رحمت عالم کی رحمت اور شفقت سب پر کھل کر برسی۔
دسواں برس ہجرت کا آیا
حجِّ وداع ادا فرمایا
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ کا عرفہ میں سندیسہ پایا۔
گیارھواں سال، ربیع الاول
بارھواں روز دوشنبہ تھا جب
نورازل کے جلوہ اول نے
انسانی آنکھوں سے پردہ فرمایا

مولیٰ علی نے غسل دیا جسد اطہر کو

حجرہ بی بی صدیقہ میں دفن ہوئے۔

صورت اور سیرت میں یکتا

کامل حسن کا اکمل پیکر

روئے مبارک نور الٰہی کا آئینہ

اتنا منور اتنا روشن تھا

کہ جناب صدیقہ نے اس کی چمک میں

کھوئی ہوئی سوزن ڈھونڈ نکالی

پیٹھ کے پیچھے دیکھنے والی سرمگیں آنکھیں

قوت بینائی ایسی کہ شرق وغرب کو یکساں دیکھیں

لمبی اور باریک بھنویں تھیں

دور سے یوں لگتا تھا جیسے جڑی ہوئی ہیں

دونوں بھنوؤں کے بیچ ایک رگ تھی

جو غصہ کی حالت میں حرکت میں آتی

اور تن جاتی

بینی اقدس لمبی، حسیں اور بیچ میں ابھری

اور بُنِ بینی پر اک نور درخشاں

جو اس کی بلندی کا ضامن تھا

حضرت حسّاں نے پیشانی کے بارے میں یہ فرمایا:

"کالی رات میں جب بھی آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی

تو تاریکی کے روشن چراغ کے مثل چمکتی"

ہر دو گوش مبارک کامل و تام تھے اس محبوب خدا کے

قوت بصر کے مثل خدا نے قوت سمع بھی عمدہ بخشی

اسی لیے تو اپنے صحابہ سے فرماتے :

"تم وہ دیکھ نہیں سکتے جو مجھ کو نظر آ جاتا ہے

اور جو کچھ میں سن لیتا ہوں

وہ تم نہیں سن سکتے ہو کبھی

میں افلاک کی آوازیں بھی سن لیتا ہوں "

دہن مبارک لگتا تھا نوری سانچے میں ابھی ابھی

ڈھل کر نکلا ہے

رخسار سرکار دو عالم جیسے دو نورانی پیالے

دنداں ہائے پیشیں تھے روشن اور تاباں

جب کلام فرماتے تو دندان مبارک میں سے

نور نکلتا دکھتا

جب ہنس دیتے دیواریں روشن ہو جاتیں

وہ لب شیریں

جن پہ گماں ہو باغ ارم کے سب سے حسیں

گل کی پتی کا۔

حضرت مسعود انصاری کی بیٹیوں نے

سرکار کا جوٹھا اک دن کھایا

مرتے دم تک ان کے منہ سے

خوشبو کے فوارے چھوٹے

کوئی منہ کی بیماری ان کو نہ ہوئی پھر آخر دم تک۔

تھا اکسیر لعاب دہن مبارک ان کا

زخمی اور بیماروں کو۔
مولیٰ علی کی دکھتی آنکھیں
اسی لعاب سے خیبر کے دن اچھی ہوگئیں
ایسی اچھی جیسے کبھی کچھ ہوا نہیں تھا۔
غارِ ثور میں صدیق اکبر کے پاؤں میں
سانپ نے کاٹا
درد کی شدت اتنی بڑھی
کہ آنکھ سے آنسو جاری ہوگئی
آقا نے فوراً ہی زخم پہ اپنا لعاب دہن لگایا
چشم زدن میں زخم بھر گیا
درد کی شدت ختم ہوگئی۔
بدر کے روز رفاعہ بن رافع کی آنکھ میں
تیر لگا تھا
سرورِ عالم نے فوراً ہی
آنکھ کے زخم میں اپنا لعاب دہن لگایا
اور دعا کی
ساری اذیت دور ہوگئی
آنکھ بھی ہوگئی پہلے جیسی۔
آپ کے خادم انس کے گھر میں ایک کنواں تھا
آپ نے اپنا لعاب دہن اس کنویں میں ڈالا
پانی ایسا شیریں ہوا
کہ طیبہ بھر میں اس سے بڑھ کر

کوئی میٹھا کنواں نہیں تھا

اِمِ معبد نے فرمایا:

''آپ کی باتیں میٹھی میٹھی

حق کیا ہے اور باطل کیا ہے

اس کا فرق بتانے والی

نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ

گویا لڑی سے گرتے موتی۔''

خوش آواز تھے میرے آقا

مستورات گھروں میں بیٹھی

سارا خطبہ سن لیتی تھیں

گردن اقدس اتنی حسیں اور اتنی سبک تھی

لگتا تھا چاندی میں ڈھلی ہے

دست مبارک

ریشم و دیبا سے بھی زیادہ نرم و نازک

ایک مصافحہ جو کر لیتا

دن بھر ہات میں خوشبو پاتا

جس بچے کے سر پر آقا اپنا دست مبارک رکھتے

وہ خوشبو میں اوروں سے ممتاز ہی رہتا

یہ وہی دست کرم تھا

کہ کبھی کوئی سائل

آپ کے در سے خالی ہات نہ واپس لوٹا

یہ وہی دست شفا تھا

جس کے لمس نے بیماروں کو شفا دی
یہی مبارک ہات تھا
جس کی ایک انگلی کے اشارے سے
دو ٹکڑے چاند ہوا تھا۔
حضرت ابیض بن حمال کے چہرے پر تھا داد پرانا
ایک روز آنحضرت نے ان کو بلوایا
اپنا دست شفا ان کے چہرے پر پھیرا
شام نہ ہونے پائی کہ وہ اچھے ہو گئے
جنگ احد میں ابو قتادہ کی ایک آنکھ کا
ڈیلا نکل کے آن پڑا رخسار کے اوپر
آقا نے ان کو بلوایا
اپنے دست مبارک سے ڈیلے کو
آنکھ کے خول میں واپس رکھا
اور لعاب دہن لگایا
فوراً ہی آرام آ گیا۔
سینہ اقدس
اسرار ربانی کا ایک گنجینہ تھا
اپنے قلب شریف کی نسبت خود سرکار نے
فرمایا ہے:
"آنکھ مری سو جاتی ہے پر دل کو نیند نہیں آتی۔"
پشت مبارک ایسی صاف وسفید
کہ پگھلائی ہوئی چاندی لگتی تھی

بیچ میں دونوں شانوں کے تھا
گوشت کا ایک نورانی ٹکڑا
ابھرا ابھرا
جی ہاں ! یہی تھی مہر نبوت۔
ہر دو پائے مبارک ان کے
ہاں ہاں ڈھلے نوری سانچے میں
قدم اقدس پتھر کے سینے میں اپنی جگہ بناتا
اور جب ریت پہ چلتے تو
کوئی بھی نشان نہ ظاہر ہوتا
یہ وہی قدم مبارک ہیں کہ قیام شب میں
ورم کر آتے
یہ وہی قدم مبارک ہیں
کہ مکہ اور بیت المقدس کو
ان سے ملا تھا شرف زائد
یہی وہ پاک قدم ہیں جنھوں نے
اسریٰ کی شب
عرش سے آگے منزل کی تھی۔
تھے سرکار میانہ قد مائل بہ درازی
لاکھوں کے مجمع میں سب سے بلند نظر آیا کرتے تھے
سایہ نہ تھا جسم انور کا
آپ نے اپنے رب سے ایک دعا یہ مانگی:
"اے اللہ تمام اعضا اور جہات میں

نور عطا کر مجھ کو۔''

ختم دعا پر یہ فرمایا:

وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا اور مجھ کو نور بنا دے۔

آپ کا سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت تھی

کہ آپ کے سائے کو کوئی کافر

کر نہ سکے پامال کبھی بھی

رنگ مبارک گورا تھا اور روشن و تاباں

سرخی مائل

بعض جگہ سرکار کو گندم گوں لکھا ہے

جلد مبارک نرم اور خوشبودار تھی اتنی

مشک بھی ہیچ تھی جس کے آگے

والدہ سرکار نے دی ہے اس کی شہادت

مشک و عبیر سے خوش تر تھی سرکار کی خوشبو

خوشبودار پسینہ تھا سرکار کا ایسا

ایک صحابی گھر کو لے گئے بوتل بھر کے

ان کی بیٹی اسے لگاتی

خوشبو سارے اہل مدینہ کو مل جاتی

یہ گھر ''خوشبو والوں کا گھر'' دور دور مشہور ہو گیا۔

ام سلیم پسینہ اطہر کو بوتل میں بھر لیتی تھیں

تا کہ ان کے بچے پائیں اس سے برکت

جس کوچے سے آپ گزرتے

وہ تا دیر معطر رہتا

لوگ سمجھ لیتے کہ یہاں سے منبع نور ونکہت گزرا
مکھی آپ کے اعضا اور کپڑوں پہ نہ بیٹھی
اور نہ کبھی جوں نے ایذا دی
جن چوپایوں پر سرکار سواری کرتے
پاس ادب سے وہ چوپائے
بول و براز سے پاک ہی رہتے۔
بال نہ تو گھنگرو والے تھے
اور نہ بالکل سیدھے سادے
بیچ میں ناف اور گردن کے بالوں کا ایک باریک سا خط تھا
دونوں بازو، شانوں اور سینے کے بالائی حصے میں
بال تھے زیادہ۔
آنحضرت کو تہہ بند چادر اور قمیص بے حد پسند تھی
یمن کی دھاری دار چادروں سے رغبت تھی
آپ نے ساری عمر اقدس
کبھی نہیں پہنا پاجامہ
اونی جبہ شامیہ اکثر پہنا کرتے
بعض اوقات عمامہ میں تحنیک بھی کرتے
یعنی ایک پیچ بائیں جانب سے
تھوڑی کے نیچے سے لا کر سر مبارک پر لپیٹتے
عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا
جس کا شملہ
کبھی تو ہوتا کبھی نہ ہوتا

نعلین اقدس چپل کی صورت تھیں
ہر اک کے دو دو تسمے دوہری تہہ والے۔
آنحضرت کی ذات اقدس
خلق عظیم کی ساری انواع واقسام کی جامع تھی
ابراہیمی حلم وسخاوت
اسماعیلی صدق وعدہ
شکر داؤد، عزم سلیماں
صبر ایوب، شان کلیمی
اور دم عیسیٰ
یہ اوصاف ومحاسن رب نے
نبیوں کے سردار کو بخشے
حضرت سعد نے آنحضرت کے خلق کی بابت پوچھا
تو بی بی صدیقہ نے فرمایا:
"پیارے نبی کا خلق تھا قرآں۔"
ارشاد صدیقہ کا مفہوم یہ ہے
کہ مصحف پاک میں جتنے بھی اخلاق حمیدہ ذکر ہوئے ہیں
وہ سب کے سب آنحضرت کی ذات اقدس میں شامل تھے
خلق اور خلق میں وہ سب نبیوں سے افضل تھے
کس میں تھا علم ان کے جیسا
اور کس میں ان کا سا کرم تھا
سرور عالم صبر و حلم و عفو کا منبع
رحمت اور شفقت کا دریا

حسن سلوک کے سچے مبلغ
سب سے بڑھ کر متواضع تھے
جود و سخا ایثار میں یکتا
قوت عزم و استقلال و شجاعت میں بھی
سب سے برتر سب سے اعلیٰ
زہد و ریاضت خوف و عبادت
صدق و عدالت، عہد و فا میں سب سے افضل
عفت و عصمت شرم و حیا میں سب سے اچھے
معجزات دیگر نبیوں کو
الگ الگ تھے رب نے بخشے
وہ سب کے سب جمع ہوئے ذات احمد میں
سب سے بڑا اعجاز نبی کا قرآں ہی ہے۔
ان کے رب نے انھیں بلایا
اسریٰ کی شب عرش سے آگے
انگلی کے بس ایک اشارے سے
دو ٹکڑے چاند ہو گیا
مولیٰ علی کی عصر کی خاطر
ڈوبا ہوا سورج پلٹایا
حضرت جابر کی دعوت میں
مردہ بکری اور جابر کے مردہ بچوں کو
پھر سے زندہ فرمایا
سرکش اونٹ نے آپ کے آگے

پیشانی سجدے میں رکھی
شیر بھیڑیا بکری پتھر اور درخت
سارے کے سارے فرماں بردار اور مطیع تھے پیارے نبی کے۔
غیب کا علم دیا تھا رب نے
ابن عمر سے یہ مروی ہے
سرور عالم نے فرمایا:
"رب نے ساری دنیا میرے سامنے رکھ دی
میں دنیا کو اور قیامت تک اس میں
پیش آنے والے سارے حوادث کو
اس طرح دیکھ رہا ہوں
جیسے میرے سامنے ہے میری یہ ہتھیلی۔"
سید عالم نے فرمایا:
"میری امت اول سے آخر تک
مجھ پر پیش کی گئی
میرے لیے بنوائی گئیں مٹی اور پانی سے سب شکلیں
اور مجھ کو دکھلائی گئیں
جتنا تم پہچانتے ہو اپنے ساتھی کو
اس سے کہیں بہتر میں ہر فرد امت سے واقف ہوں۔"
لوح و قلم کا علم آپ کے علم میں شامل
ذات و صفات باری تعالیٰ کے
اسرار و معارف کا وہ گنجینہ ہیں
یوم الست میں سب سے پہلے آقا ہی نے بلیٰ کہا تھا

عرش کے پایوں پر حوروں کے سینوں پر
جنت کے محلوں، اشجار فردوس کے پتّوں
اور فرشتوں کے چشم و ابرو پر ان کا نام لکھا ہے۔
جس نے حضور کو خواب میں دیکھا
اس نے بے شک آپ کو دیکھا
کیونکہ شیطاں آپ کی صورت بن نہیں سکتا
حضور کی قبر شریف ہے افضل
کعبہ سے اور عرش علا سے
قبر شریف پہ ایک فرشتہ
رب کی طرف سے متعیّن ہے
جو امت کے درود آپ تک پہنچاتا ہے
صلے اللہ علیہ وسلم
نظمی پڑھتے رہیے ہر دم
یہی رضائے رب کی ضمانت
یہی شفاعت کا پروانہ
یہی ہے قبر کی سختی سے بچنے کا طریقہ
صلے اللہ علیہ وسلم
یہی تو جنت کی کنجی ہے۔

OOOO

خدا کا بندہ ہمارا آقا

حرا میں کس کو ضیا ملی تھی
یہ کون فاران پر چڑھا تھا
امین و صادق خطاب والا
خدا کی روشن کتاب والا
کہ جس کی صورت
خدائے واحد نے اپنے بندوں کو
نعمت لازوال بخشی
سلامتی امن و آشتی کے اصول دے کر
کسے خدا نے عرب میں بھیجا
عرب،
جہاں تھے زبان والے
زبان دانی پہ جن کو اپنی بڑا تھا غرّہ
زمانے بھر کی برائیوں کو
جو نیکیوں میں شمار کرتے
شراب پیتے
قمار بازی پہ ناز کرتے
عرب کی شمشیر بات بے بات
اس پہ گرتی اسے گراتی
عرب!

جو بیٹی کو پیدا ہوتے ہی
زندہ در گور کر رہے تھے
عرب!
جو کعبے میں بت سجا کر
مطاف میں ڈھول اور تاشوں کی گت پہ
اپنی جہالتوں کو، روایتوں کو، ضلالتوں کو
نہ جانے کب سے نچا رہے تھے
تجارت ان کی عروج پر تھی
مگر وہ خود
گم رہی کے سکوں کی کھن کھنا کھن پہ
مست و مدہوش
بت پرستی کی منڈیوں میں
ضمیر اور ایمان اور عقیدے کو
مفت نیلام کر رہے تھے۔
یہ وقت وہ تھا کہ ساری دنیا میں
رب واحد کے ماننے والے
چند افراد رہ گئے تھے
شریعتیں گم رہی میں گم تھیں
طریقتیں کج روی میں ضم تھیں
حقیقتیں بد عقیدگی کے الاؤ پر
چرمرا رہی تھیں
نصیحتوں کے گلے میں
طوق ملامت و لعن

جانے کب سے پڑا ہوا تھا۔

- - - - - - - - - -

قریش کے خاندان عالی سے
آمنہ کا وہ لعل اٹھا
عرب کی ظلمات میں
وہ وحدت کی
نوری شمعیں جلاتا آیا
حرا سے اس کو ضیا ملی تھی
عرب کو وحدت کا درس دینے
شرافتوں کا سبق سکھانے
ضلالتوں کا اثر مٹانے
وہی تو فاران پر چڑھا تھا
وہ انبیا ورسل کا ملجا
خدا کا پیارا ہمارا آقا
وہ نیکیوں کا پیام لایا
وہ امن لایا، سلام لایا
خدا کا سچا کلام لایا
وہ رحمتیں سب کے نام لایا
شریعتوں کو دوام بخشا
طریقتوں کو نظام بخشا
ہمیں مسلمان نام بخشا
زباں سے اس کی جو لفظ نکلا
حدیث و قرآن بن کے چمکا

وہ منبع رحمت و کرم تھا

صداقتوں کا، عدالتوں کا

سخاوتوں کا، شجاعتوں کا

سیادتوں کا، شہادتوں کا

ولایتوں کا، اماموں کا

فضیلتوں کا، کرامتوں کا

وہ نوری پیکر

کہ جس نے قول و عمل کے ذریعہ

جہاں کو سچائیاں سکھائیں

ملل کو اچھائیاں دکھائیں

وہی تو تھا وہ نبی کہ جس کی بشارتوں کو

خلیل و موسیٰ ذبیح و عیسیٰ نے

اپنے خطبوں کا جزو بنا کر

رضائے رب کی نوید پائی۔

وہ انبیاو رسل کا ملجا

خدا کا بندہ ہمارا آقا

ہماری خاطر

بڑی بڑی مشکلوں سے گزرا

قناعتوں کا، عنایتوں کا

شفاعتوں کا، ہدایتوں کا،

شرافتوں کا، نجابتوں کا

بلاغتوں کا، فصاحتوں کا

ملاحتوں کا وہ نوری پیکر

کہ جس نے امت کے سکھ کی خاطر
وطن کو چھوڑا، مدینہ آیا
اجاڑ بستی کو لہلہاتا چمن بنایا
محبت و امن و آشتی کا
خلوص و ایثار پیشگی کا
برابری اور دوستی کا
اہنسا اور شانتی کا
نیا نرالا نظام لایا
وہ نیکیوں کا پیام لایا
وہ رحمتیں سب کے نام لایا۔
پھر ایک ایسا بھی وقت آیا
وہ نوری پیکر
جو ایک مہاجر کے روپ میں
اپنے گھر سے نکلا
اسی نے فاتح کا تاج پہنا
ہزاروں قدوسیوں کا لشکر لیے
وہ اپنے وطن کو لوٹا
کمان والا، امان والا
بہت ہی اونچے نشان والا
وہ انبیاء و رسل کا ملجا
خدا کا بندہ ہمارا آقا
کہ جس کے صدقے
خدا نے تکمیل دیں کا مژدہ ہمیں سنایا

یہی وہ دینِ محمدی تھا
کہ جس کا کلمہ
ابو البشر نے بھی
جنت عدن میں پڑھا تھا
یہی تھے وہ مصطفٰی کہ جن کو
تمام نبیوں نے اور رسولوں نے
اپنا مولٰی امام مانا
پڑھیں نہ کیوں ہم درود ان پر
درود ان پر، سلام ان پر
کہ جن کے ہونے سے ہم ہوئے ہیں
جو وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا
ہے ان کے ہونے سے سب کا ہونا
کرم ہے رب عظیم کا یہ
ہے اس کا احساں ہمارے اوپر
کہ ہم سیہ کار، کور بختوں کو
اپنے پیارے حبیب کا امتی بنایا
وہ انبیاء و رسل کے ملجا
وہ اغنیاء اصفیاء کے مولٰی
خدا کے بندے ہمارے آقا
ہم ان کی نورانی بارگہ میں
ہزار سجدے کریں تو کم ہے
مگر شریعت!!!!

برکتِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دین کا مجرم تھا وہ

ہاں عقیدے اور مذہب سے اسے انکار تھا

ہر برائی اس کی عادت بن گئی تھی

دوسروں پر ظلم کرنا

اپنوں غیروں کو ستانا

جبر و استبداد کی قربان گہ پر

بے گناہ معصوم لوگوں کو چڑھانا

قتل کرنا لوٹنا

ہر طرح کی جعل سازی

اس کی رگ رگ میں سمائی

دین کا مجرم تھا وہ

ہر صداقت اور دیانت سے اسے انکار تھا

حشر میں میزان پر اعمال جب تلنے لگے

اگلی پچھلی امتوں کے نامہ اعمال جب کھلنے لگے

وہ بھی آیا

اپنے بائیں ہات میں

اپنی بداعمالیوں کا ایک سیہ دفتر لیے

جب ترازو پر چڑھا

پلّہ گناہوں کا جھکا

سب یہی سمجھے کہ رب کا حکم ہو گا
اے فرشتو، یہ ہے نافرمان بندہ
ڈال دو اسکو جہنم میں ہمیشہ کے لیے۔

سب کو حیرت تب ہوئی
جب حکم ربی یہ ہوا
اے فرشتو، میرے اس محبوب بندے کو
ادب سے لے چلو
جنت الفردوس میں داخل کرو۔
اس کو یہ اعزاز کیوں حاصل ہوا؟

ایک دن یہ جا رہا تھا
قتل وخوں کے اپنے معمولات پر
اس نے دیکھا
پارچہ تورات کا
اصل نسخہ سے الگ ہو کر زمیں پر تھا پڑا
اس نے کی عزت کلام اللہ کی
اور پرزہ وہ کتاب اللہ کا
جھک کر اٹھایا اپنے ہاتوں سے اسے
دھول سے ستھرا کیا
اس نے دیکھا
آیتیں تورات کی ہیں

اور ان میں تذکرہ ہے اس نبی کا
جو ہے فخر انبیا
اور حبیب کبریا
جس کا اسم پاک احمد ہے لکھا تورات میں
دیکھ کر اسم مقدس اس رسول پاک کا
سر جھکایا اور بوسہ لے لیا
اس پرزہ تورات کا۔

دین کا مجرم تھا وہ
ہر عقیدے اور مذہب سے اسے انکار تھا
ہر صداقت اور دیانت سے تھی اس کی دشمنی
لیکن اس نے کی جو تعظیم رسول ہاشمی
وہ ادا اس کی خدائے پاک کو بھی بھا گئی
حکم تھا دوزخ کا اس کے واسطے
پر اسے جنت میں داخل کر دیا۔

نام احمد کی یہی تاثیر ہے
اس کی برکت سے بدل جاتا ہے قسمت کا لکھا
جب یہودی کے لیے
اسم محمد کی یہ برکت ہے
تو پھر ہم تو ہیں ان کے امتی
ان کے غلام۔

اے خدا اسم محمد کی ہمیں برکت عطا کر
اپنے اس پیارے نبی کے عشق کی دولت عطا کر
لمحہ لمحہ ان کی یادوں کی ہمیں نعمت عطا کر
ان کے اہل بیت اور اصحاب کی چاہت عطا کر
تجھ سے ہم اتنی سی منت مانتے ہیں
ہم کو پیارے مصطفیٰ کی دید کی لذت عطا کر۔

چند قطعات و رباعیات

مارہرہ برکت نگری ہے قدم قدم پر برکت ہے
اس برکت میں پھوٹ جو ڈالے اس پر رب کی لعنت ہے
مارہرہ کے سید کے ہاتوں جو سودا بکتا ہے
اس سودے کو طیبہ کے بازار سے سچی نسبت ہے

وہ اونچا گنبد جس کو برکاتی گنبد کہتے ہیں
جس کے سائے میں ہم سب کے دادا مرشد رہتے ہیں
اس گنبد کا ہر کنگورہ جگ کے دل کی دھڑکن ہے
گنبد کے ہر کنگورے سے نور کے دریا بہتے ہیں

ہم مرید سید العلما کے ہمری کا بوجھو ہو ریت
پیم نگر کے ہم ہیں باسی پیہی جی کے ہم ہیں میت
اچھے ستھرے نوری مرشد کا سایہ ہمرے سر پر
طیبہ سے ناتا جوڑے ہیں سیدھی سچی ہمری پریت

کنز ایماں ترجمہ جو ہر جگہ مشہور ہے
ہر ورق میں جس کے نعت مصطفیٰ مسطور ہے
ہر سطر میں جس کی عشق مصطفیٰ جلوہ فگن
ہاں وہ ہر سنی کے دل کا اور نظر کا نور ہے

ترجمہ ہے کنز ایماں کا جو انگلش میں ہوا
نجدیوں پہ سنیوں کا اور ایک نیزہ چلا
کھلبلی سی مچ گئی ہے نجد سے دیو بند تک
زندہ باد احمد رضا پائندہ باد احمد رضا

اعلیٰ حضرت کے قلم کا زور کیونکر ہو رقم
اعلیٰ حضرت کا قلم ہے اعلیٰ حضرت کا قلم
اس کی ہر جنبش میں عشق مصطفیٰ جلوہ نما
یہ قلم ہے سنیوں پر رب تعالیٰ کا کرم

اعلیٰ حضرت نے جو خدمت کی قرآن پاک کی
ان پہ تھی رحمت سراسر صاحب لو لاک کی

نجدیوں سے کیا گھٹے گا رتبہ احمد رضا
حیثیت طوفاں کے آگے کیا خس و خاشاک کی

ارضِ مارہرہ سے برکت اعلیٰ حضرت کو ملی
ان کے نورانی قلم کی آج یہ شہرت ہوئی

نعت کا میدان ہو یا ترجمہ قرآن کا
کوئی لائے تو مثال اعلیٰ حضرت دوسری

مشعل نوری لیے جب چل پڑے احمد رضا
نور احمد ان کے ہر ہر حال میں شامل رہا

علم ظاہر علم باطن کی امامت مل گئی
فضل حق سے مل گیا وصف فنا فی المصطفیٰ

آلِ مصطفیٰ کا در جس کو مل گیا واللہ
گویا اس کی قسمت میں ہے در رسول اللہ

طیبہ اور مارہرہ ایک جان و دو قالب
دوہری دوہری نسبت پر سب کہو سبحان اللہ

خواجہ پیا کا جب سے تھاما ہے ہم نے دامن
غوث و علی سے سیدھا جڑ سا گیا کنکشن

مارہرہ والے سید ہم کو بتا گئے ہیں
اجمیر میں بنا ہے حسنی حسینی جنکشن

نظمی بھاگیہ بڑا ہے تیرا سید جیسے پیر ملے
غوث اعظم تک پہنچایا کیا ہی اچھے پیر ملے

باپ تو تھے ہی پیر بنے اب دوہرا دوہرا رشتہ ہے
دین اور دنیا دونوں سنورے ایسے ستھرے پیر ملے

رضا کے نام پر سارا زمانہ ناز کرتا ہے
یہ وہ منصب ہے جو کہ ایک خوش قسمت کو ملتا ہے

رضا کے نام پر مرتے ہیں لاکھوں لوگ دنیا میں
کوئی خوش ہو کے مرتا ہے کوئی جل بھن کے مرتا ہے

بے بریلی سے لو اور میم لو مارہرہ سے
دیو بندی جو کبھی سامنے ہو کر گزرے
قلعہ نجد پہ اے سنیو بم برساؤ
کہہ کے یا غوث اسے اور بھی تم گرماؤ

خدا کے راستے میں ہم سے جو بھی بن سکے دیں گے
وہابی دیو بندی جب ہمارے سامنے آئیں
رسول اللہ کی الفت میں اپنی جان دے دیں گے
تو ہم بے ساختہ احمد رضا کا نام لے دیں گے

میں بوڑھا ہو گیا ہوں پھر بھی شعروں میں جواں ہوں
مجھے کلک رضا سے فیض ملتا ہے مسلسل
ہے نظمی نام میرا، نعت میں رطب اللساں ہوں
انھی شعروں کی شیرینی سے میں شیریں بیاں ہوں

گھنٹیاں بج گئی ہیں چلنے کی
اٹھیے تاکہ جگہ یہ خالی ہو
نظمی جی اب سمیٹیے بستر
اور کوئی آئے آپ سے بہتر

سنیوں کی صفوں میں خوشی چھا گئی
دیوبندی کو جیسے کہ موت آ گئی
آنکھوں میں نور دل میں سرور آ گیا
میں نے جب نام احمد رضا لے دیا

طیبہ کی زمیں پر میں چلوں سر کے بل
تعظیم نبی کو جو وہابی روکے
اس خاک مقدس سے لوں آنکھیں مل مل
کہہ دوں کہ ارے دوزخی چل چل، چل چل

دل یہ کہتا ہے کہ سرکار کی نعتیں لکھوں
اس طرح سے گزرے مرا اک اک لمحہ
اللہ کے محبوب کی باتیں لکھوں
ہاتوں میں قلم ہو مناجاتیں لکھوں

آقا رخ انور جو مجھے دکھلائیں
نعلین مقدس سے لپٹ جاؤں گا
جلووں سے مشرف جو مجھے فرمائیں
سرکار مری قبر میں آ بھر جائیں

اے رب رخ احمد کا نظارہ دے دے　　صدیق کے اس عشق سے حصہ دے دے
معطی ہے تُو، قاسم کی نظر مانگتا ہوں　　جنت نہیں درکار، مدینہ دے دے

جس کو ہو قلب کی تسکیں مطلوب　　سایہ گنبد خضریٰ میں رہے
نور افشاں ہے جہاں ہر چپہ　　رب دے توفیق تو طیبہ میں رہے

طور پر کون یہ ارنی کی صدا دیتا ہے　　لن ترانی کسے اللہ سنا دیتا ہے
کرم خاص جو ہوتا ہے تو معراج کی شب　　خود بلاتا ہے خدا، خود کو دکھا دیتا ہے

گیسو کھلے رسول کے ساری فضا مہک اٹھی　　اور مسکرا دیئے نبی دنیائے دل لہک اٹھی
ان کے پسینے سے ملیں مشک ختن کو نکہتیں　　جس راہ آپ چل دیے اک اک کلی چٹک اٹھی

سونے چاندی کو جانچنے کے لیے　　سنگ پارس سے کام لے لیجے
اور سنی کو جاننے کے لیے　　اعلیٰ حضرت کا نام لے دیکھے

اعلیٰ حضرت کے قلم کی نوک کتنی تیز ہے　　ذوالفقار حیدری کی جانشینی اس میں ہے
کاٹ کرتی ہے رسول اللہ کے دشمن کی یہ　　بہر عشاق محمد دل نشینی اس میں ہے

اصل ایماں عشق محبوب خدا ہے دوستو　　ہیں ثبوت اس کا سراسر حضرت احمد رضا
عشق سرکار دوعالم کا یہی اعجاز ہے　　خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا

دشمنانِ مصطفیٰ سے برسرِ پیکار تھے
قہرِ فاروقی تھے وہ بد دین اعدا کے لیے

اعلیٰ حضرت ذوالفقارِ حیدری کی دھار تھے
اور عشقِ احمدی میں ثانیِ کرار تھے

حبشی ہوں نہ رومی ہوں نہ قرنی ہوں میں
کچھ اور سلیقہ نہیں مجھ کو واللہ

صدقہ ہے انھی سب کا کہ ہندی ہوں میں
ہاں نعتیں کہے جاتا ہوں، نظمی ہوں میں

ہم تو اعلیٰ حضرت کے گن ہمیشہ گائیں گے
سب وہابی اور نجدی خاک ڈالیں گے سر میں

اور بریلی کا سرمہ آنکھ میں لگائیں گے
ہم حدائق بخشش پڑھ کے جب سنائیں گے

ذکر اعلیٰ حضرت کا ہم نے جب کیا ہوگا
کہہ کے یا رسول اللہ مانگ لے دعا نجدی

ویسے ہی وہابی کا باپ مر گیا ہوگا
ہے یقیں درِ توبہ تجھ پہ کھل گیا ہوگا

نام اعلیٰ حضرت پہ جاں نثار کرتے ہیں
سنیوں نے سیکھا ہے اپنے باپ دادا سے

ان کی نعتیں پڑھ پڑھ کے جیتے اور مرتے ہیں
اٹھتے بیٹھتے ہر دم، دم رضا کا بھرتے ہیں

نام مصطفیٰ لیجے دل سے اور عقیدت سے
دل کا سودا کیسے ہو تربیت لو حساں سے

یاد اپنے آقا کو کیجیے محبت سے
عشق مصطفیٰ کیا ہے سیکھو اعلیٰ حضرت سے

سلام

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوٰۃ اللہ علیک

السلام اے جانِ رحمت ۔۔۔ السلام اے کانِ راحت
السلام اے رمزِ خلقت ۔۔۔ السلام اے کنزِ برکت

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوٰۃ اللہ علیک

سرور و شاہِ اُمم ہو ۔۔۔ ذی وقار و محتشم ہو
نام لیوا ہیں تمھارے ۔۔۔ ہم غریبوں پر کرم ہو

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوٰۃ اللہ علیک

ہم کو بھی طیبہ بلاؤ ۔۔۔ گنبد خضریٰ دکھاؤ
ہو تمھاری یاد دل میں ۔۔۔ ایسا مستانہ بناؤ

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوٰۃ اللہ علیک

ہے یہ شانِ مصطفائی ۔۔۔ کرتے ہیں مشکل کشائی
رب نے بخشے ہیں خزانے ۔۔۔ ہم فقیروں کی بن آئی

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوٰۃ اللہ علیک

حشر میں چرچا تمھارا ۔۔۔ اونچا ہے جھنڈا تمھارا

سب نبی تم کو ہی دیکھیں　　ایسا ہے رتبہ تمھارا
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک

جب نہ ہو کوئی ہمارا　　اک تمھارا ہو سہارا
لَو لگائی ہے تمھی سے　　تھام لو اب تو خدارا
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک

ہم مدینے کو جو جائیں　　لوٹ کر پھر گھر نہ آئیں
دفن ہوں طیبہ نگر میں　　یوں وفاداری نبھائیں
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک

صدق و عدل ہم کو عطا ہو　　اور عثماں کی سخا ہو
ہمت شیر خدا ہو　　برکت آلِ عبا ہو
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک

یا نبی ہم پر کرم ہو　　دور سب رنج و الم ہو
تھاما ہے دامن تمھارا　　رحم یا شاہِ اُمم ہو
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلواۃ اللہ علیک

حصۂ منقبت

وزیر شاہِ رسالت رضی اللہ عنہ

وزیر شاہِ رسالت ہیں حضرت صدیق　　اسیر زلف نبوت ہیں حضرت صدیق

مکین قصر صداقت ہیں حضرت صدیق　　امین امن و امانت ہیں حضرت صدیق

وہ جن کو بعد نبی **افضل البشر** کہیے　　سراپا اہل فضیلت ہیں حضرت صدیق

کلام پاک کہے جن کو **ثانی اثنین**　　رفیق صاحب ہجرت ہیں حضرت صدیق

انھوں نے دین پہ سب کچھ لٹا دیا اپنا　　حقیقی صاحب ثروت ہیں حضرت صدیق

ملا ہے مومن اول کا افتخار انھیں　　نثار ماہ نبوت ہیں حضرت صدیق

ملی ہے بعد نبی جن کو مسند ارشاد　　وہ تاجدار خلافت ہیں حضرت صدیق

جنھیں نبی نے مصلّٰی عطا کیا اپنا　　وہ ناز و شان امامت ہیں حضرت صدیق

نہ کیوں ہو ناز ہمیں ان کے نام پر **نظمی**
ہمارے جد کی کرامت ہیں حضرت صدیق

نعرۂ حیدری

جس کے ہاتوں میں ہے ذوالفقار نبی
دختر مصطفیٰ جس کی دولہن بنی
ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی
جس کے پہلو میں ہے راہوار نبی
جس کے بیٹوں سے نسل نبی ہے چلی
نعرہ حیدری یا علی یا علی

جس کے بارے میں فرمائیں پیارے نبی
جس کی تلوار کی جگ میں شہرت ہوئی
ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی
جس کا مولیٰ ہوں میں اس کا مولیٰ علی
جس کے کنبے میں رسم شجاعت چلی
نعرہ حیدری یا علی یا علی

جس کو شاہِ ولایت کا درجہ ملا
سید دو جہاں جس کو رتبہ ملا
ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی
جیتے جی جس کو جنت کا مژدہ ملا
سلسلے سارے جس پر ہوئے منتہی
نعرہ حیدری یا علی یا علی

جو علی کا ہوا وہ نبی کا ہوا
وہ ہیں خیبر شکن اور شیر خدا
ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی
یا علی کہہ دیا سارا غم ٹل گیا
نام سے ان کے ہر رنج و کلفت ٹلی
نعرہ حیدری یا علی یا علی

سیدوں کے وہی جدِّ اعلیٰ بھی ہیں
میرے آقا بھی ہیں میرے مولیٰ بھی ہیں
ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی
میرے نانا بھی ہیں میرے دادا بھی ہیں
نظمی وہ ہی صفی وہ نجی وہ رضی
نعرہ حیدری یا علی یا علی

یادِ شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ

حسین کے نام پاک پر آج نوری میلہ جو سج گیا ہے
یہ نور احمد کا ہے تصدق ہر ایک نوری بنا ہوا ہے

ہے نور ہی نور خاندانِ رسولِ اعظم کا بچّہ بچّہ
طہارت اہلِ بیت کی تو قرآن تصدیق کر رہا ہے

تحفظ دیں کا پاس ان کو شہید ہونے کی آس ان کو
حسین والے یہ جانتے ہیں خدا کا وعدہ بہت بڑا ہے

نبی کا یہ لاڈلا نواسا کھڑا ہے میداں میں بھوکھا پیاسا
وہ جس کا کوثر پہ ہے اجارہ اسی کا سوکھا ہوا گلا ہے

بھتیجے بیٹے ہیں گرتے جاتے جگر کے ٹکڑے ہیں کٹتے جاتے
حسین آگے ہیں بڑھتے جاتے رواں جناں کو یہ قافلہ ہے

یزیدیوں کے پرے ہٹائے فرات پر وہ امام آئے
مگر یہ پانی پئیں تو کیسے خیال زینب کا آ گیا ہے

ہماری ساری نمازیں قرباں اس ایک سجدے کی عظمتوں پر
وہ سجدہ جو فاطمہ کے بیٹے نے کربلا میں ادا کیا ہے

خدا کے رستے میں گھر لٹانا ہمیشہ حق کا ہی ساتھ دینا
یہ وہ سبق ہے حسین نے جو گلا کٹا کے ہمیں دیا ہے

حسین کا نام اور ماتم نہیں یہ اہل سنن کا شیوہ
شہید مرتے نہیں ہیں **نظمی** قرآن اعلان کر رہا ہے

نذرِ حسین رضی اللہ عنہ

افق شفق میں ہے ظاہر وہی لہو اب تک — مہک رہی ہے جہاں میں وہ مشک بو اب تک
حسین نے جو کیا تھا وہ آخری سجدہ — فضا میں گونج رہی ہے صدائے ھُو اب تک
جو خوں بہا تھا گلوئے امام سے اس دن — شفق کے روپ میں چمکے ہے وہ لہو اب تک
زمین مشہد اقدس ہنوز گریہ کناں — ہے ذرہ ذرہ میں خون نبی کی بو اب تک
وہ ہات جس کو یزیدی اسیر کر نہ سکے — وہ ہات سبط نبی کا ہے باوضو اب تک
وَلَاتَقُوْلُوا لِمَنْ يُقْتَلُ کی آیت سے — چلی حیات شہیداں کی گفتگو اب تک
گریباں چاک ہیں جن کے وہی تو قاتل ہیں — ہے کوفیوں کو حسینوں کی جستجو اب تک
حسینیو اٹھو کہہ دو ذرا زمانے سے — ہماری قوم میں باقی ہیں جنگجو اب تک
ہمیں نہ چھیڑو کہ ہم کربلا سے آتے ہیں — رگوں میں دوڑ رہا ہے وہی لہو اب تک

تمھیں ہے **نظمی** تعلق شہید اعظم سے
سنبھالے بیٹھے ہو دادا کی آبرو اب تک

مدحِ اہلِ بیت

کون لاسکتا ہے دنیا میں مثال اہل بیت	آیہ تطہیر ہے شان کمال اہل بیت

قطب وغوث وخواجہ واوتادو ابدال وولی	حامل نور نبی اصحاب و آلِ اہل بیت

سیدھا سچا راستہ کیا ہے ہمیں بتلا دیا	قول وفعل مصطفیٰ ہے قیل وقال اہل بیت

صدق و ایثار وسخا، ایمان و ایقان و وفا	مظہر شان نبی جودو نوال اہل بیت

حضرت صدیق و فاروق وغنی شیر خدا	چار یاری آئینے میں دیکھو حال اہل بیت

ایک جانب ہیں حسن اور دوسری جانب حسین	مظہر نور محمد ہے جمال اہل بیت

ذکر اہل بیت تو نظمی کے گھر کی چیز ہے
اس سے بہتر کون کہہ سکتا ہے حال اہل بیت

قادری ترانہ

غوث اعظم کی شوکت پہ لاکھوں سلام
شاہِ ملک کرامت پہ لاکھوں سلام

لَا تَخَفْ کی تسلی مریدوں کو دیں
ان کی شان شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس تکلم پہ حیراں زبان عرب
اس فصاحت بلاغت پہ لاکھوں سلام

قلب انساں کو ایماں کی بخشی ضیا
ان کے وعظ و نصیحت پہ لاکھوں سلام

سارے ولیوں کی گردن پہ جن کا قدم
اس مدار ولایت پہ لاکھوں سلام

لے کے جن کی اجازت مہینے چلیں
افتخار نظا مت پہ لاکھوں سلام

جس دہن کو لعاب نبی مل گیا
اس کی شیریں خطابت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کے قدم پر ہے جن کا قدم
ایسی شان نیابت پہ لاکھوں سلام

ان کا تقویٰ زمانے میں مشہور ہے
پاسدار شریعت پہ لاکھوں سلام

جو حسینی بھی ہیں اور حسنی بھی ہیں
ان کی دوہری سیادت پہ لاکھوں سلام

حکم سے ان کے کشتی کو ساحل ملے
عبد قادر کی قدرت پہ لاکھوں سلام

مردے زندہ کیے کھیل ہی کھیل میں
کم سنی کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اولیا ان کے تلووں سے آنکھیں ملیں
اس خدا داد عظمت پہ لاکھوں سلام

صدقہ غوث میں **نظمی** پڑھتا ہے یہ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

یاغوث اعظم المدد

جس نور سے روشن ہوئے یہ سب زمین وآسماں　　طیبہ سے تا بغداد ہے وہ نور نسبت ضوفشاں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
تو محی دیں تو قطب دیں　تو حامی دین متیں　　ہر دل عقیدت سے بھرا تیری طرف سجدہ کناں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
تو راز دار انبیا، تو　تاجدار اولیا　　تو ہی وقار اتقیا، تو پاس دار مرسلاں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
تیرا قدم ولیوں کے سر، تیری ولایت سر بسر　　روحانیت میں ہر طرف تیرا ہی سکہ ہے رواں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
سایہ پڑے تیرا اگر، کافور ہوں آسیب و جن　　برکت سے تیرے نام کی مٹ جائیں سب گمراہیاں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
ہے تجھ کو رب کی یہ عطا، ناقص کو تو کامل کرے　　تیری غلامی جو کرے بن جائے وہ خود حکم راں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
تیرا مرید باصفا رنج و الم سے دور ہو　　سر پر غلاموں کے رہے پرچم ترا سایہ کناں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
تو نے **مریدی لا تخف** کہہ کر تسلی ہم کو دی　　تیرا سہارا ہے بڑا اے حامی تر دامناں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد
ہے سلسلہ تیرا قوی نسبت تری عالی رہی　　خطبے ترے مشہور ہیں تیری کرامت ہے عیاں
یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد

دے دے مرے داتا مجھے صدقہ حسین پاک کا   وسعت دے میرے علم کو مانند انجم کہکشاں

یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد

آیا ترے دربار میں **نظمی** جو بیٹا ہے ترا   اس پر کرم ہو اے شہا قطب مدار انس و جاں

یاغوث اعظم المدد یا شاہِ جیلاں المدد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو: دنیا کی رغبت سے نکال کر زہد کی ترغیب دیتا ہو، ریا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور سے چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے، کاہلی اور سستی سے بچا کر پند و نصیحت کرنے کی ترغیب دے، اور جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔

(غنیۃ الطالبین)

مدینہ کی انگوٹھی

مدینہ کی انگوٹھی ہے نگینہ غوث اعظم کا
جہاں میں بٹتا ہے ہر سو خزینہ غوث اعظم کا

مریدی لاتخف کی دی تسلی ہم غلاموں کو
ڈوبو سکتا نہیں طوفاں سفینہ غوث اعظم کا

وسیلہ قرب رب کا ہیں محمد مصطفیٰ بے شک
محمد تک پہنچنے کا ہے زینہ غوث اعظم کا

نہ جانے کس بنا پر مشک و عنبر فخر کرتے ہیں
ذرا سنگھواؤ ان سب کو پسینہ غوث اعظم کا

ہر ایک سنی کے گھر میں گیارھویں کا جشن ہوتا ہے
وہابی سوز ہے پیارا مہینہ غوث اعظم کا

قدم میرا سبھی ولیوں کی گردن پر، یہ فرمایا
قدم یہ ہے تو کیسا ہوگا سینہ غوث اعظم کا

محیالدین وہ اور یہ معین الدین اجمیری
مرا خواجہ ولایت کا دفینہ غوث اعظم کا

ہماری زندگی بھی خدمت مخلوق میں گزرے
الٰہی کر عطا ہم کو قرینہ غوث اعظم کا

سر محشر پکارا جائے گا یوں نام **نظمی** کا
یہ نظمی کون ہے، ہاں ہاں وہی نہ غوث اعظم کا

تذکرۂ غوثیہ

غوث اعظم کی جس پرنظر پڑگئی چورکل تک جو تھا وہ ولی ہو گیا
شاہِ جیلاں کے در کا کرم دیکھیے جو نکما تھا شیر جری ہو گیا
شاہِ بغداد نے جب یہ فرمادیا سارے ولیوں کی گردن پہ میرا قدم
اولیا نے کیا سر تسلیم خم، ہر طرف شہرہ بندگی ہو گیا
سایہ مصطفیٰ شاہِ غوث الوریٰ، لاکھوں مردہ دلوں کو عطا کی جلا
عبد قادر کی قدرت کا اعجاز ہے جو بھی ان کا ہوا جنتی ہو گیا
محی دیں کو ولایت کی سیڑھی ملی، بحر عرفان حق ذات والا بنی
ان کی تقلید رحمت کی ضامن رہی، اندھا شیشہ بھی تابندگی ہو گیا
غوث اعظم امام التقی والنقی، جلوہ شان قدرت کا وہ آئینہ
جس پہ بھی عکس اس آئینہ کا پڑا، روشنی روشنی ہو گیا
سالہا سال کی ڈوبی بارات کو ایک لمحے میں ساحل عطا کردیا
کشتی نوح ترائی تھی نانا نے کل، ناخدا آج سبط نبی ہو گیا
گلشن فاطمہ کے وہ شاداب گل، وہ مسیحا نفس شاہِ عالی نسب
کھیل ہی کھیل میں مردے زندہ کیے قُم باذنی جو حکم قوی ہو گیا
قادریت پہ **نظمی** تجھے ناز ہے تیری برکاتیت کا یہ انداز ہے
نعت اور منقبت کا یہ اعجاز ہے تو سراسر قلم کا دھنی ہو گیا

منقبت در شانِ خواجہ

خواجہ جی دل میں مرے کیا گل کھلایا آپ نے
ظلمتوں میں نور کا دیپک جلایا آپ نے

سنّت غوث الوریٰ کو آپ نے زندہ رکھا
مکر شیطاں سے مریدوں کو بچایا آپ نے

رہ نمائی آپ کی ہے باعث رحمت ہمیں
راہ حق پر ہم غلاموں کو چلایا آپ نے

آپ نے بخشا تصوف کو کمال جاوداں
خانقاہوں کا چلن کس نے بڑھایا آپ نے

جب شہاب الدین غوری جنگ میں نالاں ہوئے
ان کے ہاتوں فتح کا پرچم تھمایا آپ نے

تاکہ یہ بن جائے ولیوں صوفیوں کی سرزمیں
اس لیے بھارت میں ہی ڈیرا لگایا آپ نے

جب مریدوں نے مصیبت میں پکارا آپ کو
ڈوبتی کشتی کو ساحل سے لگایا آپ نے

آزمائش کے لیے یکجا جو جادوگر ہوئے
کلمہ طیب کا تب جادو جگایا آپ نے

بت پرستی میں جو صدیوں سے رہے تھے مبتلا
ان کو اپنے خلق سے مسلم بنایا آپ نے

تھا جو اک اجڑا ہوا سا شہر ریگستان کا
اس کو اجمیر مقدس کہلوایا آپ نے

آپ کے آگے سبھی کے رنگ پھیکے پڑ گئے
ایسا چوکھا رنگ وحدت کا جمایا آپ نے

فیض خواجہ سے چلا ہے آج **نظمی** کا قلم
مجھ کو کچھ لکھنے کے بھی قابل بنایا آپ نے

اجمیر چلو اجمیر چلو

اجمیر چلو اجمیر چلو دربار لگا ہے خواجہ کا
رندو اپنے ساغر بھر لو میخانہ سجا ہے خواجہ کا

سلطان الہند کو حاصل ہے طیبہ سے ولایت کی ڈگری
بھارت میں چپہ چپہ پر کیا رنگ جما ہے خواجہ کا

کشمیر سے لے کر کیرل تک ہر سمت تھے ظلمت کے سائے
توحید کی لَے پر ہند میں تب نقارہ بجا ہے خواجہ کا

مذہب تو جدا ہے ہر ایک کا پر جذب عقیدت یکساں ہے
ہندو مسلم عیسائی سکھ ہر شخص گدا ہے خواجہ کا

توحید کی مے ہو بغدادی پینے کو جام ہے اجمیری
جی بھر کے پیو اے مستانو کیا دور چلا ہے خواجہ کا

کیوں شرمائیں کیوں گھبرائیں کیوں دل کو ہم ہلکان کریں
اے عاصیو دوڑو بخشش کو دروازہ کھلا ہے خواجہ کا

نظمی بھی غلام خواجہ ہے خواجہ کا ہی دم بھرتا ہے
پشتینی غلامی کا اس کو تمغہ یہ ملا ہے خواجہ کا

تاجدارِ ولایت خواجہ

خواجہ خواجگاں کی نظر ہو گئی میری قسمت تھی بگڑی ہوئی بن گئی
فیض اجمیر سے مجھ کو اتنا ملا چشتیت میرے دل کی کلی بن گئی

جب سے خواجہ کو اپنایا دل نے مرے میری روحانیت کو سکوں آ گیا
تن بدن میں نئی تازگی بھر گئی میری دنیا مجسم خوشی بن گئی

چھ رجب کو ملا ایسا عالی شرف نام خواجہ کی دھومیں مچیں ہر طرف
ہند کے شہر اجمیر کی ہر گلی گلشن خواجہ ہند الولی بن گئی

تاجدارِ ولایت ہیں خواجہ پیا سارے ولیوں کو ان کے ہی در سے ملا
بابِ جنت کو کچھ ایسی شہرت ملی وہ جگہ ہی نبی کی گلی بن گئی

وہ غریبوں فقیروں کے فریاد رس خواجہ خواجگاں دینِ حق کے معیں
ہند بھر میں انہی کا ہے سکہ رواں ان کی روحانیت عالمی بن گئی

نظمی تیرے قلم کو ہے فیض رضا شاہِ برکت کا تجھ پر کرم یہ ہوا
تیرے ہر شعر میں جذب عشق و وفا شاعری عاشقی عاشقی بن گئی

خواجہ دین وملت پہ لاکھوں سلام

افتخار ولایت پہ لاکھوں سلام تاجدار شریعت پہ لاکھوں سلام
سارے اجمیر کے پانی جن کے مطیع ان کے کوزے کی وسعت پہ لاکھوں سلام
اونٹ بیٹھے تھے راجا کے بیٹھے رہے اس فقیری حکومت پہ لاکھوں سلام
شانتی آشتی جس کا پیغام ہے خواجہ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
بج اُٹھی جوگی کے سر پہ تیری کھڑاؤں خواجہ، تیری کرامت پہ لاکھوں سلام
جس نے اسلام کو ایک نئی روح دی مظہر قادریت پہ لاکھوں سلام
دین حق کے معین خواجہ ہند الولی ان کی نورانی تربت پہ لاکھوں سلام
منسلک جن کے روضہ سے جنت ہوئی باب جنت کی شوکت پہ لاکھوں سلام
خواجہ کا سلسلہ قطب دیں نے دیا میر صغریٰ کی ثروت پہ لاکھوں سلام
چشتیت قادریت کا سنگم بنا مارہرہ تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

خواجہ کے فیض سے **نظمی** پڑھتا رہے
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

آبروئے نسل حیدر

زہد و تقویٰ کا تھا شہرہ جن کا ہندوستان میں
وہ تھے تلمیذ جناب خضر میر عبدالجلیل ☆

بلگرامی تھے مگر آباد مارہرہ کیا
اپنے اوصاف ولایت میں شہیر عبد الجلیل

فرد تسخیر خلائق، خوش خصال و خوش مآل
قول و فعل و حال میں روشن ضمیر عبد الجلیل

آبروئے نسل حیدر، صاحب جذب و صفا
فاتح اقلیم حکمت بے نظیر عبد الجلیل

نظمی تم بھی تو انھیں کے خانداں کے فرد ہو
جن کو کہتے ہیں سبھی پیروں کے پیر عبد الجلیل

☆ہمارے جد اعلیٰ تاجدار مارہرہ حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی۔

برکت کی برکات

شاہِ برکت کی برکات کیا پوچھیے جس کو جو بھی ملا ان کے گھر سے ملا
پرتو طیبہ مارہرہ جب بن گیا، نور کا فیض نوری کے در سے ملا

تاج دار مدینہ کا یہ کارواں آیا واسط سے جب ملک ہندوستاں
قطب کا کی تھے دلی میں جلوہ فگن خانداں خانداں یک دگر سے ملا

جان رحمت کے دربار سے مل گئی جن کی سبع سنابل کو مقبولیت
عبد واحد کو یہ مرتبہ یہ شرف جان رحمت کے فیض نظر سے ملا

وارث غوثیت شاہِ اچھے میاں علم اور زہد و تقویٰ کے عالی نشاں
عہدہ قطبیت پر وہ مامور تھے ان کو منصب یہ چشتی نگر سے ملا

گلشنِ فاطمہ کے وہ شاداب گل یعنی فخر زمن شاہ آلِ رسول
ان کی بیعت پہ ناز اں تھے احمد رضا کیسا رشتہ یہ خیرالبشر سے ملا

نوری ورثے کے حامل تھے نوری میاں عام تھیں جن کی سب پر ضیاباریاں
مفتی اعظم ہند سے پوچھیے جو ملا کیا اسی نوری در سے ملا

نوری گدی کے وارث تھے سید میاں عالم باعمل نازش سنیاں
ذکر و میلاد کا یہ مبارک چلن ان کی ہی کوششوں کے اثر سے ملا

خاندان نبی کے ہیں دو ہی سرے اک امام حسن اک امام حسین
چاہے قرآن ہو چاہے تلوار ہو ہمیں اسلام زہرا کے گھر سے ملا

مصطفیٰ کی نظر جس پہ پڑ جائے گی اس کا پلہ ترازو میں جھک جائے گا
خود ہی جنت کہے گی چلے آیئے یہ صلہ عشق خیر البشر سے ملا

جن کی گودی میں سر رکھ کے تم نے کبھی کلمہ توحید کا سب سے پہلے پڑھا
نعت کہنے کا نظمی سلیقہ تمھیں اپنی ماں کی دعا کے اثر سے ملا

نوری آستانہ

نوری آستانے میں ہر قدم پہ برکت ہے
ذرہ ذرہ طلعت ہے لمحہ لمحہ نکہت ہے

نوری آستانے پر نوری برکھا برست ہے
اس حسینی گلشن کا پھول پھول مہکت ہے

سرزمین مارہرہ تجھ پہ جان و دل صدقے
کیونکہ تجھ کو طیبہ سے خاندانی نسبت ہے

مرشدان مارہرہ فیض بخش عالم ہیں
سرزمین مارہرہ مرکز ولایت ہے

ہم ہیں اچھے ستھرے کے اور وہ ہمارے ہیں
کیا ہی خوش نصیبی ہے دوہری دوہری نسبت ہے

شاہ برکت اللہ جو کالپی سے لائے تھے
چوکھا رنگ ہے جس کا نام قادریت ہے

ہم کا پیم نگری ماں پیمی جی بسا لینا
تمھرے چرنوں ماں دم دیں ای ہمار حسرت ہے

ہمرے سونے نینوں ماں نور ڈال دیو سرکار
کب سے تمھرے درشن کو من ہمار ترپت ہے

نعت و منقبت کے ہیں راستے بڑے نازک
یاں بھی جھنڈے گاڑے ہیں شان اعلیٰ حضرت ہے

فخر ہے ہمیں ہم ہیں آلِ مصطفیٰ والے
مصطفیٰ کے کنبے کا ہم پہ دست شفقت ہے

نام اعلیٰ حضرت پر جاں نثار کرتے ہیں
ہاں ہمیں بریلی سے ایسی ہی عقیدت ہے

تم کو نظمی نسبت ہے اہل بیت اقدس سے
جن کی شان کی مظہر آیہ طہارت ہے

نورنوری کا

نورنوری کا ہمیں نوری بنا تا جائے گا
نوریوں کو نور احمد سے ملاتا جائے گا

ہم سجاتے جائیں گے نعت نبی کی محفلیں
شیخ نجدی زندگی بھر منہ کی کھاتا جائے گا

دیکھو خودکو بیچ کر اچھے میاں کے ہات پر
ان کا روحانی کرم اچھا بناتا جائے گا

حشر میں میزان پر اعمال جب تلنے لگیں
اک غلام مصطفیٰ بس مسکراتا جائے گا

عشق محبوب خدا ہے انتہائے بندگی
یہ وہ جذبہ ہے جو دوزخ سے بچاتا جائے گا

میں نواسا اور پوتا حضرت نوری کا ہوں
دوہرا دوہرا رشتہ دشمن کو جلاتا جائے گا

شیخ نجدی بزم برکاتی میں آئے گا ضرور
یا رسول اللہ سنے گا بلبلاتا جائے گا

شان یہ ہوگی غلام مصطفیٰ کی حشر میں
پل سے جب گزرے گا ہنستا مسکراتا جائے گا

رو نہ اے دل حضرت سید میاں کو یاد کر
ان کی نظریں پڑتے ہی آرام آتا جائے گا

قادریم نعرہ یا غوث اعظم می زنم
حشر میں **نظمی** یہی نعرہ لگاتا جائے گا

قبر میں **نظمی** سے پوچھیں گے فرشتے جب سوال
وہ درود غوثیہ فر فر سناتا جائے گا

نور ہی نور

ہے اوج پر آج ان کی رحمت بڑے خزانے لٹا رہی ہے
نگاہ نوری کا پھر کرم ہے نگاہ نوری پلا رہی ہے

شراب نوری ہے جام نوری، ہے ساقی نوری ہیں رند نوری
ہے نور ہی نور بزم نوری عجیب مستی سی چھا رہی ہے

ہے نوریوں کا ہجوم ہر سو فضا میں ہے آج نوری خوشبو
زمین مارہرہ تیرے صدقے کہ نور سے جگمگا رہی ہے

کیا ہے پیر مغاں نے وعدہ نہ جائے گا کوئی آج پیاسا
چلو چلو نوریو چلو پھر نگاہ نوری پلا رہی ہے

نظر نظر میں ہے نوری جلوہ، جگر جگر میں ہے نوری جذبہ
یہ نوری تقریب زندگی کے نئے سلیقے سکھا رہی ہے

پکڑ کے نوری میاں کی چادر نہ جانے کتنے مراد پائیں
ولی ہمیشہ حیات میں ہے مزار نوری بتا رہی ہے

وسیلہ نوری میاں کا لے کر مرادیں اللہ سے مانگتے ہیں
کسی کے در پر نہ جائیں **نظمی** یہ نوریوں کی ادا رہی ہے

مدائح حضور نور

مرکز راز حقیقت آستان بوالحسین — منبع نور شریعت آشیان بوالحسین
سنیوں کا ہے عقیدہ اولیا مرتے نہیں — اس پہ شاہد ہے حیات جاودان بوالحسین
برکت برکات کا سودا خریدو نوریو — عرس نوری میں لگی ہے پھر دوکان بوالحسین
جس کی شاخیں آسماں میں جس کی جڑ مضبوط ہے — قادری شجرہ ہے قرطاس امان بوالحسین
دلکش و دلچسپ و شیریں دل نشین و دل پسند — بوالحسن سے ملتا جلتا ہے بیان بوالحسین
اتباع سنّت حسنین پر نازاں ہیں ہم — ہم نواسوں سے ہے جاری داستان بوالحسین
جن کے دل ہیں نور ایماں نور عرفاں سے بھرے — بادشاہوں سے ہیں برتر خادمان بوالحسین
یہ کرم ہے حضرت نوری پہ نانا جان کا — ہم نواسوں سے چلا ہے خاندان بوالحسین
بھاگ چھوٹے دشمنان دین میداں چھوڑ کر — کھنچ گئی نام خدا جب بھی کمان بوالحسین
حضرت سید میاں کے دم قدم کی خیر ہو — جن کے سائے میں رواں ہے کاروان بوالحسین

ہے تلمذ تم کو **نظمی** سید ذی جاہ سے
اور سید ہند میں ہیں ترجمان بوالحسین

تاریخ خانوادہ برکاتیہ

یہ خانداں ہے
امانتوں کا، شرافتوں کا، فضیلتوں کا، نجابتوں کا
سلامتی کا یہ خانداں ہے
امانت نسل مصطفیٰ کو سنبھال کر ہم رکھے ہوئے ہیں
شریعت احمدی کے ہر ضابطے کو ہم نے
حیات کا جزو بنا رکھا ہے
کرم ہے رب عظیم کا یہ
ہے اس کا احساں ہمارے اوپر
کہ ہم کو توفیق حق عطا کی
ہمارے اجداد ارض طیبہ سے جو فضیلت لیے چلے تھے
دیار بغداد آ کے اس کو اک آفتابی جلا ملی تھی
عراق کے ایک شہر واسط کو
ہم نے اپنا وطن بنایا
ہمارے اجداد نے جہاں اپنے علم و فضل
اور زہد و تقویٰ سے
عامۃ الناس کے دلوں میں
محمدی خانداں کی الفت کا ایک نوری دیا جلایا
عراق سے کارواں ہمارا براہ ایراں
دیار ہندوستاں میں آیا

یہ وقت وہ تھا کہ شمس دیں التمش سا سلطاں
وہ مرد درویش فقر ساماں
زمین ہندوستاں پہ امن واماں کا سکہ چلا رہا تھا
اسی کے کہنے سے میر صغریٰ ہمارے دادا
سپاہ شمسی لیے ہوئے بلگرام پہنچے
ظفر ''خداداد'' (۱) ان کے حصّے میں
لوح محفوظ پر لکھی تھی
وطن ہوا بلگرام ان کا
خلافت بختیار کا کی نے ان کو روحانیت عطا کی
حسینیت ان کے خون میں تھی
جو ایک سے دوسرے کو پہنچی
اسی گھرانے کے ایک روشن چراغ تھے میر عبد واحد
شریعتوں سے جو منسلک تھے
طریقتوں میں جو منہمک تھے
سلوک اور جذب کے منازل
تصوف و فکر کے مراحل
خدائے برتر کے فضل سے طے کیے انھوں نے
کتاب سبع سنابل ان کی
حضور سرکار دو جہاں میں ہوئی ہے مقبول
یہ خاندان رسول اکرم
بہت سی شاخوں میں ہو کے تقسیم
ہند کے مختلف علاقوں میں بس گیا ہے

یہ خانقاہیں جو ہند میں ہیں
یہ سب اسی خاندان قدسی صفات کی
نوری کرنوں سے جگمگائیں
یہی وہ نسل رسول ہے جو
کہ پاک اصلاب کا تواتر لیے دیار برج میں پہنچی
جہاں کبھی بانسری کی تانیں
شعور کی گوپیوں کے ہوش و حواس کو
گم رہی کی دھن پر نچا رہی تھیں
اسی برج میں نبی کے کنبے نے
عامۃ الناس کے دلوں میں
اور ان کے ذہنوں میں
رب اعظم، رسول اکرم کو
ماننے جاننے سمجھنے قبول کرنے کا شوق ڈالا
شعور کے رخ سے اٹھ گئے پھر
یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے
قرآن کی آیتوں نے
گنگ و جمن کے ساحل سے
منتر اور تنتر کی طنابیں اکھاڑ پھینکیں
سجائے وحدت کے شامیانے
لگائیں ایمان کی قناتیں
چھتوں چھتوں پھر اذانیں گونجیں
یہ رب تعالیٰ کی مصلحت تھی

کہ عبد واحد کے پیارے بیٹے
وہ میر عبدالجلیل نامی
بحالت جذب سالہا سال
ساری مخلوق سے الگ ہو کے
خالق کل کی جستجو میں ادھر ادھر جنگلوں میں گھومے
معلم سبز پوش نے ان کو
معرفت کے رموز و اسرار
مکتب غیب میں پڑھائے
وہ میر عبدالجلیل نامی دیار مارہرہ میں بسے پھر
جو خانہ کاہ تھا شروع میں
وہ صورت خانقاہ ابھرا
یہ ارض مارہرہ جس کی تقدیس کی قسم کھائی
برندابن نے
بدایوں، متھرا، بریلی جس کو خراج تحسین دیتے آئے
یہیں پہ عبد جلیل کی خانقاہ عالی سے
برکتوں کی پھوار نکلی
اسی افق پر ہزاروں سورج
ادب کے خورشید بن کے چمکے
یہ وقت وہ تھا
ابو ظفر محی دین اورنگ زیب
دلی کے تخت شاہی کی زیب و زینت بڑھا رہے تھے
اسی زمانے میں شاہ برکت (۲)

زمین مارہرہ سے جگت کو
بقائے باہم، سلامتی اور امن عالم کا
اک نیا فلسفہ، نظریہ سکھا رہے تھے
کبھی وہ عشق کا روپ لے کر
محب و محبوب اور محبت کا ربط ہم کو بتا رہے تھے
کبھی یہی شاہ برکت اللہ
برج کی میٹھی زبان میں
اپنے ہندی دیوان "پیم پرکاس" کے توسط سے
بھکتی تحریک کے شرنگار رس سے سرشار
دوہے ہم کو سنا رہے تھے
کبھی یہی تاجدار مارہرہ
کالپی جا کے خاندان محمدی کے
درخشاں خورشید شاہ فضل الہ (۳) سے
صہبائے قادریت کے جام لبریز پی رہے تھے
خمار سرکار کالپی کا چڑھا کچھ ایسا
کہ شاہ برکت نے پیم نگری کو
قادری میکدہ بنایا
یہیں سے عینی (۴) نے فکر و ذکر خدائے واحد
حدیث و قرآں کے خاندانی رموز و اسرار
اپنے قول و عمل کے ذریعہ
قلوب انسان میں انڈیلے
یہیں سے اچھے میاں (۵) نے دنیائے سنیت کو

سلوک اور جذب کے مراحل کی آ گہی دی
یہیں سے آلِ رسول (٦) نے
اہل بیت اطہار کے تقدس کا سنیوں کو سلیقہ بخشا
یہی تھے وہ خاتم الاکابر
کہ جن کے ہاتوں بکے بریلی کے خان زادے
مرید احمد رضا تھے ایسے
کہ جن پہ ناز اں تھے ان کے مرشد
یہی وہ احمد رضا تھے جن کو
علوم ظاہر علوم باطن میں سب نے اپنا امام مانا
انھیں کی تقلید اس زمانے میں
سنیت کی کسوٹی ٹھہری
انھوں نے دنیا کو یہ بتایا
کہ پیر کا احترام کیا ہے
انھوں نے شعروسخن کے میداں میں
نعت گوئی کا ایک اچھوتا شعور بخشا
رضا کے موئے قلم نے
نجدی ملاعنہ کے حواس پر بجلیاں گرائیں
''حسام الحرمین '' (٧) ذوالفقار علی کی صورت
چلی سپاہ وہابیہ پر
سکھایا احمد رضا نے دنیا کو
حق و باطل میں فرق کرنا
یہ فیض آلِ رسول کا تھا

امام احمد رضا نے دنیا میں اعلیٰ حضرت خطاب پایا
یہی وہ آلِ رسول تھے
جن کے وارث و جانشین نوری میاں (۸) بنے تھے
جنھوں نے عرفان و معرفت کے چراغ روشن
شہر شہر گاؤں گاؤں گھر گھر
دلوں کے طاقوں پہ تھے سجائے
یہی وہ مارہرہ ہے جہاں
ایک مرد درویش، شاہ طینت
جناب مہدی حسن کو
میراث غوثیت کی عطا ہوئی تھی
ہدایت و رشد کا یہ ورثہ
حضور مہدی میاں نے سید میاں (۹) کو بخشا
عوام کے روبرو انھیں اپنا
وارث و جانشیں بنایا
حریم مارہرہ کا یہ سید پیام برکاتیت کا لے کر
شہر شہر گاؤں گاؤں گھوما
علوم قرآن کے مراکز کی نیو ڈالی
یہی وہ سید تھا جس نے دنیا کو
ایک تنظیم اک جماعت کے روپ میں
اتحاد رکھنے کا ایک اعلیٰ اصول بخشا
وصال کے وقت ان کے ہاتوں میں
سیرت مصطفیٰ کی نوری کتاب

یعنی شفائے قاضی عیاض تھی جو
حدیث انوار مصطفیٰ پر کھلی ہوئی تھی
پھر ان کا اکلوتا بیٹا
آلِ رسول حسنین مسند نوریہ پہ بیٹھا
وراثت آلِ مصطفیٰ کو سنبھالنے کی
صلاحیت اس کو رب نے بخشی
وہ اپنے گھر کی روایتوں کو گلے لگائے
خدا کے فضل وکرم پہ شاکر
قناعت وشکر نعمت رب کی
شمع روشن کیے ہوئے ہے
خدائے برتر تو اس حسینی چراغ کو
نور مصطفیٰ کی تمام تابانیاں عطا کر
یہ شاہ برکات کا گھرانہ
جہاں کی آنکھوں کا نور بن کر
نفس نفس کا سرور بن کر
صداقتوں کا، عدالتوں کا، سخاوتوں کا، شجاعتوں کا
سیادتوں کا، شہادتوں کا، کرامتوں کا
نقیب کہلائے
یا الٰہی
امانتوں کا شرافتوں کا
فضیلتوں کا نجابتوں کا یہ خانداں ہے
ہمیشہ یہ الفت ومحبت کا آئینہ بن کے

جگ میں چمکے
اوراس کی تابندگی سے ہو جائیں
آنکھیں دشمن کی خیرہ خیرہ

خدائے واحد
تو اس گھرانے کو اتنا دے دے
کہ دوسروں کو بھی فیض پہنچے
تو اس کو اچھائیاں عطا کر
برائیاں اس سے دور کر دے

خدائے برتر!
یہ تیرے محبوب کا چمن ہے
تو اس کے ہر پھول ہر کلی کو
بہار کا رنگ بخش دینا
یہ کاروان محمدی ہے
حیات کی شاہراہ پر ان مسافروں کو
تو اپنے فضل و کرم کے سائے میں
منزلوں کی طرف چلانا
تو ان کو جسمانی مالی روحانی مشکلوں سے
سدا بچانا
تو ان کے آنگن کو مثل گلشن
ہرا بھرا صبح و شام رکھنا
الٰہی نظمی کی یہ دعا ہے
کہ شاہِ برکت کی پیم نگری کو

یوں ہی آباد وشاد رکھنا

اے رب ہمارے!

تو پیمی جی کے پریمیوں کو پریم والا بنائے رکھنا

یہ التجا رائیگاں نہ جائے

قبول کرلے قبول کرلے

دعائیں میری قبول کرلے

الٰہی اپنے کرم سے میری زباں میں اتنا اثر عطا کر

ادھر دعا ہو مری زباں پر ادھر فرشتے پکاریں ''آمین ''۔

---

(۱) لفظ **خداداد** سے فتح بلگرام کی تاریخ ۶۱۴ ہجری نکلتی ہے۔

(۲) مخدوم شاہ برکت اللہ ابن میر اویس ابن میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہم۔

(۳) میر فضل اللہ قادری ابن میر احمد ابن میر محمد کالپوی قدس سرہم۔

(۴) سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کا تخلص عینی تھا۔ آپ کا قصیدہ غوثیہ ''غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے ''مشہور ہے۔

(۵) فنافی الغوث سیدنا ال احمد اچھے میاں قدس سرہ قطب مارہرہ۔

(۶) سیدنا شاہ آلِ رسول ابن حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہما

(۷) گروہ وہابیہ دیوبندیہ پر حرمین شریفین کے دوسو علماء کرام کا فتویٰ کفر۔

(۸) سیدنا شاہ ابو الحسین نوری میاں صاحب قدس سرہ۔

(۹) سید العلماء سرکار سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں مارہروی قدس سرہ۔

برکاتی ترانہ

پیی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
برکاتی گنبد ہم کو بھی دکھلایئے
طیبہ کا جو عکس کہائے ولیوں کا مرکز مانا جائے
اپنے روضے کے درشن ہم کو کروایئے
پیی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
آلِ محمد پیر جہاں ہیں شاہ حمزہ سے میر جہاں ہیں
اچھے ستھرے سے ہم کو بھی ملوایئے
پیی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
آلِ رسول کا لنگر کھائیں نوری ندی سے پیاس بجھائیں
مہدی کی صہبا ہم کو بھی پلوایئے
پیی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
سید میاں کا فیض اٹھائیں اور حسن کی برکت پائیں
اتنا تو کرم ہم پر بھی فرمایئے
پیی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
گھر ہے جو اللہ کے نبی کا مارہرہ ہے مولیٰ علی کا
ہم کو بھی اپنے نزدیک لے آیئے
پیی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
پریم دھام برکات نگر ہے مارہرہ ولیوں کا گھر ہے
قدموں کی دھول ہم کو بھی چٹوایئے

پیمی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے

قادری چشتی مدھوشالہ ہے طیبہ نور کا یہ ہالہ ہے

ہم کو بھی نور نانا کا دلوایئے

پیمی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے

بیٹی کی سنتان ہے نظمی نانا کی پہچان ہے **نظمی**

اس پہ شفقت کی برسات برسایئے

پیمی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے

میم مدینہ

میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے — اس گنبد کو اُس گنبد سے نسبت ہے
گردش دوراں ہٹ جا میرے رستے سے — میرے سر پر دست شاہِ برکت ہے
چشتی پیمانے میں ہے بغداد کی مئے — برکت والے ساقی کی یہ برکت ہے
شاہِ برکت میرے نانا دادا ہیں — ان سے مجھ کو دوہری دوہری نسبت ہے
ان کے مرشد ان کے اوپر ناز کریں — ہاں ہاں یہ بھی شان اعلیٰ حضرت ہے
شہر بریلی تجھ پر فضل ہے نوری کا — آج بنا تُو مرکز اہل سنّت ہے
خالی جھولی لے کر منگتا آئے ہیں — حضرت قاسم کی جانب سے دعوت ہے
دست کرم داتا کا لو اب اٹھتا ہے — مانگو مانگو دل میں جو بھی حسرت ہے
مرشد دامن بھر بھر کر لوٹائیں گے — یہی تو ان کی پیاری پیاری عادت ہے
دیکھو یہ کیسا نورانی چہرہ ہے — مرشد کی زیارت بھی ایک عبادت ہے

نظمی تم بھی پاؤں پکڑ لو مرشد کے
ان قدموں کے نیچے ہی تو جنت ہے

بزمِ نور

یہ جشن عرس قاسمی نعمت خدا کی ہے ۔۔۔ یہ بزم نور ظلِّ الٰہ مصطفیٰ کی ہے

مارہرہ پر نہ کیوں شہ جیلاں کا رنگ ہو ۔۔۔ جاگیر یہ ہمیشہ سے غوث الوریٰ کی ہے

مارہرہ منسلک ہے مدینہ کی میم سے ۔۔۔ نورانیت یہاں اسی نور خدا کی ہے

صہبائے چشتیت سے ہے مارہرہ مست مست ۔۔۔ اس پر نظر ہمیشہ سے خواجہ پیا کی ہے

مارہرہ پر یہ فضل ہے آلِ رسول کا ۔۔۔ تقریب کوئی سی بھی ہو احمد رضا کی ہے

مسند نشیں ہے پیر سخاوت ہے جوش پر ۔۔۔ برکاتیو بڑھو کہ یہ ساعت عطا کی ہے

نظمی تمھیں نسب پہ نہ کیوں اپنے ناز ہو
خوشبو تمھارے خوں میں اسی کربلا کی ہے

قاسمی جلسہ

نوریو آؤ ذرا قاسمی جلسہ دیکھو نوری چہروں سے نیا نور چھلکتا دیکھو
شاہ قاسم کا یہ دربار سجا شاہانہ نوری انعام ہر اک گام پہ بٹتا دیکھو
نسبتیں اپنی یہاں آکے کرو مستحکم ارض مارہرہ میں برکات کا دریا دیکھو
اچھے ستھرے کی تب وتاب پہ واری جاؤ آلِ احمد کا ہر اک سمت اجالا دیکھو
قادری میکدہ پھر سج گیا مارہرہ میں مئے بغداد سے ہر جام چھلکتا دیکھو
قطب کاکی کے توسط سے ملی چشتیت میر صغریٰ میں رخ خواجہ کا جلوہ دیکھو
ارض مارہرہ پہ اجمیر کے نوری سائے خواجہ چشت کا مضبوط یہ قلعہ دیکھو
آؤ برکاتیو مرشد کے قریب آجاؤ اور نزدیک سے نورانی یہ چہرہ دیکھو
پیر کا چہرہ سجائے رکھو دل کے اندر چشم دل کھولو ذرا، پیر کو قبلہ دیکھو
پیر بے پیر کو تم پیر نہ کرنا اپنا بکنے سے پہلے ذرا پیر کا شجرہ دیکھو
عرس سید ہو کہ ہو عرس شہ قاسم کا بزم برکات میں بس ذکر رضا کا دیکھو

پرتو کلک رضا ہے میاں نظمی کا قلم
اس کی تحریر میں بس رنگ رضا کا دیکھو

میرا مارہرہ

خوشبوؤں کا نگر، نکہتوں کی ڈگر
شاہ برکت کا گھر، اچھے ستھرے کا در
نوری شام و سحر، فیض طیبہ نگر
ذرہ ذرہ یہاں ضو فشاں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

روح کی راحتیں، ہر قدم فرحتیں
دم بدم رحمتیں، طلعتیں نزہتیں
برکتی ساعتیں، نوری آسائشیں
ہر طرف چار سو نور افشانیاں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

عکس بغداد ہے، فیض اجمیر ہے
معرفت کی یہاں سیر ہی سیر ہے
مہرباں سرزمیں شہر صد خیر ہے
قادری چشتی سنگم یہاں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

ہے شریعت یہاں، اور طریقت یہاں
خاندان نبی کی نجابت یہاں
مصطفٰی کے گھرانے کی نسبت یہاں
جس طرف دیکھیے نور پیشانیاں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

عرسِ سید ہو یا عرسِ نوری میاں

نعت کی بزم ہو یا ہو وعظ و بیاں
ذکر احمد رضا ہر زباں پر رواں
بن گیا بن گیا مرکز سنیاں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

علم اور فضل کا مرکز عالیہ
قادری نوریہ چشتی برکاتیہ
ہے ولایت کا یہ چشمہ جاریہ
زہد و تقویٰ کی نہر رواں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

اپنی دھرتی کے گن نظمی گاتا رہے
رنگ اپنے قلم کا دکھاتا رہے
نعت کی محفلیں بھی سجاتا رہے
ساری دنیا کو بس یہ بتاتا رہے
ارض مارہرہ ہے فخر ہندوستاں   مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

ایک لمبی داستاں تھے

قادری گھر کے نشاں تھے حضرت آلِ عبا☆ چشتیت کے پاسباں تھے حضرت آلِ عبا
شخصیت ان کی تھی گویا آئینہ در آئینہ کچھ عیاں تھے کچھ نہاں تھے حضرت آلِ عبا
کتنے ہی ادوار کی تاریخ ازبر تھی انھیں مستند تاریخ داں تھے حضرت آلِ عبا
وہ ادیب منفرد جن کا قلم جادو رقم اردو والوں کی زباں تھے حضرت آلِ عبا
لیلی اردو کی زلفوں کو سنوارا آپ نے صاحب فنّ و زباں تھے حضرت آلِ عبا
ان کی اک اک بات میں اپنا الگ انداز تھا نکتہ سنج و نکتہ داں تھے حضرت آلِ عبا
علم ظاہر علم باطن میں مہارت تھی انھیں علمیت کی ایک کاں تھے حضرت آلِ عبا
سنیت دادا میاں کی دور تک مشہور تھی رافضی پر نوحہ خواں تھے حضرت آلِ عبا
خاندان برکت اللّٰہی کے وہ داماد تھے نازش قاسم میاں ☆☆ تھے حضرت آلِ عبا
حضرت نوری میاں نے جن کو نوری کر دیا ہاں انھی نوری کی جاں تھے حضرت آلِ عبا
حیدرآباد اور دلی کی وہ اک تاریخ تھے ایک لمبی داستا ں تھے حضرت آلِ عبا
رحلت سید میاں نے کر دیا ان کو نڈھال عاشق سید میاں تھے حضرت آلِ عبا
اک صدی پوری کی پوری ان کی شخصیت میں تھی ایک دور عالی شاں تھے حضرت آلِ عبا
ہندوؤں نے بھی کیا ان کے جنازے کا ادب☆☆☆ وجہ رشک مشرکاں تھے حضرت آلِ عبا
دیوبندیت وہابیت سے نفرت تھی انھیں ذوالفقار سنّیاں تھے حضرت آلِ عبا
پکے سنی سچے حنفی اور حقیقی قادری بے گماں تھے بے گماں تھے حضرت آلِ عبا
شکر کر نظمی کہ تو نے ان کو برتا ہوش میں ہاں ترے دادا میاں تھے حضرت آلِ عبا
نظمی لکھ دو ضیغم احمد کے آگے سیدی ☆☆☆☆ شیر دل شیریں زباں تھے حضرت آلِ عبا

☆ حضرت سید شاہ بشیر حیدر آلِ عبا عرف نھو بھائی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے والد گرامی حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ، سجادہ نشین ومتولی درگاہِ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ کے والد ماجد تھے۔

☆☆ قاسم میاں یعنی حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن ملقب بہ ابوالقاسم شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ، میرے دادا پیر۔ آپ کی دختر سیدہ شہر بانو بیگم سے حضور آلِ عبا کا عقد ہوا۔

☆☆☆ دادا حضرت کے وصال پر قصبہ مارہرہ شریف کے ہندوؤں نے اصرار کیا کہ جلوسِ جنازہ ان کے محلّوں سے بھی گذارا جائے۔ جنازہ جہاں جہاں جاتا، ہندو لوگ اپنے اپنے بچوں کو جنازے کے نیچے سے گذارتے اس عقیدے کے ساتھ کہ سو برس کی عمر پانے والے بزرگ کے جنازے کے نیچے سے گذرنے والے کی عمر لمبی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆ ضیغم احمد کے اعداد ۱۹۰۳ ہوتے ہیں اور سیدی کے ۸۴، دونوں کے جوڑ سے دادا حضرت کا سنِ وصال ۱۹۸۷ عیسوی نکلتا ہے۔

کتبہ لوح مزار حضور سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ

سنیوں کے مقتدا و پیشوا سید میاں
مومنوں کے رہ نما وناخدا سید میاں

مسلک مخدوم شاہ برکت اللہ کے نقیب
تھے ابوالحسنین آلِ مصطفیٰ سید میاں

نکتہ سنج و نکتہ جو و نکتہ دان و نکتہ رس
فلسفی اور صاحب فکر رسا سید میاں

حافظ و قاری خطیب و مفتی و شاعر طبیب
تھے سراسر اپنے مرشد کی دعا سید میاں

فیض نوری جذب مہدی فضل اولاد رسول
اور سراپا شاہ برکت کی ضیا سید میاں

تھی زباں بےخوف ان کی اور قلم بے باک تھا
قول و فعل و حال میں احمد رضا سید میاں

مفتی اعظم سے پوچھا آپ کا پیارا ہے کون؟
آ گیا ان کی زباں پر برملا سید میاں

نام سے ان کے وہابی لرزہ بر اندام تھے
دیو بندی کے لیے قہر خدا سید میاں

تیرہ سو تینتیس ہجری میں ولادت آپ کی
رفت در چار و نود سوئے خدا سید میاں

نظمی عاصی نے لکھا کتبہ لوح مزار
مغفرت کی اس کو بھی دے دیں دعا سید میاں

منقبت در شان حضور سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ

جا ذب نور شریعت حضرت سید میاں
سالک راہ طریقت حضرت سید میاں

آفتاب علم و حکمت حضرت سید میاں
مخزن نور ولایت حضرت سید میاں

جن کی سیرت آئینہ دار حدیث مصطفیٰ
عامل قرآن و سنّت حضرت سید میاں

شارح شرع مبیں ان کا قلم ان کی زباں
ترجمان دین فطرت حضرت سید میاں

صاحب سبع سنابل کی عبارت کے امیں
عبد واحد کی وراثت حضرت سید میاں

خاندان برک اللّٰھی کے تھے چشم و چراغ
نور عین شاہ برکت حضرت سید میاں

کاشف الاستار تھے وہ شاہ حمزہ کے طفیل
صاحب نورانی نسبت حضرت سید میاں

تھے سراپا حضرت اچھے میاں کے جانشیں
افتخار قادریت حضرت سید میاں

حضرت نوری میاں کے نور کے پرتو تھے وہ
نور احمد کی لطافت حضرت سید میاں

حضرت مہدی میاں سے جذب ورثے میں ملا
صاحب پاکیزہ فطرت حضرت سید میاں

پیرو مرشد نے نوازا جن دعاؤں سے انھیں
ان دعاؤں کی کرامت حضرت سید میاں

مسلک احمد رضا کے وہ علم بردار تھے
جاں نثار اعلیٰ حضرت حضرت سید میاں

حضرت صدر الشریعۃ نے جنھیں تعلیم دی
نائب صدر الشریعۃ حضرت سید میاں

مفتی اعظم جنھیں خط میں لکھیں یا سیدی
ہاں وہی فخر سیادت حضرت سید میاں

سنیوں کو دے گئے سنی جماعت کا علَم
مرحبا صدر جماعت حضرت سید میاں

حافظ و قاری خطیب و مفتی شاعر ادیب
صاحب کشف و کرامت حضرت سید میاں

نام سن کر دیو بندی کانپتے ہیں آج بھی
قاطع کفر و ضلالت حضرت سید میاں

جن کے فتووں نے مچائی دھوم ہند و پاک میں
صاحب علم و فضیلت حضرت سید میاں

چشتیت اور قادریت کا حسیں سنگم تھے وہ　　جامع زہد و ریاضت حضرت سید میاں

کتنے ہی گمراہ ان کے ہات پر تائب ہوئے　　غوث وخواجہ کی کرامت حضرت سید میاں

جن کے دم سے ارض مارہرہ کو پہچانا گیا　　نازش مارہرویت حضرت سید میاں

اپنے وعظوں میں سراسر علم کرتے تھے بیاں　　شاہ اقلیم خطابت حضرت سید میاں

رب نے اپنے فضل سے بخشا انھیں دست شفا　　طب یونانی کی عزت حضرت سید میاں

مسند ارشاد پر وہ عمر بھر فائز رہے　　مرشد و پیر طریقت حضرت سید میاں

حق کی خاطر دولت دنیا کو ٹھوکر مار دی　　پاس دار فقر و غربت حضرت سید میاں

بے خطر بے خوف ہو کر حق کہا حق ہی لکھا　　مرد حق فرد حقیقت حضرت سید میاں

جن کے لب پر ہر گھڑی تھا ذکر اللہ الصمد　　ذاکر توحید و وحدت حضرت سید میاں

باپ ماں دونوں ہی جانب سے حسینی خون تھا　　صاحب نورانی نسبت حضرت سید میاں

حیدری نسبت حسینی خون مشرب قادری　　حامل پاکیزہ نسبت حضرت سید میاں

ذکر اثبات و نفی تھا جن کی عادت میں شمار　　نکتہ دان سرِّ وحدت حضرت سید میاں

فارسی عربی و اردو ہندی انگریزی میں طاق　　ماہر ہر فنّ و صنعت حضرت سید میاں

رافضیوں کے لیے تھے ذوالفقار حیدری　　سرگروہ اہل سنّت حضرت سید میاں

دین کی خاطر حکومت تک سے وہ ٹکرا گئے　　فرد میدان سیاست حضرت سید میاں

جشن میلاد النبی ہو یا جلوس غوثیہ　　صاحب عالی قیادت حضرت سید میاں

ان کی نظروں میں نہ تھا چھوٹے بڑے کا امتیاز　　تھے علم دارِ اخوت حضرت سید میاں

نظمی عاصی نے یہ کہہ کر رکھا اپنا قلم
ہم پہ تھے اللہ کی رحمت حضرت سید میاں

سید میاں کا روضہ

کیسا چمک رہا ہے سید میاں کا روضہ ہاں نور سے بھرا ہے سید میاں کا روضہ

جس پھول کو ہے نسبت اللہ کے نبی سے اس سے سجا ہوا ہے سید میاں کا روضہ

نانا کے پاس لیٹا ہے شان سے نواسا مرشد سے جا ملا ہے سید میاں کا روضہ

دروازہ ہے نہ تالا سید میاں کے در پر ہر دم کھلا ہوا ہے سید میاں کا روضہ

درگاہ شاہ برکت کے مغربی سرے پر قبلہ نما بنا ہے سید میاں کا روضہ

برکاتیت کی خوشبو پھیلائی زندگی بھر تب ہی مہک رہا ہے سید میاں کا روضہ

نظمی سے پوچھتے ہیں برکاتی بھائی سارے
بیٹا بتائے کیا ہے سید میاں کا روضہ

سید میاں کی دین

ہم سنیوں کو عزت سید میاں نے دی ہے
تنظیم اہل سنّت سید میاں نے دی ہے

اعدائے دیں سے نفرت سید میاں نے دی ہے
عشق نبی کی لذت سید میاں نے دی ہے

اچھے میاں کی نسبت سید میاں نے دی ہے
اتنی بڑی فضیلت سید میاں نے دی ہے

احمد رضا سے الفت سید میاں نے دی ہے
ہاں ہاں بریلویت سید میاں نے دی ہے

مانگیں گے مصطفی کو ہم آلِ مصطفیٰ سے
یوں مانگنے کی عادت سید میاں نے دی ہے

پھیکا پڑا ہے جب بھی کچھ رنگ سنیت کا
اپنے لہو سے رنگت سید میاں نے دی ہے

چوبیں نمبری سے رشتہ نہ کوئی رکھنا
یہ سیکھ یہ نصیحت سید میاں نے دی ہے

شرع محمدی کے ہر ضابطے میں رہ کر
سلجھی ہوئی سیاست سید میاں نے دی ہے

ساقی کی حیثیت سے رندان معرفت کو
صہبائے قادریت سید میاں نے دی ہے

باطل کے آگے جھکنا سیکھا نہ تھا انھوں نے
خواجہ کی یہ روایت سید میاں نے دی ہے

کتنا حسین پرچم ہم کو عطا کیا ہے
آل انڈیا جماعت سید میاں نے دی ہے

دل میں ہمارے بھر کر عشق شہ مدینہ
فردوس کی ضمانت سید میاں نے دی ہے

مارہرہ سے عقیدت کی ہم کو بھیک دے کر
برکاتیت کی دولت سید میاں نے دی ہے

ہاں وقف زندگی ہو اذکار مصطفیٰ میں
یہ جنتی ہدایت سید میاں نے دی ہے

علمائے اہل سنّت فاتح رہے ہمیشہ
اس شان کی قیادت سید میاں نے دی ہے

سچائی کی ڈگر پر ہم کو چلائے رکھا
قربانیوں کی عادت سید میاں نے دی ہے

علما کی محفلوں میں کیونکر ہو لب کشائی
نظمی کو یہ جسارت سید میاں نے دی ہے

نازو فخر سنیاں

قادریت کے نشاں تھے حضرت سید میاں
چشتیت کے پاسباں تھے حضرت سید میاں

نازو فخر سنّیاں تھے حضرت سید میاں
نائب اچھے میاں تھے حضرت سید میاں

منبر برکاتیت سے درس حق دیتے رہے
مرشد برکاتیاں تھے حضرت سید میاں

قول وفعل وحال سب میں اچھے اور ستھرے تھے وہ
اپنے مرشد کے نشاں تھے حضرت سید میاں

دل کے سچے قول کے پکے زباں کے تھے دھنی
کتنے اچھے میزباں تھے حضرت سید میاں

صبر و تسلیم و رضا کا درس ہم کو دے گئے
ایسے میر کارواں تھے حضرت سید میاں

علم میں اعلم تھے وہ اور فضل میں افضل تھے وہ
ہاں وہ ایسے ہی میاں تھے حضرت سید میاں

چاشنی تھی ان کی باتوں میں شہد کی سی مٹھاس
خوش کلام و خوش بیاں تھے حضرت سید میاں

ان کے دل کی دھڑکنوں میں مسلک احمد رضا
اعلیٰ حضرت کی زباں تھے حضرت سید میاں

جذب کامل اور درویشی تھی ان کی ذات میں
کچھ عیاں تھے کچھ نہاں تھے حضرت سید میاں

نظمی کرتے ہی رہو تعریف اپنے پیر کی
اک مسلسل داستاں تھے حضرت سید میاں

مناقب مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

رضویت ماتم کناں ہے، مضطرب برکاتیت — کون دے پرسا کسے، اور کون کس کو تعزیت
کس کے دامن میں چھپیں اور کس سے اب پوچھا کہیں — ایک سناٹا ہے گرد کاروانِ سنیت

حق نے بخشا تھا ہمیں ایسا مجلّٰی آئینہ — خُلق میں تھا جو سراپا مصطفیٰ کا آئینہ
شاہ برکت شاہ حمزہ پیشوا کا آئینہ — بوالحسین احمد نوری ضیا کا آئینہ
زندگی ان کی تھی شرع مصطفیٰ کا آئینہ — قول و فعل و حال میں تھے مرتضیٰ کا آئینہ
حق نما، حق بین وحق گو، حق پرست وحق پسند — مرد حق، مشتاق حق، حق کی ضیا کا آئینہ
جس کا نصب العین تھا اعلان حق، تبلیغ حق — زندگی جس کی تھی شرع مصطفیٰ کا آئینہ
اپنے مرشد حضرت نوری سے جو نوری بنا — صورت و سیرت میں وہ احمد رضا کا آئینہ
قوم نے جس کو دیا تھا مفتی اعظم لقب — شارح قرآں، حدیث مصطفیٰ کا آئینہ
جس کی آنکھوں میں جھلکتی تھی حیا عثمان کی — ظلِ ذی النورین عثماں کی ضیا کا آئینہ
ذوالفقار حیدری کا جانشیں جس کا قلم — قول و فعل و حال میں وہ مرتضیٰ کا آئینہ
دل کا اچھا تن کا ستھرا مرد کامل با صفا — اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کا آئینہ
تازگی ایمان میں آتی تھی جس کو دیکھ کر — ستھرے پیارے نور حق شمس الضحیٰ کا آئینہ
جس کی ہیبت اہل باطل کے دلوں پر ثبت تھی — وہ رضائے مصطفیٰ شیر خدا کا آئینہ
جلوہ صدیق و فاروق و غنی مشکل کشا — مظہر حسنین اور غوث الوریٰ کا آئینہ
مسلک برکاتیت کا وہ علَم بردار تھا — تھا سراسر اپنے مرشد کی دعا کا آئینہ

یہ مناقب **نظمی** نے لکھے قلم برداشتہ
ہے قلم **نظمی** کا نوری کی عطا کا آئینہ

محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

نذر فقیہ اعظم ہند

(یہ اشعار شارح بخاری فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب کی رحلت پر کہے گئے۔)

مفتی اعظم کے نائب، نازش برکاتیت
حق کی جانب حضرت مفتی شریف الحق چلے
خدمت دین مبیں کرتے رہے وہ تا حیات
سُرخرُو جنت کو بے شک وہ حنیف الحق چلے

شارح متن بخاری، ماہر قرآنیات
فضل طیبہ ہر گھڑی ہر لمحہ ان کے ساتھ تھا
سیکڑوں علما پہ بھاری تھی شریف الحق کی ذات
سنیوں کے سر پہ علم و فضل والا ہاتھ تھا

جب سنی مفتی شریف الحق کی رحلت کی خبر
سب پکار اٹھے، الٰہی خیر ! یہ کیا ہو گیا
اک مفسر، اک محدث، ایک عالم، ایک فقیہ
جاگنے کا وقت باقی تھا، تو پھر کیوں سو گیا

لو جدا ہوتا ہے اب اک اور میر قافلہ
کاروانِ سنیت، اللہ والی ہے ترا
حافظِ ملت گئے اور مفتی اعظم گئے
اب شریف الحق چلے، پُر ہوگا کیونکر یہ خلا

ایک عالم، ایک عاشق، ایک عامل اٹھ گیا
علمِ ظاہر، علمِ باطن کا وہ حامل اُٹھ گیا
شعبہ افتا کا وہ کوہ گراں، بحر العلوم
شاہباز چرخ حکمت، مرد کامل اُٹھ گیا

چلی پیا کے دیس

(یہ نظم مفتی شریف الحق صاحب کی ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کو تدفین کے فوراً بعد ایصال ثواب کی مجلس میں پڑھی گئی۔)

چلی پیا کے دیس دولہنیا بھیس بدل کے
عشق محمد کا غازہ چہرے پہ مل کے

قرآں اور حدیث کا ٹیکا جھومر پہنا
خدمت دیں کی خوشبو ہر بُن مو سے چھلکے

حنا شریعت اور طریقت کی لگوائی
چُھٹنے کے ڈر سے چلتی ہے ہلکے ہلکے

جھل مل کرتی اوڑھنی اوڑھی حنفیت کی
قادری چشتی چوڑیاں پہنیں بدل بدل کے

نتھنی رضوی مسلک کی زیبائش اس کی
سرمہ بریلی کا آنکھوں سے جھلکے جھلکے

امجدی ہار گلے میں ڈالا ہیروں والا
اور برکاتی نسبت سر سے پا تک ڈھلکے

نظمی نے کی چہرہ نمائی اٹھا کے گھونگھٹ
دشمن کے دل کالے پڑ گئے حسد میں جل کے

نور کی تفسیر

ان کی صورت نور کی تفسیر تھی　　ان کی سیرت آیہ تطہیر تھی
خُلق ان کا خلق میں مشہور تھا　　خِلق ان کی باعث توقیر تھی
نام سید مصطفیٰ حیدر حسن　　شخصیت میں نام کی تاثیر تھی
مصطفیٰ کا صبر اور ایثار تھا　　اور علی کی خوبی تقریر تھی
انکساری تھی حسن کی بے گماں　　اور تواضع پرتو شبیر تھی
چہرہ تھا عکس رخِ غوث الوریٰ　　اک جھلک بیمار کو اکسیر تھی
میزبانی کا وہ عالم سال بھر　　گویا یہ بھی ان کی ہی جاگیر تھی
آسمان علم کے شہباز تھے　　ان کی ہر اک بات باتدبیر تھی
آپ کی تحریر تھی جادو رقم　　معنویت میں کلام میر تھی
قول و فعل و حال میں سچے تھے وہ　　ان کے ماتھے صدق کی تحریر تھی
اچھے ستھرے دونوں جس کا عکس ہوں　　آپ کی ہستی وہی تصویر تھی
احتشام ارض مارہرہ تھے وہ　　ذات ان کی منبع تنویر تھی
مومنوں پر ذات والا مہرباں　　بد عقیدوں کے لیے شمشیر تھی
تھیں مریدوں پر ہمیشہ شفقتیں　　ایک ایک کی فکر دامن گیر تھی
ختم تھیں ان پر قرابت داریاں　　میزبانی ان کی عالم گیر تھی

نظمی عاصی نے لکھی منقبت
اس کی ہی قسمت میں یہ تحریر تھی

حسن میاں کی بات کرو

چھوڑو اس دنیا کی سیاست، حسن میاں کی بات کرو
روح میں آجائے گی بشاشت حسن میاں کی بات کرو

جب بھی کبھی تم سچے دل سے ان کا تصور باندھو گے
خواب میں ہو جائے گی زیارت حسن میاں کی بات کرو

شیطاں جب بھی دل کے قلعے پر قبضہ کرنے آئے گا
پیر کی پڑ جائے گی ضرورت حسن میاں کی بات کرو

حافظ قاری مفتی عالم اپنی ذات میں سب کچھ تھے
ذات مقدس والا برکت حسن میاں کی بات کرو

چوّن سال اسی منبر سے درس دیا دین حق کا
ان کی فصاحت ان کی بلاغت حسن میاں کی بات کرو

جن کے وجود نے دشمن کو بھی دی ہے تحفظ کی چادر
صبر اور ضبط میں احسن خلقت حسن میاں کی بات کرو

کیسے نانا کے ہیں پوتے کیسے باپ کے بیٹے ہیں
ہاں ہاں کروائیں گے شفاعت حسن میاں کی بات کرو

نیت باندھی سیدھے لیٹے اپنے رب کا نام لیا
بالکل ولیوں کی سی رحلت حسن میاں کی بات کرو

شاہ حمزہ کے شیدائی اچھے ستھرے کے عاشق
ہاں ہاں نائب شاہ برکت حسن میاں کی بات کرو

ہر ایک آج یہی کہتا ہے میری چاہت زیادہ تھی
اپنوں غیروں میں یہ شہرت حسن میاں کی بات کرو

نظمی پر ایک خاص عنایت خاص ہی شفقت رکھتے تھے
والد کی چاہت کی روایت حسن میاں کی بات کرو

نام ہے کتنا مبارک مصطفیٰ حیدر حسن
خوبیوں کے چاند ہیں اوصاف کے خاور حسن

اچھے ستھرے صورت و سیرت میں وہ دیکھے گئے
ہم غلاموں کے لیے ہیں نعمت داور حسن

خدائے پاک کی رحمت

خدائے پاک کی رحمت تھے احسن العلماء　　نبی کے گھر کی روایت تھے احسن العلماء
وہ نور چہرہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے　　سراپا نور ولایت تھے احسن العلماء
وہ اچھے ستھرے کی نسبت سے اچھے ستھرے تھے　　کہ شرح لفظ طہارت تھے احسن العلماء
تھے قول و فعل میں تفسیر اسوہ احمد　　امین دین و شریعت تھے احسن العلماء
حسن کے نام سے وہ اسم بامسمیٰ تھے　　سراپا حلم و مروت تھے احسن العلماء
تھی ان کے دم سے ہی آباد ارض مارہرہ　　وہ نائب شہ برکت تھے احسن العلماء
نشان سجدہ جبیں پر تھا بدر کی صورت　　ہلال عید عبادت تھے احسن العلماء
وہ گورا رنگ وہ مسحور چشم خندہ لبی　　وہ عکس ریز وجاہت تھے احسن العلماء
ہر ایک فرد و بشر ان پہ جاں چھڑکتا تھا　　ہر ایک قلب کی چاہت تھے احسن العلماء
وہ اپنے علم میں بحر العلوم کے مصدر　　عمل میں پیر طریقت تھے احسن العلماء
وہ مصطفیٰ بھی تھے حیدر بھی تھے حسن بھی تھے　　ہر ایک نام کی عظمت تھے احسن العلماء
نہ جانے کتنے ہی پلتے تھے ان کے ٹکڑوں پر　　نہ جانے کتنوں کی راحت تھے احسن العلماء
حسب نسب میں وہ یکتائے روزگار رہے　　سراپا فخر سیادت تھے احسن العلماء
مرے چچا بھی تھے اور مرشد اجازت بھی　　سراپا باپ کی شفقت تھے احسن العلماء

نقیب مسلک احمد رضا تھے وہ **نظمی**
رضا کے نام کی عزت تھے احسن العلماء

وہ ایک فرد (درشان حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ)

وہ ایک فرد جو محور تھا سارے رشتوں کا   قرابتوں کا امیں اور شفقتوں کا شرف
خدا کا فضل تھا اس پر کہ وہ نجیب بھی تھا

وہ مصطفیٰ بھی تھا حیدر بھی تھا حسن بھی تھا   وہ اپنی ذات میں تنظیم تھا، جماعت تھا
قبولیت میں دعاؤں کی وہ مجیب بھی تھا

سبھی کو پیار دیا اور سبھی سے پیار لیا   خلوص اس کا اجارہ، صفا تھی مِلک اس کی
وہ اچھے ستھرے کے گلشن کا عندلیب بھی تھا

دلوں کو جوڑنا اس کا مشن تھا ساری عمر   نفاق سے اسے نفرت، وفا شعار اس کا
محب تھا اور تھا محبوب اور حبیب بھی تھا

وہ ذات غوث میں پہنچا فنا کے درجے تک   وہ اپنے گھر کی بزرگی کا بھاری پتھر تھا
علاج آنکھوں سے کرتا تھا، وہ طبیب بھی تھا

قرآنی علم کا حامل، حدیث کا عامل   وہ قول میں متوازن، عمل میں محکم تھا
فصاحتوں کا مدبر، بڑا ادیب بھی تھا

چلا گیا ہے بظاہر ہماری دنیا سے   پر اس کی روح کا فیضان اب بھی جاری ہے
مقدروں کے افق پر وہ بانصیب بھی تھا

وہ علم بانٹنے والا، عمل کا مرد قوی   وہ خانقاہ منش، اور مزاج شاہانہ
رضا کے مسلک محکم کا وہ نقیب بھی تھا

تمھیں ہو نظمی نہ کیوں ناز دوہرے رشتے پر   تمھارے بچوں کا دادا تھا اور نانا بھی
وہ دور رہتا تھا لیکن بہت قریب بھی تھا

ذکرِ سید (منقبت در شانِ حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ)

یہ کس نے دہن گنہ میں لگام ڈالی ہے
یہ کون برزخی سکہ چلانے آیا ہے
یہ کس کے ہونٹوں پہ فکر رسا کی لالی ہے
یہ کون ہم کو نبی سے ملانے آیا ہے

جو بیٹھتا ہے مبلغ کی اونچی کرسی پر
وہی تو پیر خرابات میکدہ بھی ہے
دعائیں دیتا ہے جو دشمنوں کی گالی پر
وہی تو ان کی مصیبت پہ غم زدہ بھی ہے

وہ جس نے تیرہ دلوں کو اجالے بخشے ہیں
عقیدتوں کو قدم بوسیوں سے روکا ہے
مروتوں کے سنہریے قبالے بخشے ہیں
بدی کے دیو کو ہر ہر قدم پہ ٹوکا ہے

امیر شہر کو دھتکارئے وہ فقیر ہے یہ
غریب و مفلس و بے کس سے پیار کرتا ہے
نبی کے در پہ جو پہنچائے وہ لکیر ہے یہ
نبی کے عشق کو ایماں شمار کرتا ہے

وہ اپنی خُلق میں ہے منفرد، یگانہ ہے
کرم کا جود و سخا کا وہ بھاری پتھر ہے
فقیر خو ہے پر انداز خسروانہ ہے
وہ اپنے سارے محاسن میں خوش سے خوش تر ہے

وہ مصطفیٰ کی نیابت کا فرد احسن ہے
وہ نوری شکل میں نوری شعار رکھتا ہے
قرابتوں کا امیں، قربتوں کا مامن ہے
وہ اپنے آپ میں ہر فن ہزار رکھتا ہے

سلام اس پہ کہ جو پیر با کرامت ہے
ارادتوں کے سفینے کا ناخدا ہے وہ
وہ اچھا ستھرا ہے سالار علم و حکمت ہے
عنایتوں کے دفینے کا رہ نما ہے وہ

خدا کی بارگہ رحمت و کرم میں ہم
دعا کو ہاتھ اٹھائیں کہ بخش دے مولا
بلائیں دور ہوں، ہوں ختم سارے دکھ اور غم
برائے مصطفیٰ نظمی کی بھی سنے مولا

شانِ مارہرہ

خدا کے فضل سے برکاتیت ہے شان مارہرہ
بڑھے ہی جارہا ہے دن بدن فیضان مارہرہ

حضور اچھے میاں کے نام سے جو جانا جاتا ہے
یہی ہے ہاں یہی، رشک ارم بُستان مارہرہ

یہاں پر نائب غوث الوریٰ کی حکمرانی ہے
بنا ہے ثانی بغداد اب بستان مارہرہ

جھکا جب دل تو سر کا ہوش کیا ہم کو رہے ناصح
خبر کیا تجھکو کیا ہے جلوہ جانان مارہرہ

ملے ہیں میزباں قاسم، سخی فیاض اور حاتم
نہیں لوٹیں گے خالی ہات ہم مہمان مارہرہ

نہ اپنے پیر کو چھوڑو نہ دو جے پیر کو چھیڑو
یہی پیغام مارہرہ، یہی اعلان مارہرہ

بریلی ہو بدایوں یا کچھوچھہ، سب ہی اپنے ہیں
رضا کہلائے جگ میں خاصہ خاصان مارہرہ

ارے ہم قورمہ بریانی اپنے گھر بھی کھا لیتے
ملا ہے خوش نصیبی سے ہی دستر خوان مارہرہ

سدا تم مسلک احمد رضا پر گامزن رہنا
وصیت کر گئے سید حسن فرمان مارہرہ

تحفظ کی ضمانت دی ہے ہم کو غوث اعظم نے
ملا ہے یہ بھی ہم کو صدقہ سلطان مارہرہ

رضا سا راہبر آلِ رسول پاک نے بخشا
بھلا پائیں گے کیا سنی یہ اک احسان مارہرہ

سخی کا ہات جب اٹھا، کمی کیا ہوتی دینے میں
ملا ہے دست قاسم سے ہمیں فیضان مارہرہ

کسی کی جے و جے تم کیوں پکارو کیا غرض تم کو
یہی کافی ہے **نظمی** تم رہو حسّان مارہرہ

ہم برکاتی زندہ باد

ہم بغداد کے عاشق ہیں، اور اجمیر سہاتا ہے مارہرہ سے ناتا ہے، اور مدینہ بھاتا ہے

قادری چشتی رضوی نوری، سب ہی رہیں دل شاد

ہم برکاتی زندہ باد

مارہرہ سے مدینہ تک سب سے ہم کو ملوایا ہم نے پیر ایسا پایا، جس نے حق پہچنوایا

عشقی پیمی عینی نوری، سنتے ہیں فریاد

ہم برکاتی زندہ باد

اس کے فضل و کرامت کو، دنیا نے پہچانا ہے روحانی یہ گھرانہ ہے، سب نے اس کو مانا ہے

بدایوں بریلی یا کہ کچھوچھہ، یا کہ ہو خیراباد

ہم برکاتی زندہ باد

کس میں تھی اتنی ہمت، کرے رضا سے جو حجت برکاتی اعلیٰ حضرت، کرتے رہے دیں کی خدمت

کلکِ رضا کی گرمی سے پگھلا نجدی فولاد

ہم برکاتی زندہ باد

اچھے ستھرے کا یہ نگر، شاد کرے اور شاد رہے آؤ دعا کریں مل کر، مارہرہ آباد رہے

جو بھی اس کا برا چاہے، وہ سدا رہے ناشاد

ہم برکاتی زندہ باد

نعت نبی کے صدقے میں، اثر نیا اعجاز نیا نظمی کا انداز نیا، قلم کا سوز و ساز نیا

نعت کہے اور جنت لوٹے، سب کہیں نظمی زندہ باد

ہم برکاتی زندہ باد

خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی جلسہ گاہ کے افتتاح کے موقع پر

کیا بیاں ہو شان نظمی گلشن برکات کی
کون آنکے قدر و قیمت اس حسیں سوغات کی
ارضِ مارہرہ کی رونق میں لگے ہیں چار چاند
دیکھئے تو نکہتیں اس افتتاحی رات کی

منبر نور کا ہر زاویہ نورانی ہے
نور و نکہت کی ہر اک سمت فراوانی ہے
آپ جب پہنچیں یہاں باب حسن سے ہو کر
یوں لگے سایہ فگن رشتہ روحانی ہے

آج ہر گام پہ یہ نور سا کیسا بکھرا
سارا ماحول نظر آتا ہے ستھرا ستھرا
تاج علما سے جو منسوب ہوا منبرِ نور
نوری کے فیض سے ہر گوشہ ہے نکھرا نکھرا

پنجتن کا روضہ

(سلطنت اودھ کا ایک ضلع سلطان پور اپنے عالموں اور شاعروں کے لیے کافی مشہور رہا ہے۔اسی ضلع کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے علی آباد یا علیاباد جو مہاجرین سادات کی ایک بستی ہے۔ یہاں ایک ذی اثر اور متقی سیدزادہ تھے ڈاکٹر سید ریاست حسین صاحب علیہ الرحمۃ جنھوں نے اس پورے علاقے کو سنیت سے روشناس کرایا۔ان کی اولاد میں ایک کو چھوڑ کر سبھی بیٹے ہونہار اور دین کے خادم ہوئے بڑے فرزند سید دلشاد حسین صاحب میرے مربی میرے استاد رہے ہیں۔ میرے والد کے بہت چہیتے مرید بھی ہیں اور میں نے ان کے تقویٰ اور جذبہ خدمت دین کے صلہ میں اپنے خاندان عالی کی اجازت و خلافت سے بھی سرفراز کیا ہے۔علیاباد میں سلطان مسعود سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ کے لشکریوں میں کے پانچ جانباز اپنے مرقدوں میں آرام فرما ہیں۔آس پاس کے علاقے میں آج بھی یہ بات مشہور ہے کہ پانچ پیروں کے گاؤں میں کوئی چور چوری کر کے باہر نہیں جا سکتا۔لوگوں کو اپنے بزرگوں سے اتنی عقیدت ہے کہ چوں کہ ان کے مزارات پر قبہ نہیں بنا تھا اس لیے وہ بھی اپنے مکانوں پر چھت نہیں بنواتے تھے اور نہ دو منزلہ عمارت کھڑی کرتے تھے۔مجھ فقیر پر ہمیشہ سے ہی ان بزرگوں کا خاص کرم رہا۔ جتنے دن میں علیاباد میں رہتا ہوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ پانچوں پیر ہمیشہ میرے ساتھ چل پھر رہے ہیں۔میں نے سید دلشاد حسین صاحب اور علاقے کے دوسرے دین دار لوگوں کو اعتماد میں لے کر یہ تجویز رکھی کہ ہم سب مل کر پانچ پیروں کا ایک روضہ بنوا دیں تا کہ ان کے مزارات برسات وغیرہ کے اثرات سے محفوظ رہیں۔سید صاحب موصوف پہلے تو بہت ہچکچائے مگر جب میں نے سب کے کہنے سے اور خود انھی بزرگوں کی ارواح سے استفادہ کیا تو حکم ملا ''ٹھیک ہے چھت بنوا دو مگر دروازہ نہیں لگے گا۔'' بزرگوں کا حکم سر آنکھوں پر۔سید صاحب نے اپنا کام شروع کر دیا اور چند ماہ کی محنت کے بعد روضہ بن کر تیار ہو گیا۔الحمد للہ علی احسانہ۔ہر سال اسی روضہ پر ہم برکاتی احباب علیاباد اور اطراف کے سنی حضرات کے ساتھ مل کر شاندار عرس خالص شرعی انداز سے مناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب

کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقے میں یہ روایتیں برقرار رکھے۔ آمین، بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

روضہ کی تعمیر نو کے افتتاح کے موقع پر نظمی نے چند اشعار کے ذریعہ ان شہدائے کرام کو خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ اس دیوان میں تبرک کے طور پر اسے شامل کر رہا ہوں۔)

کیسا چمک رہا ہے یہ پنجتن کا روضہ — ہاں نور سے بھرا ہے یہ پنجتن کا روضہ

آباد علی کے دم سے جو گاؤں ہے ہمارا — اس گاؤں میں بنا ہے یہ پنجتن کا روضہ

مشہور پانچ پیروں کا نام ہر طرف ہے — ان کی ہی بس دعا ہے یہ پنجتن کا روضہ

شہدا کی برکتوں سے حصہ تمھیں ملے گا — ہر اک سے کہہ رہا ہے یہ پنجتن کا روضہ

اے گاؤں والو تم بھی اپنی چھتیں بنا لو — اعلان کر رہا ہے یہ پنجتن کا روضہ

عطر نبی کی اس میں خوشبو بسی ہوئی ہے — تب ہی مہک رہا ہے یہ پنجتن کا روضہ

دل شاد کی یہ محنت رنگ لائی آج کے دن — دل شاد کر رہا ہے یہ پنجتن کا روضہ

حسنی حسینی رنگت دیوار و در سے ظاہر — نورانیت بھرا ہے یہ پنجتن کا روضہ

پیران پنجتن کو بغداد سے ہے نسبت — ہاں غوثیت نما ہے یہ پنجتن کا روضہ

ہم کیوں نہ ان کو سمجھیں مولیٰ علی کا پنجہ — مشکل کشا بنا ہے یہ پنجتن کا روضہ

ہے پنج تن کے دم سے محفوظ یہ علاقہ — گویا کہ اک قلعہ ہے یہ پنجتن کا روضہ

نظمی کا دل لگا ہے پیران پنج تن سے
دل سے لگا ہوا ہے یہ پنجتن کا روضہ

پانچ پیروں کی شان

پانچ پیروں کی جس پر نظر پڑ گئی اس کا رشتہ مدینہ سے جُڑ سا گیا
اس کے ایماں پہ اک تازگی چھا گئی اس کی روحانیت کو سکوں آ گیا
جن شہیدوں نے اپنایا اس گاؤں کو ان کا رشتہ ہے مسعود سالار سے
غازیوں جاں نثاروں کا یہ قافلہ اس علاقے کی تقدیر پلٹا گیا
کیسی عظمت ٹپکتی ہے اس روضہ سے کیسی برکات ان پانچ پیروں کی ہیں
ان سے جو پھر گیا لعنتی ہو گیا جو بھی ان کا ہوا زندگی پا گیا
یہ خدا کے وہ مقبول بندے ہیں جو دیں کی خاطر مرے اور امر ہو گئے
رب کا اتنا کرم ان کے اوپر رہا ان سے اسلام اطراف میں چھا گیا
عالیہ باد کی شان کیا پوچھیے سیدوں کی ریاست اسے مل گئی
ارض مارہرہ سے اس کا رشتہ جُڑا پرچم قادری یاں بھی لہرا گیا
یا الٰہی یہ برکاتی جلسے سدا بس اسی شان سے یوں ہی سجتے رہیں
سارے برکاتی سرسبز و شاداب ہوں میرے ہونٹوں پہ لفظ دعا آ گیا
عالیہ باد پر فیض دلشاد ہے خاندان نبی سے یہ آباد ہے
ان کا دشمن زمانے میں برباد ہے، دوست اس کا ہے جو وہ خوشی پا گیا
نظمی پر پنجتن کی نظر ہو گئی دین و دنیا کی عزت اسے مل گئی
سب سے بڑھ کر تو یہ فضل اس پر ہوا اس کو بھی نعت کہنے کا فن آ گیا

اللہ ہُو، اللہ ہُو

ذوالفقار نبی جب علی کو ملی دست شبیر کی زیب و زینت بنی
راہ اسلام میں کربلا میں چلی دین کو بخش دی اک نئی زندگی
گونج اٹھا جگ میں پھر نعرہ حیدری کہہ اٹھی ساری دنیا، علی یا علی

رائیگاں کیسے جاتا نبی کا لہو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

زیدی سادات واسط میں آ کر رکے اور واسط سے ہندوستاں کو چلے
ہند میں شمس دیں التمش سے ملے بلگرام اور اودھ کے وہ حاکم بنے
جانشیں ان کے مارہرہ آ کے بسے قادریت کے ساغر چھلکنے لگے

خوشبو بغداد کی رچ گئی چار سو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

شاہ برکت کا جب جگ میں چرچا ہوا عالم سنیت کہہ اٹھا مرحبا
شاہ آلِ محمد کی پھیلی ضیا اچھے ستھرے نے دیں کو مجلّٰی کیا
نام آلِ رسول احمدی کا بڑھا اعلیٰ حضرت نے پھر جھوم کر یہ کہا

نام مارہرہ کا لیجیے با وضو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

مرکز سنیت ہے بریلی شہر اور بریلی کا قبلہ ہے برکت نگر
جس کو کرنا ہو طیبہ نگر کا سفر مارہرہ سے ہی جاتی ہے سیدھی ڈگر
شاہ نوری کی جس پر پڑی اک نظر فضل حق سے بنا وہ ولی ہر بسر

میرے نوری کی نورانیت کُو بہ کُو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے لگیں نام کے پیر زادوں کے سینے جلیں

وقت پڑنے پہ ان کے ہی فتوے پڑھیں اور حوالے ان ہی کی کتابوں سے دیں

لے کے نام رضا دشمنوں سے لڑیں پھر بھی نام رضا پر وہ جل بھن مریں

نظمی ایسوں کے منہ پر کرو آخ تھو

پھر لگاؤ وہی نعرہ اللہ ہو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَاعَةٌ مِّنْ عَالِمٍ مُتَّكِیءٍ عَلٰی فِرَاشِهٖ يَنْظُرُ فِیْ عِلْمِهٖ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ عَاماً ۔ (رواہ الدیلمی) یعنی ایسا عالم جو بستر پر ٹیک لگا کر علم کے بارے میں غور و فکر کرے اس کی ایک ساعت عابد کی ستّر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

قلم نامہ

ایک رات طبیعت کچھ علیل تھی، حرارت کی سی کیفیت تھی۔ دیر رات گئے طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی اور ایسا لگا جیسے بس اب جان نکلی۔ توبہ استغفار سے فارغ ہولیا۔ کچھ مزاج ہلکا ہوا تو سوچا اگر اللہ تعالیٰ نے آج ہی میری زندگی کا خاتمہ لکھا ہے تو کون روک سکتا ہے۔ ایسا کروں کہ قلم کاغذ لے کر بیٹھ جاؤں اور نعت کی طرف طبیعت مائل کر دوں۔ موت آئی بھی تو کم از کم کاغذ قلم یہ گواہی ضرور دیں گے کہ نظمی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ بس یہ خیال آتے ہی قلم قرطاس سنبھال لیا اور پھر جو کچھ اس رات نظمی کو ملا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

میں ایک رات گرفتار تھا حرارت میں — ہر ایک پل تھا اضافہ مرض کی شدت میں

تبھی خیال یہ آیا کہ مر رہا ہوں میں — تو کیوں مروں نہ میں فکرِ سخن کی حالت میں

یہ سوچتے ہی قلم میں نے ہات میں پکڑا — اور اٹھ کے بیٹھ گیا بسترِ علالت میں

قلم کو میرے زباں مل گئی بحکمِ خدا — وہ مجھ سے گویا ہوا احسنِ فصاحت میں

کہا قلم نے یہ مجھ سے ارے او نظمی سن — ہوں آدھوں آدھ کا حق دار تیری شہرت میں

تو سوچتا تھا، میں لکھتا تھا نعتیں آقا کی — دماغ تیرا تھا، میری زباں تھی حرکت میں

میں بولا اے مرے محسن، مرے قلم سچ ہے — کلیدی ہے ترا کردار میری شہرت میں

مگر تو بھول گیا اپنے زعم میں اک بات — کہ تجھ کو کون چلاتا تھا نعت کی گت میں

قلم تو تُو ہی ہے رشدی کے پاس بھی لیکن — تو کیسے ساتھ نبھاتا ہے اُس خباثت میں

قلم تُو نظمی کا ہے کیسے بھول جاتا ہے — تو جب چلے گا تو میری ہی بادشاہت میں

تُو میرے ہات سے آگے تو جا نہیں سکتا — کہ میری انگلیاں حاوی ہیں تجھ پہ سبقت میں

تو میری مرضی بنا کچھ بھی لکھ نہیں سکتا — اور ہے رضا میری نعتِ شہِ رسالت میں

ہے میرا ہات مرے دل کے قبضے میں پورا — ہے میرا دل شہِ جنّ و بشر کی خدمت میں

یہ دل ہے نظمی کا رشدی لعین کا تو نہیں — تجھے تو چلنا سدا حق کی ہی حمایت میں

قلم قلم ہی رہے گا مگر یہ بھی حق ہے
چلے گا راج دھنی کا ہر ایک حرکت میں

قلم نے خندہ لبی سے کہا یہ پھر مجھ سے
یہ سچ ہے تو ہے دھنی میرا رب کی خلقت میں

ترے چلائے سے چلتا ہوں میں اور آئندہ
ترے چلائے سے چلتا رہوں گا مدحت میں

قلم بنوں کبھی رشدی کا میں خدا نہ کرے
ہو زندگی مری پوری نبی کی خدمت میں

تو نعتیں سوچ میں لکھوں لکھے ہی جاؤں میں
نہ تیری سوچ رکے، میں رکوں نہ حرکت میں

تو آج تک مجھے لکھنے کا حکم دیتا تھا
یہ میرا حکم ہے لکھ اب مری ہدایت میں

کوئی ادا کرے کیسے نبی کی نعت کا حق
مثال شمع زباں صرف ہو گو مدحت میں

خدا کے بندے ہیں پر دو جہاں کے آقا ہیں
وہی ہیں احمد مختار رب کی حکمت میں

انھیں کو زیبا ہے سرتاج، راج اور معراج
انھیں کے قدموں کی برکت جہان رنگت میں

عبادتوں کے علاوہ بہت سے نیک اعمال
خدا نے بخشے انھیں ایک شب کی دعوت میں

انھیں کی ذات ہے سرچشمہ حیات جہاں
ہیں تاجداروں کے سرخم انھیں کی خدمت میں

رموز ذات محمد نہاں کیے رب نے
عیاں وہ خلق پہ ہوں عرصہ قیامت میں

یہ بات طے ہے کہ ان کے سوا شفیع نہیں
فرید ہوں گے وہ اس رتبہ شفاعت میں

انھیں پہ باب ارم سب سے پہلے وا ہوگا
انھیں کے امتی جائیں گے پہلے جنت میں

نظر نہ آقا کے رخ سے ہٹے گی بھولے سے
رہیں گے ہم تو بڑے مست مست جنت میں

بس ایک بات میں آخر میں کہہ دوں اے نظمی
بڑا مزہ آیا مجھ کو تمھاری حجت میں

میں آدھوں آدھ کا حق دار کیسے ہو جاتا
اگر چلاتے نہ تم دین کی حمایت میں

میں اس قلم سے بھی بے زار ہوں یقیں جانو
پھنسا ہوا ہے جو رشدی لعیں کی لعنت میں

زباں زباں ہے قلم ہے وہی قلم **نظمی**
جو جب چلے تو چلے رب کی ہی اطاعت میں

ہے رب کا شکر کہ تم کو بنایا رب میرا
یہ ناز میرا رہے گا خدا کی نعمت میں

چلاؤ خوب چلاؤ مجھے تمھیں حق ہے
میں کام دین کے آؤں تمھاری معیت میں

تمھیں دماغ چلاؤ گے اور مجھ کو بھی
تو دوہرا حصہ ملے گا خدا کی سنّت میں

ثواب کرنے پہ طرفین اجر پائیں گے
ثواب کا ہے یہی فلسفہ شریعت میں

تمھارے صدقے میں مجھ کو بھی بھیک مل جائے
تو میں بھی سمجھوں کہ ہوں بادشاہ قسمت میں

اٹھا کے چوم لیا میں نے پھر قلم اپنا
مرے رفیق مرے رازدار ہر مت میں

تو میرے ہات میں جب سے ہے جب میں بچہ تھا
مجھے پتہ نہ تھا کیا سر ہے تیری خلقت میں

کھلونا جان کے میں پھینکتا پھرا تجھ کو
کبھی رکھا تجھے بتیس کی امانت میں

پھر ایک دن مرے استاد نے پکڑ کر ہات
دیا تجھے مری انگشت کی امانت میں

جو پہلا لفظ لکھا میں نے تھا وہ اللہ ۔
مرے قلم کا بھی ایماں خدا کی وحدت میں

پھر اس کے بعد لکھا نام جانِ رحمت کا
کہ جن کے نور سے آیا ہے نور خلقت میں

الف لکھا، لکھی حا اور پھر بنائی میم
بنائی دال پھر اس اولیں عبارت میں

الف ہے مثل قیام، حا رکوع، سجدہ میم
ہے دال قعدہ کی صورت ہر ایک رکعت میں

ہے نام کتنا حسیں کتنی برکتوں والا
حروف جس کے ہیں سرِّ نہاں عبادت میں

قلم اے میرے قلم، مجھ سے روٹھنا نہ کبھی
کبھی کمی نہ ہو میری تری محبت میں

میں شعر سوچوں تو قرطاس پر اتار اسے
کہ کاروبار رہے مشترک معیشت میں

مجھے ثواب ملے اس میں تیرا آدھا ہو
ترا ثواب ملے مجھ کو نصف قیمت میں

الٰہی میرے ارادوں کو دے عمل کا لباس
مرے قلم کو چلا نعت ہی کی صنعت میں

سانحہ منیٰ

(۱۹۹۷ء کے سفرِ حج کے دوران منیٰ میں زبردست آگ لگی تھی۔ نظمی بھی اپنی والدہ اور اہلیہ کے ہمراہ وہاں موجود تھا۔ موت کو روبرو دیکھا۔ آگ نے دس فی صدی بدن جھلسا دیا۔ یہ تاثرات اسی حادثے کے زیرِ اثر ہیں۔)

کاش ہم منیٰ کے ان شعلوں کو نگل جاتے
کتنے لوگ بچ جاتے، زندگی میں پل جاتے

کوہ طور، ہم نے بھی ایک شعلہ دیکھا ہے
نعت خوان احمد تھے ورنہ ہم بھی جل جاتے

وہ منیٰ کا منظر کیا کوئی بھول پائے گا
ماں کی فکر تھی ورنہ بچ کے ہم نکل جاتے

رب نے ہم کو بخشا تھا ایک موقع خدمت کا
اپنی جاں بچانے کو کیوں بھلا پھسل جاتے

رب کا شکر کرتے ہیں والدہ رہیں محفوظ
وہ ضرور جل جاتیں ہم اگر نہ جل جاتے

ہاں حواس پر ہم نے جلد پا لیا قابو
ورنہ آگ سے تن کے زاویے بدل جاتے

ایک سانحہ کہیے یا کہ پھر سزا کہیے
کاش ہم کو عبرت ہو کاش ہم سنبھل جاتے

دائمی سند **نظمی** تم کو مل گئی حج کی
مہر تم پہ کیا لگتی بچ کے گر نکل جاتے

آزمائش

مجھے چنا گیا لاکھوں میں آزمائش کو
یہ میرا اپنا مقدر ہے خوش نصیب ہوں میں
تھے یوں تو لاکھوں ہی زائرِ منیٰ کے میداں میں
پر آگ نے مجھے تاکا، یہ حکم ربی تھا
میں بچ نکلتا، یہ میرے لیے نہ تھا مشکل
میں ماں کو چھوڑتا کیسے اس آگ کے اندر
گھسیٹتا انھیں میں لے گیا پہاڑی پر
پہنچنے والے تھے اوپر مگر تبھی امی
نڈھال ہو کے گریں اور ہو گئیں بے ہوش
یہ وقت وہ تھا کہ آگ آ گئی ہمارے قریب
بدن سے میں نے چھپایا پھر اپنی امی کو
اور آگ مجھ کو جھلستی ہوئی نکلتی گئی
وہ ایک لمحہ کہ مرنے کا جب ہوا احساس
دھوئیں نے روک دیں سانسیں اس ایک پل کے لیے
زباں پہ جاری ہوا کلمہ اور درود شریف
خدایا تیرے نبی کا میں ایک نواسہ ہوں
اگر میں جل گیا کیا ہوگا میرے بچوں کا
ابھی ہے مجھ کو بہت کام دین کا کرنا
ابھی تو لکھنی ہیں مجھ کو بہت سی نعتیں بھی

ترے حبیبِ مکرم کا میں ثنا خواں ہوں
مجھے حوالے نہ کر آگ کے مرے مولیٰ
گناہ گار ہوں عصیاں شعار ہوں پھر بھی
گلے میں پٹّہ ہے بغداد والے آقا کا
رگوں میں خون ہے مارہرہ والے سید کا

تبھی نظر پڑی ایک خالی بس کھڑی مجھ کو
میں اس میں بیٹھا سلگتے ہوئے وہ زخم لیے
پھر اسپتال میں داخل کیا گیا مجھ کو
اٹھارہ دن رہا مکہ کے اسپتالوں میں
خدا کا شکر کہ ارکان حج ہوئے پورے
سماں وہ آج بھی آنکھوں میں گھوم جاتا ہے
نہ جانے کتنے نفر آگ میں شہید ہوئے
بہت سے ہو گئے معذور زندگی بھر کو
خدا نہ ایسی مصیبت دوبارہ لائے کبھی
سلامتی میں ہوں سارے کے سارے حج پورے
عبادتوں میں نہ رخنہ پڑے کبھی کوئی
منیٰ کے سارے شہیدو تمھیں ہمارا سلام
تمھیں تو حج سے بھی بڑھ کر کہیں ملا انعام۔

امی کی یاد میں

ہر فرد پوچھتا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟ — ہر دل یہ کہہ رہا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

اچھے میاں کے گھر کی جو تھیں شمع فروزاں — اندھیارا ہو گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

چھوٹوں پہ دست شفقت اور ہر بڑے کی عزت — جب ہی تو غل مچا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

پانی نمک شکر پر قرآن پڑھ کے دینا — ہر کوئی ڈھونڈھتا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

محبوب اور محب (۱) میں تھی دوستی مثالی — سب گم سا ہو گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

آل حبیب (۲) خوش ہیں گھر آ گئی ہے بیٹی — اب کس سے پوچھنا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

نوری میاں کے گھر کی رونق تھی جس کے دم سے — وہ دیپ بجھ گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

جن کے خلوص و خدمت کا تذکرہ ہے جگ میں — ایک شور سا اٹھا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

برکاتیوں کے سر پر شفقت کی تھیں وہ چھتری — سایہ وہ اٹھ گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

سید میاں کے گھر سے رخصت ہوئی ہیں دولہن — ہر لب پہ یہ صدا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

نوری درخشاں (۳) بی بی رخصت ہوئیں جہاں سے — چو طرفہ یہ صدا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

نور جبین خلعت (۴)، نوری کے گھر کی طاعت — دل دھک سے ہو گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

دیوار و در سے نظمی آوازیں آ رہی ہیں — سنسان گھر پڑا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

(۱) سیدہ محبوب فاطمہ، حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ۔ محب فاطمہ میری والدہ ماجدہ کا لقب تھا۔

(۲) سید شاہ آلِ حبیب زیدی علیہ الرحمۃ، والدہ ماجدہ کے والد محترم۔

(۳) نوری درخشاں سے سال وفات ۱۴۲۱ھ نکلتا ہے۔

(۴) نور جبین خلعت سے سال وفات ۱۴۲۱ھ برآمد ہوتا ہے۔

رشدی کے رد میں

جو محمد ہیں مذمم ان کو کیا کر پائے گا
آپ اپنی موت رشدی ایک دن مر جائے گا

جن کو بخشا رحمۃ للعالمیں رب نے لقب
ان شاء اللہ ان کا ہر گستاخ منہ کی کھائے گا

رشدی تجھ پر ہو گیا ہے مغربی جن کا اثر
یا کہ تیرے دل کے اندر کر لیا شیطاں نے گھر

باعث تخلیق عالم جن کی ذات پاک ہے
ان کی عظمت کو ترے ناول سے کیا پہنچے ضرر

ہاں مگر تیرے گلے میں طوق لعنت پڑ گیا
بو لہب ثانی تو کہلائے گا رشدی عمر بھر

تیری ہاں میں ہاں ملانے والے سارے بدنصیب
روپ میں انسان کے شیطان ہیں سب سر بسر

اے مسلمانو نہ یوں ہو مشتعل اور مضمحل
نطفہ ابلیس ہے رشدی تو پھیلائے گا شر

علم ایسا علم نافع ہو نہیں سکتا کبھی
جس کے حامل کو نہ ہو کچھ امتیازِ خیر و شر

وہ محمد مصطفیٰ جن کے سبھی مداح ہیں
جن کے دست پاک میں ہے انتظام بحر و بر

جلوہ نور ازل ہیں رب کے وہ محبوب ہیں
ان کی کیا توہین کر پائے گا رشدی بے خبر

ہے نجس رشدی تو اس کے سر کی کیوں قیمت لگے
کیوں نہ ہم ذکر محمد پر لٹائیں سیم و زر

لب پہ ہو صل علیٰ کا ذکر **نظمی** دم بہ دم
اور پڑھو لاحول تم سلمان رشدی نام پر

مرثیہ برشہادت مولوی بشیر احمد قادری برکاتی

قربانیوں کا درس دیا ہے بشیر نے
حقانیت کو اونچا کیا ہے بشیر نے
مرشد کی سنتوں کو نبھایا ہے عمر بھر
سید میاں کا روپ لیا ہے بشیر نے

کسی کا بس نہیں چلتا ہے حکم یزداں میں
بدل سکا ہے نہ کچھ بھی نوشت برہاں میں
وہ روزہ دار، نمازی، وہ قاری قرآں
کہ جو شہید ہوا عین وسط رمضاں میں
قصور اس کا بس اتنا کہ حق پرست تھا وہ
بہت ہی پختہ تھا وہ اپنے دین و ایماں میں
وہ میرا دوست بھی تھا اور پیر بھائی بھی
بہت سی خوبیاں یکجا تھیں ایک انساں میں
وہ سنیت کا مجاہد، وہ غازی دوراں
فدائے مرشد عالی تھا جسم میں، جاں میں
نہ جانے کتنوں کو عزت کی زندگی بخشی
مگر شہید ہوا خود مکان ویراں میں
یزیدیوں نے گلے پر چلائیں جب چھریاں
بنا حسین کا نائب وہ طرز قرباں میں
بشیر احمدِ برکاتی، زندہ جاوید
شہید مرتے نہیں، درج ہے یہ قرآں میں
بشیر تم کو زمانہ رکھے گا یاد سدا
تمھارا نام ہے شامل صفِ شہیداں میں
پڑھا ہے مرثیہ **نظمی** نے اپنے بھائی کا
وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ کی برہاں میں

دسویں محرم

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا کہ جب آدم نے اِذنِ عفو پایا تھا
سلیقہ اُن کو توبہ کا خدا نے خود سکھایا تھا
وہ ایک لمحہ کہ جب نام محمد لب پہ آیا تھا
کہ جس نے ان کا منصب اور بھی آگے بڑھایا تھا

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا جناب نوح کو طوفاں نے گھیرا تھا
خدائے پاک نے پانی کا رخ شہروں کو پھیرا تھا
جو تھے ایمان والے ان کا ایک کشتی میں ڈیرا تھا
خدا کے فضل سے یہ قافلہ جودی پہ ٹھہرا تھا

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا بنی گلزار جب نمرود کی آتش
کرم سے رب کے الٹی ہو گئی شیطان کی سازش
خلیل اللہ پر ہونے لگی اکرام کی بارش
ملی روحانیت کی سلطنت، فکر رسا، دانش

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا کہ اسماعیل کو اعلیٰ ملا رتبہ
بطور فدیہ بھیجا رب نے ان کو جنتی دنبہ

انھی کا خانداں ختم الرسل کا بن گیا کنبہ
بنایا باپ اور بیٹے نے رب کے حکم سے کعبہ
محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا کلیم اللہ قلزم پار اترے تھے
خدا کے حکم سے فرعونی سب دریا میں ڈوبے تھے
جو تھے توحید والے سب کے سب نورانی چہرے تھے
جومشرک تھے تو ان کے منہ بھی کالے دل بھی میلے تھے
محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا کہ روح اللہ پہنچے آسمانوں پر
خدا کا قہر ٹوٹا تھا یہودی بے ایمانوں پر
عذاب آیاخدا کا ان صلیبی حکمرانوں پر
سور کی شکل میں پھرتے تھے وہ اپنے ٹھکانوں پر
محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

یہی دن تھا حسین ابن علی جب رن میں اترے تھے
یزیدی فوج کے چاروں طرف سے ان پہ پہرے تھے
نبی کے دیں کی خاطر جنگ کے میداں میں ٹھہرے تھے
جہاد فی سبیل اللہ سے روشن ان کے چہرے تھے
محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

رمضان کا قصیدہ

رمضان کا مہینہ ہے ایماں سے منسلک
اللہ کے حبیب سے ، قرآں سے منسلک

رزقِ خدا جو اترا ہے شعبان ماہ میں
اس کا ہی شکر کرتے ہیں رمضان ماہ میں

دن میں خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں
یعنی سحر سے شام تلک روزہ رکھتے ہیں

مغرب کے وقت کھلتا ہے روزہ کھجور سے
ملتا ہے نعمتوں کا خزانہ حضور سے

جو ہے ہزار ماہ سے افضل وہ ایک رات
اتریں فرشتے جس میں مسلسل وہ ایک رات

قرآن پاک کا ہوا اس رات میں نزول
رب نے عطا کیے ہمیں اسلام کے اصول

روزے میں رب کا خوف ہے، پاکی ہے ، خیر ہے
روزے کے رکھنے والے کو جنت کی سیر ہے

روزے کا اجر اور جزا کردگار خود
ملتا ہے روزہ دار سے پروردگار خود

راتوں کو روزہ دار تراویح جب پڑھیں
ہر ہر رکعت کے ساتھ کئی مرتبے بڑھیں

سحری کے وقت ساری دعائیں قبول ہوں

افطار میں جو کھائیں غذائیں قبول ہوں
خوشبو جو روزہ دار کے منہ سے نکلتی ہے
رب کو وہ مشک سے بھی کہیں اچھی لگتی ہے
نعمت زمیں پہ آتی ہے شعبان جاتے ہی
ابلیس قید ہوتا ہے رمضان آتے ہی
روزے میں روزہ دار جو کرتا ہے نیکیاں
ان کے عوض اسے ملے اللہ کی اماں
روزہ ہو منہ میں لب پہ ہوں قرآں کی آیتیں
پھر کیوں نہ ایسے شخص کو خوش خبریاں ملیں
خوش خبری سب سے بڑھ کے ہے جنت کی دوستو
رب کی رضا' نبی کی شفاعت کی دوستو
مزدوری ماہ بھر جو کی پروردگار کی
اجرت میں عید مل گئی صد انتظار کی
فطرے کے حکم میں ہے مساوات کا سبق
مفلس کا بھی خیال ہو ' اس بات کا سبق
پیسہ جو ہو غریب بھی کپڑے بنائیں گے
سب ایک ساتھ عید کی خوشیاں منائیں گے
یارب ہمیں بھی روزوں کی برکات ہوں عطا
سارے گناہ معاف ہوں ' اور بخش دے خطا
رمضاں میں ہم عبادتیں بھرپور کر سکیں
تیری رضا سے جھولیاں ہم اپنی بھر سکیں

روزہ رکھیں، قرآن سنیں، نفل بھی پڑھیں
تقویٰ پرہیزگاری کے زینوں پہ ہم چڑھیں

صدقہ میں مصطفیٰ کے ہمیں شادکام رکھ
اپنے حبیب پاک کا ہم کو غلام رکھ

نظمی نے یہ قصیدہ جو رمضان کا لکھا
عمرے کا اجر قدرت رحمان سے ملا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **نَوْمَ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَمُذَاكَرَاتُهُ تَسْبِيحٌ وَنَفْسُهُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ قَطْرَةٍ نَزَلَتْ مِنْ عَيْنِهِ تُطْفِيْ بَحْراً مِّنْ جَهَنَّمَ**۔ (تفسیر کبیر، جلد اوّل، ص۲۸۱) یعنی عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا علمی مذاکرہ تسبیح ہے اور اس کی سانس صدقہ ہے اور آنسو کا ہر وہ قطرہ جو اس کی آنکھ سے بہے وہ جہنم کے ایک سمندر کو بجھا دیتا ہے۔

منقبت درشانِ حضرت سید منیر الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

قطبِ ارشاد علاقہ فیروز آباد، اتر پردیش

سارے جگ میں ہوگیا چرچا منیر الدین کا
دیکھیے جس کو وہ ہے شیدا منیر الدین کا

دستک ان کے نام سے دو گمشدہ واپس ملے
نام ہے نصرت بھرا کتنا منیر الدین کا

زندگی میں آپ چودہ مرتبہ حج کو گئے
بارگاہِ رب میں تھا رتبہ منیر الدین کا

خاندان غوث اعظم کے تھے وہ چشم و چراغ
تھا حسن کی آل سے رشتہ منیر الدین کا

حافظِ قرآں بھی تھے اور عاملِ قرآن بھی
خدمتِ مخلوق تھا طرّہ منیر الدین کا

ہند میں آئے مراقش سے، یہیں پر بس گئے
پھیلا پھر اس ملک میں کنبہ منیر الدین کا

آپ کے کنبے میں تھے دلّی کے خواجہ میر درد
علم و فن پر تھا بڑا قبضہ منیر الدین کا

قادری مرکز بنا ہے چوڑیوں کے شہر میں
ہر طرف بکھرا ہوا جلوہ منیر الدین کا

سالک مجذوب تھے اور زہد و تقویٰ کے امیں
علم روحانی میں تھا حصہ منیر الدین کا

ان کی زیارت کے لیے مشتاق رہتے تھے سبھی
غوث اعظم جیسا تھا چہرہ منیر الدین کا

صاحب سجادہ جو سید جمال الدین ہے
صاحب نسبت ہے وہ پوتا منیر الدین کا

نظمی تجھ کو خاص نسبت ہے محی الدین سے
تیرے کنبے پر رہے سایہ منیر الدین کا

مارہرہ، ۵ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ

تضامین بر کلام الامام

واہ کیا جودو کرم ہے

فضل ہے شاہ و گدا سب پہ ہی یکساں تیرا جھولی خالی نہ کبھی لے گیا منگتا تیرا
رَو میں رہتا ہے سخاوت کا یہ دریا تیرا واہ کیا جودو کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

قمر و شمس ہوں قربان وہ چہرہ تیرا نور ہی نور ہے وہ جلوہ زیبا تیرا
دونوں عالم پہ ہے چھایا ہوا سایہ تیرا دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

مرتبہ نبیوں میں ہے افضل و اعلیٰ تیرا نور مسجود ملائک ہے نرالا تیرا
بادشہ سر پہ رکھیں پاک وہ جوتا تیرا اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

کور دل عظمت و برکت تری کیا پہچانیں جو ہیں شیطان کے پیرو وہ تجھے کیا مانیں
رفعتیں تیرے لیے تیرے لیے سب شانیں فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

رب ہے معطی میں ہوں قاسم یہ ہے تیرا فرمان جس کا کوئی نہیں اس کو بھی ملے تیری امان
انبیا جس سے مدد لیں وہ رسول ذی شان آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

آئے ہیں در پہ ترے دل میں لیے حزن وملال دشمنوں سے ہیں ترے چاہنے والے بے حال
ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو شہ دین سنبھال تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

پاؤں سب ولیوں کی گردن پہ، وہ ہے شان رفیع　　قدرت حق سے ملا رتبہ عالی و وسیع
بندہ مقتدر و قادر و قیوم و سمیع　　تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ مجھ پر درود بھیجنا تمھارے لیے رب کی رضا کا سبب ہے۔

☆ مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ یہ تمھارے گناہوں کا کفارہ ہے۔

☆ مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ یہ درود تمھارے لیے زکوٰۃ کے حکم میں یعنی صدقہ ہے۔

☆☆☆

سرور کہوں کہ۔۔۔

اعلیٰ کہوں کہ اذکیٰ و اتقیٰ کہوں تجھے　　اسنیٰ کہوں کہ اجلیٰ و اصفیٰ کہوں تجھے
بالا کہوں کہ والا و اعلیٰ کہوں تجھے　　سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

گم گشتہ راہ ہوں میں تجھے خضر رہ کہوں　　ایماں کی جان تجھ کو کہوں دیں پنہ کہوں
نور خدائے پاک کا اک آئینہ کہوں　　حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جان مراد کان تمنا کہوں تجھے

سرور کہوں کہ مالک ہر دوسرا کہوں　　رافع کہوں کہ شافع روز جزا کہوں
ظلِ الہ کہوں تجھے نور خدا کہوں　　گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

کیا کہنے تیرے جلوہ زیبا کی برکتیں　　افسردہ و ملول کو ملتی ہیں راحتیں
نور خدا کی ہر سو برستی ہیں نعمتیں　　اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلاّ کہوں تجھے

شایاں ہے تجھ کو نبیوں رسولوں کی افسری　　تیرے قدم سے عرش کو ملتی ہے برتری
تیری ہی ذات باعث تخلیق کُل بنی　　تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

جس کو خدا نے خود کہا محبوب و مصطفیٰ　　جس کے نسب میں گذرے ہیں اقطاب و اولیا
شان اس کی کیا گھٹائے گا کم بخت نجدیا　　لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

نبی رازدار مع اللہ لی ہے

نبی رازدار جلی و خفی ہے نبی جس کو مل جائے جنت ملی ہے
یہ بات ہم نے قرآن سے بھی سنی ہے نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی رازدار **مع اللہ لی** ہے

حبیب خدا وہ رسول معظم کہ جس کی ثنا کر رہے ہیں دو عالم
وجود خدا کا نشان مکرم ہے بے تاب جس کے لیے عرش اعظم
وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے

ہے ایماں کی کشتی کا تو ہی تو ساحل ہے راہ ہدیٰ کی تو ہی عین منزل
ہے تو ہی دو عالم کی رونق میں شامل ترے چاروں ہم دم ہیں یک جان و یک دل
ابو بکر و فاروق و عثماں علی ہے

تجھے رب نے اوصاف اتنے ہیں بخشے شمار ان کا ممکن نہیں ہے کسی سے
ہیں تجھ سے عیاں نور یزداں کے جلوے خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دوعالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

مدد کے لیے آیئے میرے سرور پلا دیجیے مجھ کو بھی جام کوثر
گناہوں سے ہیں میرے حالات ابتر تمنا ہے فرمایئے روز محشر
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

ترے نام سے ہر مصیبت ٹلا کی تصور سے چھٹتی ہے بدلی بلا کی
تری یاد ہے یاد رب عُلا کی شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

عظمت رسول اللہ کی

انبیا پر ہے عیاں عظمت رسول اللہ کی ہے. کلام پاک میں مدحت رسول اللہ کی
عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی ہے دل شیطان پر ہیبت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

وہ شہ عالی وقار عالی شرف عالی نسب نور اطہر جس کا تھا تخلیق آدم کا سبب
اک اشارے سے مٹایا جس نے باطل سب کا سب کافروں پر تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

مل گیا اس کو خدا جو مصطفیٰ سے مل گیا واصل نار جہنم آپ کا منکر ہوا
سب خزانوں کا خدا نے آپ کو مالک کیا لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

رب نے اپنے علم سے محبوب کو حصہ دیا آپ کی امت میں ہیں سارے رسول و انبیا
شافع روز جزا کا مرتبہ ان کو ملا وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

انگلیوں سے چشمے جاری ہوں وہ ان کا دست پاک بادشاہی جس پہ ہو قرباں وہ ان قدموں کی خاک
معجزات مصطفیٰ کی سارے عالم میں ہے دھاک سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ذکر سب پھیکے پڑیں جب تک نہ وہ مذکور ہو جس کی مدحت میں کلام پاک سا منشور ہو
ایسی ذات پاک کی عزت سے جو معذور ہو تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اندازِ وحدت کا

ملا جس کو شرف معراج کی شب حق کی دعوت کا　　پتہ چلتا ہے جس کی شخصیت سے رب کی عظمت کا
ہوا ہے نور جس کا باعث ایجادِ خلقت کا　　محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت سے کچھ انداز وحدت کا

خدا نے جس کو فرمایا ہے اپنے نور سے پیدا　　نہ تھا پہلے نہ ہوگا اب جہاں میں کوئی اس جیسا
وہ جس کی جوت سے روشن ہوا ہر طبقہ دنیا　　گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا
تعالی اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

محمد جس سے راضی ہوں خدا بھی اس سے ہو راضی　　بیاں توصیف کیا ہو ہم سے اس رحمت سراپا کی
ہے ذات مصطفیٰ لاریب نعمت حق تعالیٰ کی　　نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

وہ جس کے در سے عاصی شاد کام و شادماں لوٹیں　　گنہ گار اس کا نام پاک لے کے نار سے چھوٹیں
وہ جس کے فضل کی دھومیں مچی ہیں ہر دو عالم میں　　صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہ گارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

خدا کے حکم سے جبریل جن کی ایڑیاں چومیں　　کہ جن کا نام سنتے ہی تمامی انبیا جھومیں
فرشتے عرش پر دیدار کی حسرت لیے گھومیں　　خم زلف نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

گنہ گاروں خطاواروں کو آقا تم سنبھالو گے　　بدوں کو اپنی کالی کالی چادر میں چھپالو گے
جنھیں تم آتش دوزخ میں جلنے سے بچالو گے　　جنھیں محشر میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

مجھے جس دم مرے احباب تنہا چھوڑ کر جائیں　　تو میری قبر میں یارب محمد مصطفیٰ آئیں
مرے آقا مجھے بس اپنا ہی دیدار کروائیں　　الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کم خواب بصارت کا

کہیں **نظمی** تم ان کے گیت گانے سے نہ رک جانا　　رسولوں کی یہ سنّت ہے محمد ہی کے گن گانا
ہمیشہ یاد رکھنا اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا　　رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہات آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **مَنْ اَهَانَ الْعَالِمَ فَقَدْ اَهَانَ الْعِلْمَ وَمَنْ اَهَانَ الْعِلْمَ فَقَدْ اَهَانَ النَّبِيَّ وَمَنْ اَهَانَ النَّبِيَّ فَقَدْ اَهَانَ جِبْرِيْلَ وَمَنْ اَهَانَ جِبْرِيْلَ فَقَدْ اَهَانَ اللهَ وَمَنْ اَهَانَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔** جس نے عالم کی توہین کی تحقیق اس نے علم دین کی توہین کی اور جس نے علم دین کی توہین کی اس نے نبی کی توہین کی اور جس نے نبی کی توہین کی اس نے جبریل کی توہین کی اور جس نے جبریل کی توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی اور جس نے اللہ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۸۱)

مژدہ باد اے عاصیو

نام ہے جس کا بڑا جس کی بڑی سرکار ہے　　وہ محمد مصطفیٰ ہے احمد مختار ہے
سب رسولوں اور نبیوں کا وہی سردار ہے　　مژدہ باد اے عاصیو شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذات خدا غفار ہے

رفعتیں سارے جہاں کی جس کے ہیں زیر نگیں　　کالی کملی والا آقا ارض طیبہ کا مکیں
لاکھ گھومو لاکھ ڈھونڈو اس کا ثانی ہی نہیں　　عرش سا فرش زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نام خدا رفتار ہے

ان کی ذات پاک میں اللہ کی ہیں نعمتیں　　ذکر میں ان کے چھپی ہیں برکتیں ہی برکتیں
سنگریزے ان کے نام پاک کا کلمہ پڑھیں　　چاند شق ہو پیڑ بولیں ناجور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

ہوگیا دشوار مولیٰ اب تو دنیا میں گذر　　منزلیں گم ہو گئی ہیں راستے ہیں پُر خطر
منتظر ہوں میرے آقا اب تو اپنا فضل کر　　تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

اعلیٰ حضرت سا کوئی پیدا نہ ہوگا مدح خواں　　نعت گوئی جن کو بخشش ہے خدا کی بے گماں
ایک ایک مصرع ہے نعت سرور کون و مکاں　　گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

نعت نبی کی بخشش

تمہارے در پہ عقیدت سے سر جھکائے فلک　　تمھارے کوچے کی گلیاں ہیں پارہائے فلک
قدم تمہارے پڑیں جھوم جھوم جائے فلک　　تمھارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک
تمھارے لال کی ناقص مثل ضیائے فلک

ورائے عرش وہ سردار انس و جاں پہنچا　　خدا کے پاس خدا کا وہ رازداں پہنچا
بلندیوں کو نہ اس کی کوئی گماں پہنچا　　سر فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

سفر حرم سے ہوا تا بہ مسجد اقصیٰ　　بہ جسم و روح یہ کون عرش سے پرے پہنچا
یہ معجزہ مرے آقا کا تھا بحکم خدا　　یہ ان کے جلوے نے کیں گرمیاں شب اسریٰ
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ وطلائے فلک

خزانے رکھتے ہیں دونوں جہاں کے شاہ زمن　　مہکتے ہیں عرق مصطفیٰ سے سارے چمن
وہ رحمتوں کا خزانہ وہ نعمتوں کی بھرن　　مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسہ مہ لے کے شب گدائے فلک

وفور حب نبی نے کرامتیں بھر دیں　　حسّان ثانی رضا سا کوئی کہیں بھی نہیں
ہر ایک شعر ہے لاریب شہد سے شیریں　　رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمین فلک کا ہوا سمائے فلک

وقار عارض

حسن خود ہووے دل و جاں سے نثار عارض　　مصحف پاک ہے خود مدح نگار عارض
مرحبا صل علیٰ شان و وقار عارض　　نار دوزخ کو چمن کر دے بہار عارض
ظلمت حشر کو دن کر دے نہار عارض

تیری زلفوں کو خود اللہ نے واللیل کہا　　نجم ثاقب تجھے رب نے لقب پاک دیا
تیرے چہرے کی قسم یاد کرے رب علا　　میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہار عارض

صبح امید ہے امت کے لیے زلف دوتا　　عطر سے بڑھ کے معطر ہے پسینہ ان کا
جسم وہ جسم کہ جس کا کوئی سایہ ہی نہ تھا　　جیسے قرآن ہے ورد اس گل محبوبی کا
یوہیں قرآں کا وظیفہ ہے بہار عارض

ان کو بخشے ہیں خدا نے وہ کمالات و صفات　　جن کی تعریف میں اتری ہیں قرآنی آیات
ذات پر ان کے ہے موقوف دو عالم کی نجات　　ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینہ ذات
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقار عارض

آپ مل جائیں جسے اس کو خدائی مل جائے　　اک نظر ہو تو گھٹا غم کی یہ ساری چھٹ جائے
حکم ہو جائے تو عصیاں کا اندھیرا ڈھل جائے　　جلوہ فرمائیں رخ دل کی سیاہی مٹ جائے
صبح ہو جائے الٰہی شب تار عارض

جن کے اوصاف و محاسن ہوئے قرآں میں بیاں　　جن کی عظمت کے تعارف کو بنے کون و مکاں
جن کے اخلاق کا شاہد ہے مقدس قرآں　　نام حق پر کرے محبوب دل و جاں قرباں
حق کرے عرش سے تا فرش بہار عارض

پیارے کے پیارے گیسو

جانِ رحمت کے انوکھے وہ نیارے گیسو کھائی قرآں نے قسم جن کی وہ پیارے گیسو
بھائے اللہ کو بھی ان کے دلارے گیسو چمنِ طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو

دل مومن سے جہنم کی بڑی فکر مٹی ہو گئی حسرتِ دیدار مدینہ پوری
دیکھ کر گنبدِ خضریٰ کو نئی روح ملی کی جو بالوں سے ترے روضے کی جاروب کشی
شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

دیو بندی پر گرز آگ کے ہر دم برسیں منکر عظمت احمد ہیں جو، دوزخ میں جلیں
اے خدا گورِ وہابی میں تو کیڑے ہی پڑیں ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

نعمتِ رب ترا جلوہ برے حالوں کے لیے ہوئی تخلیق جہاں تیرے اجالوں کے لیے
پھرتا ہے شمس اجالے ترے گالوں کے لیے شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لیے
کیسے ہاتوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

نوراس نور مجسم سے زمانے کو ملا ثانی حسن محمد نہیں کوئی بخدا
زلف محبوب کو واللیل ہے قرآں نے کہا تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

جمالِ گل

عالم ہے مشک بیز بہ عطر جمال گل　　اس طور سے ہے عام وہ جودو نوال گل
محشر کے روز سب پہ عیاں ہوگا حال گل　　کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گل
پامال جلوہ کف پا ہے جمال گل

موسیٰ کو جن کا امتی ہونے کی آرزو　　مانگیں جنھیں خدا سے براہیم نیک خو
عیسیٰ کا مژدہ، جان سلیمان خوب رو　　جنت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ وبو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل

سرتاج انبیا ہیں وہ سردار انس و جاں　　ہیں آبروئے باغ رسالت وہ بے گماں
ان کو خدا نے دی ہیں خزانوں کی کنجیاں　　ان کے کرم سے سلعہ غالی ہوئی جناں
واللہ میرے گل سے ہے جاہ جلال گل

ان پر سلام بھیجیں شب و روز قدسیاں　　ان سے شروع ہوئی ہے دوعالم کی داستاں
قرآن میں بیان ہوئیں ان کی خوبیاں　　سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل

حسن رسول کا کوئی کیا کر سکے بیاں　　شمس و قمر ہیں چہرہ انور کی جھلکیاں
رشک ہزار عرش ہیں وہ پیاری ایڑیاں　　ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

سنّی کے دل میں نور وہابی کے دل میں داغ　　سنّی کو لذتیں ملیں نجدی کو زاغ زاغ
روشن رہے مناقب احمد کا یہ چراغ　　یارب ہرا بھرا رہے داغ جگر کا باغ
ہر مہ مہ بہار ہو ہر سال سال گل

صبح دل آرا دیکھو

رشک صد عرش ہے جو، آج وہ قبہ دیکھو مصطفیٰ پیارے کی تربت کا یہ جلوہ دیکھو
رات دن اتریں فرشتے یہ کرشمہ دیکھو حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

دل مومن کو ملے دیکھے سے جس کے راحت ہو گی کیا روضہ اقدس سے بھی بڑھ کے جنت
دیکھو تو گنبد خضریٰ کی وہ شان و شوکت رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینے کو چلو صبح دل آرا دیکھو

کرلی جی بھر کے وہاں سعی صفا و مروہ سنگ اسود کا بھی تم نے لیا صدہا بوسہ
مولد حضرت احمد کا لیا ہر تحفہ خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

نورِ یزداں کی حرم پر وہ چھٹائیں دیکھیں رب تعالیٰ کی جلالت کی شعاعیں دیکھیں
ہیبت و عزت و عظمت کی گھٹائیں دیکھیں اولیں خانہ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو

حرم مکہ سے ظاہر ہے خدا کی ہیبت سلب ہوتی ہے وہاں شاہوں کی ساری طاقت
ہر قدم پر نظر آتی ہے خدا کی قدرت بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوش رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

اے ملیح عربی

سونے دیتی نہیں فرقت کی یہ ریناں ہم کو　　مضطرب رکھتی ہے اک آتش پنہاں ہم کو
زندگی جس کے بنا ہے تپ ہجراں ہم کو　　یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو

جس کو اللہ نے دی عظمت لا متناہی　　جس کے کوچہ پہ ہو قربان گلی جنت کی
جس کی نکہت سے ہیں سرشار رسول اور ولی　　جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گل خنداں ہم کو

عرق جسم مطہر سے کھلیں صد گل زار　　رخ گلگوں سے شفق مانگ کے لایا ہے نکھار
جس کے رخسار کی تابش سے زمانے میں بہار　　پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو

جس لطافت سے ہے مخلوق دو عالم سرشار　　جس تبسم سے ہویدا ہیں خدا کے انوار
لب محبوب پہ یاقوت کرے جان نثار　　پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو

کور دل صاحب کشف اور کرامت ہو جائے　　نامہ بخت سیہ کے لیے برکت ہو جائے
ان کی بس ایک نظر باعث رحمت ہو جائے　　گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوشش عصیاں ہم کو

دید بستان نبی ہے فقط ارماں میرا　　یعنی ان آنکھوں سے دیکھوں در پاک آقا کا
ہے یہ عالم غم ہجراں میں دل مضطر کا　　میرے ہر زخم جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیح عربی کر دے نمک داں ہم کو

غازہ گردِ مدینہ

جنت سے بھی بڑھ کر ہے ہمیں ارضِ مدینہ　　آقا جو نظر کر دیں تو مل جائے خزینہ
نام ان کا زباں پر ہو تو تر جائے سفینہ　　واللہ جو مل جائے مرے گُل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دولہن پھول

خود حسن بھی نازاں ہو وہ ایسی ہے ملاحت　　بے سایہ بدن ہے مرے مولیٰ کی کرامت
صدقہ میں ملی ان کے چمن زار کو نکہت　　دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ ملاحت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

وہ پاؤں کہ جن کی ہے سرِ عرش رسائی　　وہ ہات کہ جن پر ہے فدا ساری خدائی
رخسار کی سرخی تو شفق نے بھی نہ پائی　　دندان و لب و زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں درّ عدن لعل یمن مشک ختن پھول

واللیل ہے قرآں میں لقب زلف دوتا کا　　والفجر بھی انداز ہے محبوب خدا کا
والشّمس ہے عنواں رخِ اقدس کی ضیا کا　　دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

آرام سے لیٹے ہیں جہاں صاحبِ معراج　　وہ گنبدِ خضریٰ کہ دوعالم کا ہے سرتاج
وہ آبرو جنت کی وہ فردوس کی ہے لاج　　کیا غازہ ملا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن پہ قیامت کی پھبن پھول

شہ عرش آستاں

اے جلوہ رب کے نشاں نور خدائے دو جہاں اے چارہ ساز عاصیاں اے حاصل کون و مکاں
اے بادشاہ انس و جاں اے مالک باغ جناں اے شافع تر داماں وے چارہ درد نہاں
جان دل و روح رواں یعنی شہ عرش آستاں

اے صاحب دین مبیں اے زائر عرش بریں تجھ سا نہیں کوئی حسیں تیرا کوئی ثانی نہیں
تجھ پر ہوئے سب منکشف راز ہائے ہمہ و ہمیں اے مسندت عرش بریں وے خادمت روح امیں
مہر فلک ماہ زمیں شاہ جہاں زیب جناں

اے رحمۃ للعالمیں، اے سید جنّ و بشر ہر دو جہاں میں ہے تمھاری ذات اقدس مفتخر
اے چارہ ساز انبیا، اے بادشاہ بحر و بر اے مرہم زخم جگر یاقوت لب والا گہر
غیرت دہ شمس و قمر رشک گل و جان جہاں

اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ اے شافع روز جزا اے دافع جملہ بلا اے مالک ہر دوسرا
اے جلوہ حق کی ضیا محبوب رب ظلِّ خدا اے مقتدیٰ شمع ہدیٰ نور خدا ظلمت زُدا
مہرت فدا ماہت گدا نورت جدا از این و آں

ہے روضہ انور ترا صد رشک فردوس ارم ہے نام نامی دافع جملہ بلیات و الم
اے باعث ایجاد کل ہم پر بھی ہو نظر کرم عین کرم زین حرم ماہ قدم انجم خدم
والا حشم عالی ہمم زیر قدم صد لا مکاں

ذو قوۃٍ، ذو حرمۃٍ اے شاہ دیں عالی حشم بدرالدجیٰ نورالہدیٰ اے منبع جودو کرم
اے صاحب تاج و علَم عزّ العرب فخر العجم مولیٰ ز پا افتادہ ام دارم شہا چشم کرم
مہر عرب ماہ عجم رحمے بحال بندگاں

شرح والشّمس وضحیٰ

شجر و برگ و حجر شمس و قمر، دم یہ ان کا ہی بھرا کرتے ہیں
دیو بندی و وہابی نجدی ذکر سے ان کے جلا کرتے ہیں
سنیوں پر ہے خدا کا یہ کرم نعت سرور ہی پڑھا کرتے ہیں
وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشّمس وضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جنھیں محمود کہا کرتے ہیں

ماہ طیبہ کی یہ طلعت دیکھو، میرے آقا کی کرامت دیکھو
عرش پر وہ ہوئے جلوہ فرما، ان کے نعلین کی رفعت دیکھو
حق نے پیدا کیا سب سے پہلے، نور احمد کی یہ عظمت دیکھو
ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو، کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

ملک و جن و بشر ارض و سما، ان کی امت میں ہے ساری اقلیم
نعمتیں حق سے ملی ہیں ان کو رب نے بخشی ہے انھیں شان کریم
رافع و دافع و نافع شافع، شاہد جلوہ رحمٰن و رحیم
اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

تجھ کو حق سے ملا اعلیٰ رتبہ، تجھ سے بہتر نہیں کوئی دیکھا
ہے شفاعت کا ترے سر سہرا، امتی امتی تیرا نعرہ

ساقی کوثر و شاہ بطحا، جام رحمت کا ہمیں بھی آقا
رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

بدن پاک پہ کملی پہنے، اور شفاعت کی وہ چادر اوڑھے
ان کی رحمت کا وہ پرچم پھہرے، انبیا بھی ہیں کھڑے جس کے تلے
عاصیوں کے لیے سجدے میں گرے، امتی امتی منہ سے نکلے
آستیں رحمت عالم الٹے، کمر پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

شجر و برگ و حجر شمس و قمر ہیں فدا ان کے رخ انور پر
آئے دنیا میں کروروں رہبر نہ ہوا کوئی بھی ان سے بڑھ کر
امتی گزریں جو پل سے ہوکر بڑھ کے جبریل بچھائیں شہ پر
ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر انکے دامن میں چھپا کرتے ہیں

تیری الفت ہی ہے اصل ایماں، ہے رضا تیری رضائے یزداں
عرش پر ذکر ہے تیرا ہر آں، تجھ پہ نازل کیا رب نے قرآں
تو ہی ہے روح گلستان جناں، تو ہی محبوب خدائے دو جہاں
تو ہے وہ بادشہ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہ عرش ایواں تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

جس کے دل میں تری الفت نہ رہی، اس کی تقدیر میں جنت نہ رہی
مصحف پاک میں توصیف تری، تیرے مداح رسول اور نبی

تیرا حق ہے دوجہاں کی شاہی، رتبہ حق نے دیا لا متناہی
کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **وَيْلٌ لِاُمَّتِیْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّوْءِ يَتَّخِذُوْنَ هٰذَا الْعِلْمَ تِجَارَةً يَبِيْعُوْنَهَا مِنْ اُمَرَاءِ زَمَانِهِمْ رِبْحًا لِاَنْفُسِهِمْ لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَهُمْ۔** یعنی خرابی ہے میری اُمت کے علمائے سوء کے لیے جو اس علم دین کو تجارت بنائیں گے، اس کو اپنے زمانے کے امیروں سے اپنی ذات کے نفع کے لیے بیچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں نفع نہ دے۔

(کنز العمال جلد اوّل ص ۱۱۷)

شانِ جمالی وجلالی

دونوں عالم ملک جن کی اور غذا نان جویں کیا جواب ایسی قناعت کا ملے گا پھر کہیں
ان کے ہیں زیر نگیں لوح و قلم عرش بریں مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہات میں

محرم راز خدا محبوب رب کبریا **اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیّۃ** جن سے خالق نے کہا
سرِّ وحدت کا خدا نے رازدار ان کو کیا کیا لکیروں میں ید اللہ خطِ سرد آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہات میں

ڈوبا سورج لوٹ آئے اور شق ہووے قمر انگلیوں سے چشمے پھوٹیں سر بسجدہ جانور
جس گلی سے ہو کے گذریں ہو معطر رہ گزر ابر نیساں مومنوں کو، تیغ عریاں کفر پر
جمع ہیں شان جمالی و جلالی ہات میں

جب فرشتے مجھ کو کر دیں گے سر میزاں کھڑا نعت پاک اس وقت بھی تیری پڑھوں گا اے شہا
ہے یقیں تقصیر میری معاف کر دے گا خدا حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پاکے وہ دامان عالی ہات میں

لاکھوں سلام

صاحب علم و حکمت پہ لاکھوں سلام　　ان کی ہر شان وشوکت پہ لاکھوں سلام
نور احمد کی طلعت پہ لاکھوں سلام　　مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

عرش اعظم کی زینت ہیں جس کے قدم　　جس کے قبضے میں ہے علم لوح و قلم
جس کے باعث عیاں ہیں حدوث و قدم　　شہر یار ارم تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

جو ہے محبوب رب العلیٰ بالیقیں　　جس کا چہرہ ہے شمس و قمر سے حسیں
جس کا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں　　عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

جس کے تلووں سے جبریل ماتھا ملے　　حکم پر جس کے چاند اور سورج چلے
جس کے دنیا میں مشہور ہیں معجزے　　جس کے آگے سر سروراں خم رہے
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

قاب قوسین کا جس کو رتبہ ملا　　جو نبی اور رسولوں کا سرور ہوا
جس کا چہرہ ہے آئینہ حق نما　　جس کے ماتھے شفاعت کاسہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

مدح کرتے ہیں جن کی زمین و زماں　　حسن کا ان کے ہم سے ہو کیونکر بیاں
جن کا ہر بول وحی خدا بے گماں　　پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم میں پھیلی ہے جس کی ضیا جس کے اصحاب ہیں اہل صدق و صفا
منبع رحمت و فضل و جود و سخا وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

اس کے اوصاف گنتی میں کب آسکیں جس کے کوچے پہ قربان سب جنتیں
بادشاہ جس کے در پر کریں منتیں وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جس کو محبوب اپنا خدا نے چنا درج قرآں میں ہے جس کی مدح و ثنا
احمد و حامد و مصطفیٰ مجتبیٰ کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

یوں تو معراج ہر ہر نبی کو ہوئی دید خالق کی حسرت سبھی کو رہی
رب ارنی کی درخواست سب نے ہی کی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

جس کے صرف اک اشارے سے ہو چاند شق جس کی تعریف میں سوکھیں سب کے حلق
حسن کا جس کے چرچا افق تا افق لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

جس نے سب کی شفاعت پہ باندھی کمر انبیا کی بھی اس پر لگی ہے نظر
رشک صد عرش ہے جس کی خاک گزر صاحب رجعت شمس و شق القمر

نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

زینت عرش جس کی بنی ایڑیاں جس کی رہ میں فرشتوں کی پیشانیاں
جس کا کوچہ ہے رشک ارم گلستاں طائران قدس جس کی ہیں قمریاں

اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

عرش پر جس کو احمد پکارا گیا　فرش پر جو محمد ہے صل علیٰ
فرش کے نیچے محمود اسم آپ کا　وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا داد طلعت پہ لاکھوں سلام

نور حق ظل رب اور اسم خدا　مصطفیٰ مجتبیٰ اور خیر الوریٰ
جن کو قرآن نے نعمۃ اللہ کہا　معنی قد رایٰ، مقصد ما طغیٰ
نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کی عظمت کے چرچے چمن در چمن　ذکر سے جس کے کافور رنج و محن
وہ منور، مطہر، معطر بدن　اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

عرش و کرسی و لوح و قلم اور زمیں　نور اول کے صدقہ میں پیدا ہوئیں
وہ کہ تاج نبوت کا روشن نگیں　جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

ذات احمد نشان وجود خدا　وہ رسول الملاحم شہ دوسرا
جو ہے ان کی رضا وہ خدا کی رضا　شمع بزم دنیٰ ہو میں گم کن انا
شرح متن ہویّت پہ لاکھوں سلام

ہر نفس ہر گھڑی ذکر ان کا کروں　ہر طرف ہر گلی ان کا چرچا سنوں
ہو مبارک وہابی کو کیا اور کیوں　دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

جن کے در کے غلام اغنیا اصفیا　جن کی راہوں کے ذرے ہیں غوث اولیا
جن کی امت پہ نازاں ہیں سب انبیا　مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

پھول سہرے کے

سہرا ہو یا رخصتی، اردو شاعری میں اس صنف سخن کا بھی ایک الگ مقام ہے۔ آج کل کے شاعر سہرے کے روپ میں محض تک بندی تک محدود رہتے ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ اس صنف سخن کو مستقل فن کی حیثیت حاصل نہیں ہو پائی اور سہرے نظم کرنے والے شاعر تک بند سے آگے کچھ نہ کہلا پائے۔ نظمی نے نظم کے اس پیکر کو روحانیت کے نئے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور چونکہ ان منظومات میں نعت و منقبت کا رنگ ہے اس لیے انھیں اس دیوان میں جگہ دی جا رہی ہے۔

نظمی کا سہرا بقلم خود

نوٹ: والدہ ماجدہ کا حکمنامہ بمبئی پہنچا کہ اپنا سہرا خود لکھ کر لاؤ۔ حکم کی تعمیل میں یہ سہرا لکھا جو ہمشیرہ عزیزہ سیدہ رعنا قادری نے پڑھا اور خوب داد وصول کی۔

ماہ و انجم کو پروکر جو بنایا سہرا — عرش پہ قدسی پکارے لو وہ آیا سہرا

ہر لڑی سہرے کی دیتی ہے مسرت کا پیام — ہر کلی کرتی ہے نوشاہ کو جھک جھک کے سلام

فصل گل سے کہو جا کر کہ ترانے چھیڑے — پیارے حسنین کے سہرے کے فسانے چھیڑے

کتنے مسرور نظر آتے ہیں وہ آلِ عبا — سہرا پہنے ہوئے بیٹھا ہے جو ان کا پوتا

نانی حسنین کی لیتی ہیں بلائیں ہر دم — خالہ نے چھیڑ دیے آج خوشی کے سرگم

امی ابا کی خوشی کا تو ٹھکانہ ہی نہیں — بڑھ کے اکلوتے کے سہرے سے خزانہ ہی نہیں

چچا حسنین کے دونوں یہ دعا مانگتے ہیں — صحت و عمر بدرگاہ خدا مانگتے ہیں

نانا نانی پہ عجب رنگ طرب طاری ہے — آج نوشاہ پہ ہر ایک نے جاں واری ہے

ماموں و خالو، پھوپھی اور ممانی خوش ہیں — لاڈلا دولھا بنا آج تو نانی خوش ہیں

رعنا، افشاں و حمیدہ کو مبارک ہووے — مجتبیٰ، عذرا رقیہ کو مبارک ہووے

صدقے میں سید کونین کے آئی یہ گھڑی — سہرا نینوں کامبارک ہو تمھیں سید بی

بہنیں ہوتی ہیں اس انداز سے بھیّا پہ نثار — جیسے گل کھلنے سے آ جاتا ہے گلشن پہ نکھار

دور و نزدیک کے احباب دعا کرتے ہیں — دوست سارے بصد آداب دعا کرتے ہیں

اے خدا دولھا دولہن خوش رہیں آباد رہیں — عشق باہم سے زن و شو کے دل آباد رہیں

دو سے دو لاکھ بنیں، خوب پھلیں اور پھولیں — ان کے اقبال کو تارے بھی فلک کے چومیں

نغمہ و نور کی تسبیح بنا لائی ہوں — اپنے بھیّا کے لیے سہرا سجا لائی ہوں

فرزند دلبند نور چشم سید سبطین حیدر برکاتی کا سہرا

(نکاح: لکھنؤ، ۲۸ اگست ۲۰۰۱ء)

بنا ہے سبطین آج دولھا سجائے سہرا نجابتوں کا
ہر ایک گل میں ہے نوری نکہت ہے رنگ حسینی سیادتوں کا

یہ شاہ برکت کا ہے گھرانہ حضور اچھے میاں کا کنبہ
حسب نسب میں ہے اپنے یکتا یہ خانداں عالی نسبتوں کا

حضور نوری میاں کی نوری روایتوں کے امین ہم ہیں
ہیں یوں تو کہنے کو ہم نواسے، قوی ہے رشتہ رضاعتوں کا

حضور سید میاں کا پوتا بنا ہے سبطین آج دولھا
سپاہی زادوں کے گھر لگایا خوشی نے ڈیرا مسرتوں کا

حضور آلِ عبا کی روحانی شفقتیں اس پہ سایہ افگن
ثمر انھی کی دعا کا ہے جو بنا ہے مرکز یہ چاہتوں کا

حضور سید حسن میاں نے اسے دیا رنگ خانقاہی
انھی کی نگہ کرم سے حامل ہوا ہے علمی سعادتوں کا

حسین زیدی ہیں اس کے دادا، جو رنگ میں اپنے منفرد ہیں
انھی سے پایا ہے اس نے جذبہ پرائے اپنوں کی خدمتوں کا

امین اشرف نجیب افضل چچا بھی ہیں اور ماموں بھی ہیں
نصیب میں اس کے رب نے رکھا ہے فیض دوہری قرابتوں کا

یہ اپنی انّا کا ہے دلارا، ہے للّی دادی کا آنکھ تارا
یہ اپنی خالاؤں کا چہیتا، مدار ماموں کی چاہتوں کا

امان عثمان اور ایمن شفا نبیل آج کتنے خوش ہیں
کہ آج بھائی نے سہرا باندھا، یہ وقت ہے نیک ساعتوں کا

حمیریٰ عذرا رقیہ رعنا حمیدہ اس کی سگی ہیں پھوپیاں
چھٹی پھوپی ہیں ثمینہ اس کی بھتیجا ہے سب کی چاہتوں کا

نزاکتیں اس میں نانہالی، نفاستیں اس میں دادہالی
سراپا گنگ و جمن کا سنگم، مجسمہ دوہری نسبتوں کا

یہ خوش نصیبی دولہن کی دیکھو کہ ایسا عالم ملا ہے دولھا
تبھی تو سہرے سے رنگ چھلکا ہے برکتوں کا سعادتوں کا

یہ کیسی بارات ہے کہ ہر سو لگائے ہیں برکتوں نے ڈیرے
طنابیں نورانی تن گئی ہیں ہے شامیانہ بھی شفقتوں کا

الٰہی سبطین اور شنا کو علی و زہرا کی بھیک دے دے
رواں رہے کارِ رواں علی کا، رہے تسلسل سیادتوں کا

لکھا ہے **نظمی** نے ایسا سہرا کہ سارے باراتی بول اٹھّے
ہے رنگ سید میاں کا اس میں، انھی کی شعری لطافتوں کا

فرزند ارجمند نور العین سید صفی حیدر برکاتی کا سہرا

(مؤرخہ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۱ء بمقام ممبئی)

رخ صفی پہ یہ سہرا سجا سبحان اللہ
ہر ایک پھول خوشی سے کھلا سبحان اللہ

حسینی اور حسنی خون کا یہ سنگم ہے
اور اس میں رنگ مدینہ گھلا سبحان اللہ

یہ خانوادہ برکات کا ہے چشم و چراغ
یہ ایک شیر ہے مارہرہ کا سبحان اللہ

حضور سید العلماء سے اس کو نسبت ہے
یہ ان کے بیٹے کا ہے لاڈلا سبحان اللہ

حضور احسن العلماء سے اس کو بیعت ہے
انھیں کے فضل کے سائے پلا سبحان اللہ

کرم ہے غوث کا اپنے مرید پر اتنا
کہ پیر زادوں میں رشتہ ہوا سبحان اللہ

بہت ہی خوش ہیں جنابِ غلام وحدانی
پلا پلایا یہ بیٹا ملا سبحان اللہ

جناب نظمی کو بیٹی کی آرزو تھی بہت
بہو نے بیٹی کا رتبہ لیا سبحان اللہ

بہو کے آنے پہ بشریٰ یہ کہتی ہیں سب سے
ہے عالیہ میرے گھر کی ضیاء سبحان اللہ

شریک ہونے کو ماموں بھی آئے اردن سے
بڑا چہیتا ہے یہ بھانجا سبحان اللہ

چچا نجیب نے دی ہے دعا بھتیجے کو
میں ہوں صفی کا صفی ہے مرا سبحان اللہ

رشید بھائی یہ بولے کہ باوزیر ہوں میں
وزیر مجھ کو صفی سا ملا سبحان اللہ

خوشی میں جھومتی پھوپھیاں صفی کی کہتی ہیں
کرم ہو رب کا صفی پر سدا سبحان اللہ

کہا یہ زلفی نے سبطین سے، مبارک ہو
کہ سر پہ بھائی کے سہرا سجا سبحان اللہ

وہ بیٹھے کونے میں احمد میاں یہ کہتے ہیں
کہ بازی لے گیا چھوٹا مرا سبحان اللہ

الٰہی میرے صفی پر سدا کرم رکھنا
ہزار نعمتیں کرنا عطا سبحان اللہ

لکھا جو **نظمی** نے سہرا یہ اپنے بیٹے کا
پکار اٹھے سبھی برملا سبحان اللہ

نورِ چشم سید ذوالفقار حیدر برکاتی کا سہرا

بمقام راجکوٹ، ۲۷ مئی ۲۰۰۷ء

ذوالفقار حیدر کے سر جو چھا گیا سہرا
خود بہاریں کہہ اٹھیں لو یہ آ گیا سہرا

کتنی برکتیں پنہاں ہیں نبی کی سنّت میں
آج اِس گھڑی اِس دن یہ دکھا گیا سہرا

خاندانِ نوری سے پایا نسبتوں کا رنگ
زہرا اور حیدر کی خوشبو پا گیا سہرا

غوث و خواجہ کا صدقہ جھولی بھر ملا اِس کو
نورِ شاہِ برکت میں پھر نہا گیا سہرا

دادا اور دادی نے دیں دعائیں جنت سے
حوروں اور فرشتوں کے دل کو بھا گیا سہرا

روحِ مفتیِ اعظم آئی ہے بریلی سے
نوری پیر کا بیٹا باندھے آ گیا سہرا

جو چچا ہے وہ ماموں، جو پھوپھی ہے وہ خالہ
راز دوہرے رشتوں کے سب بتا گیا سہرا

باپ سے گلے مل کر ماں کے قدموں کو چوما
اِس کے بعد زلفی کا سر سجا گیا سہرا

سبطین و صفی اُس دم خوشیوں سے مچل اٹھے
چھوٹے بھائی کو دولھا جب بنا گیا سہرا

برکت شاہ باپو پر برکتوں کی بارش ہے
پوتا شاہ برکت کا، لے کے آ گیا سہرا

آئے ہیں بڑودہ سے حضرتِ معین الدیں
اُن کی شفقتوں کا بھی لطف اٹھا گیا سہرا

نزہت اور امیر الدین، فرحت اور مدحت کا
اور دادا باپو کا پیار پا گیا سہرا

ذوالفقار حیدر کے سارے دوست جھوم اٹھے
یار تیرے ماتھے پر رنگ جما گیا سہرا

ذوالفقار حیدر کو زلفی زلفی کہتے ہیں
آج صورتِ نکہت جوڑا پا گیا سہرا

ہم تو خوشبو والے ہیں، خوشبوؤں کے عاشق ہیں
اتنا کہہ کے نکہت کو گدگدا گیا سہرا

یا الٰہی برکت دے زلفی اور نکہت کو
یہ دعائے خوش آئند گنگنا گیا سہرا

سینے سے لگایا ہے نظمی جی نے نکہت کو
یہ بھی رسمِ الفت تھی جو نبھا گیا سہرا

لوگ جھوم جھوم اٹھے **نظمی** کی مہارت پر
راجکوٹ میں جس دم یہ پڑھا گیا سہرا

عرفان العلوم

(یہ نظم ایک دینی ادارے کے سالانہ جلسے کے موقع پر فی البدیہہ کہی تھی)

مرکز رشد و ہدایت ہے یہ عرفان العلوم
درس گاہ علم و حکمت ہے یہ عرفان العلوم

مظہر صدق و سیادت ہے یہ عرفان العلوم
فیض عام شاہ برکت ہے یہ عرفان العلوم

روح پاک سید عالم کا یہ فیضان ہے
منبع نور شریعت ہے یہ عرفان العلوم

خاندان مصطفیٰ کا یہ چہیتا لاڈلا
گویا جنت کی بشارت ہے یہ عرفان العلوم

قادریت کا علم لہرا رہا ہے شان سے
غوث اعظم کی ولایت ہے یہ عرفان العلوم

دیکھیے سنگم شریعت اور طریقت کا یہاں
حافظ قرآن و سنّت ہے یہ عرفان العلوم

اہتمام ہوتا ہے یاں پاکیزگی قلب کا
روح کی روحانی راحت ہے یہ عرفان العلوم

چند ہی برسوں میں اس کو عزت و شہرت ملی
سنیوں کے دل کی راحت ہے یہ عرفان العلوم

حق تو یہ ہے سنیوں کے بچے بچے کے لیے
رحمت عالم کی رحمت ہے یہ عرفان العلوم

اس سے ہم بے زار ہیں جو دشمنی اس سے کرے
عین معیار قرابت ہے یہ عرفان العلوم

اپنے بیٹے بیٹیوں کو اس میں پڑھنے بھیجیے
شرم و عصمت کی ضمانت ہے یہ عرفان العلوم

آیئے اس کی ترقی میں لگائیں چار چاند
مستحق استعانت ہے یہ عرفان العلوم

مینارِ رضا

یہ اشعار ممبئی کے بوہری محلے میں بوہرہ سمادھی کے بالمقابل واقع مسجد رضا کے ایک اونچے مینار کی تعمیر پر کہے گئے۔

مینارِ نور بن کے جو تیار ہو گیا
سینہ مخالفین کا اک غار ہو گیا
مینار کیا ہے اصل میں نیزہ رضا کا ہے
دشمن کے دل کو چیر کے اُس پار ہو گیا

لوگ مینار بناتے ہیں دکھانے کے لیے
ہم نے مینار بنایا ہے جتانے کے لیے
اسکی اونچائی سے ظاہر ہے رضا کی عظمت
یعنی مینار ہدایت ہے زمانے کے لیے

یہ جو مینار دیکھتے ہیں آپ
ایک گنبد سے اس کو نسبت ہے
جس کو کہتے ہیں کعبہ کا کعبہ
ہاں وہی جس کی سبز رنگت ہے

یہ جو مینار ہے سید کی کرامت کہیے
یعنی اولاد نبی کی اسے ہمت کہیے
یہ ہے برکاتی علَم، نورِ رضا کا حامل
کہیے کہیے اسے نوری کی ولایت کہیے

نظم برافتتاح مینارِ رضا

استادہ ہے کس شان سے مینار رضا کا
اللہ نے فرمایا ہے اظہار رضا کا

ہو خوف خدا، عشق نبی زیست کا مقصد
تا عمر رہا بس یہی کردار رضا کا

احمد کا جو دشمن ہے وہ دشمن ہے احد کا
تھا درس یہی اور یہی معیار رضا کا

ہر سانس میں دم بھرتے رہے آلِ نبی کا
دل حب نبی سے رہا سرشار رضا کا

نیزے کی طرح کام لیا اپنے قلم سے
دشمن کے لیے موت تھا ہر وار رضا کا

مرشد بھی کریں ناز وہ ایسی تھی ارادت
مارہرہ ہی مارہرہ تھا سنسار رضا کا

آجاتی ہے جب بھی کوئی مشکل مرے آگے
پڑھ لیتا ہوں میں نام کئی بار رضا کا

نکہت جسے حاصل ہوئی طیبہ کے چمن سے
پھولے پھلے تا حشر یہ گلزار رضا کا

نظمی کو رضا سے ہے کئی طور سے نسبت
دنیا اسے کہتی ہے علم دار رضا کا

ہندی کلام

कोटि कोटि प्रणाम

کوٹی کوٹی پرنام

कोटि कोटि प्रणाम नत मस्तक सकल प्रजाजनम

کوٹی کوٹی پرنام نت مستک سکل پرجا جنم

हे दीन बन्धु दया-निधि, अभिनन्दनम, सुस्वागतम

ہے دین بندھو دیا ندھی ابھی نندنم سو سواگتم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।१।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(کروروں درود و سلام، سارے جہان والوں کا سر تسلیم خم ہے۔ اے غریبوں کے غمگسار، گنجینۂ رحمت و کرم، تشریف لائیں، آپ کا خیر مقدم ہے، استقبال ہے)

****

जन्म तिथि द्वादश रबीउल अव्वलम शुभ मंगलम

جنم تتھی دوادش ربیع الاولم شبھ منگلم

प्रतिभा अद्‌भुत अलौकिक, प्रतिमा अति सुन्दरम

پرتبھا ادبھُت الَوکِک، پرتیا اتی سندرم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।२।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول با سعادت، آپکی عظمت نادر روزگار، لاہوتی انداز لیے اور آپ کا سراپا انتہائی دلکش اور حسین)

****

तीर्थ-रूपम, स्वर्गसम, मक्कानगर अति पावनम

تیرتھ روپم، سورگ سَم، مکہ نگر، اتی پاونم

पुण्य बिन्दु सुशोभितम अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम

پنیہ بندو سو شوبھیتم ارو آدی جیوتی جنم استھلم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।३।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(زیارت گاہ خلائق، جنت نظیر، شہر مکہ، انتہائی مبارک و مسعود، نیکیوں کا مرکز، شان و شوکت والا اور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولد پاک)

****

सर्वजन आराध्य प्रिय तयबा नगर सुवसाहतम

سرو جن آرادھیہ پریہ طیبہ نگر سووساہتم

सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम

سوریہ جم کن کن پرکاشت چر منوہر منگلم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।४।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(ایمان والوں کا قبلہ شہر طیبہ کتنی مبارک بستی ہے جہاں کا ذرہ ذرہ سورج کی طرح چمکتا ہے۔ اس کا چپہ چپہ دلاویز و دلکش ہے)

****

नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम

نیتی سرجک، دھرم رکھشک، نیائے وردھک ستّیم

चक्रवर्ती, कर्म-योगी, युग पुरुष अभिनन्दनम

چکرورتی، کرم یوگی، یگ پُرُش، ابھی نندنم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।५।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(آپ قانون ساز، محافظ مذہب، انصاف کو بڑھانے والے، حق جُو، حق نگر، دبد بے والے، مرد میدان عمل، زمانہ ساز، آپ کا خیر مقدم)

* *

आमिना अति पावनी, जननी अहो सौभाग्यम

آمنہ اتی پاونی، جننی اہو سوبھاگیم

पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम

پتر عبد اللہ پرتاپی، گُنی، مہا مہو پادھیم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।६।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(بی بی آمنہ نہایت مبارک خاتون، جنھیں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ والد حضرت عبد اللہ بڑے دبد بے والے، اعلیٰ خصوصیات کے حامل، عظیم مراتب والے۔)

* *

विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम

وشو ویاپی، جگ پرتاپی، سکل جن من موہنم

दुख निवारक, दिव्य दृष्टि, प्रवचन मधुभाष्यम

دکھ نوارک، دوّیہ درشٹی، پروچن مدھو بھاشیم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।७।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر ہیں۔ سارے جہاں میں آپ کی شان و شوکت کی دھون مچی ہوئی ہے۔ سارے جہان والوں کے دلوں کو لبھانے والے ہیں۔ رنج وغم دور کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت نظر عطا فرمائی ہے اور آپ جب گفتگو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کانوں میں شہد گھل رہا ہے۔)

* *

उच्चभल नभज्योति सम, सिर मुकुट शशि आभूषणम

اُچّ بھل نبھ جیوتی سم، سر مکٹ ششی آبھوشنم

श्रेष्ठ कुल जगराज निःसंदेह प्रिय_प्राणेश्वरम

شریشٹھ کل، جگ راج نسّندیہہ پریہ پرانیشورم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।८।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(اونچی پیشانی شفق کی طرح روشن ایسا لگتا ہے سر پر تاج کی جگہ خورشید درخشاں سجا ہوا ہے۔ عالی نسب سرکار دو عالم اور بلا شبہ محبوب کبریا)

* *

आत्मा निर्मल, अधर मधु, देह कुन्दन कन्चनम

آتما نرمل، ادھر مدھو، دیہہ کندن کنچنم

चन्द्र-मुख, रत्नार मणि, मानिक नयन, पद पंकजम

چندر مکھ، رتنار منی، مانک نین، پد پنکجم

शाहे उमम शाहे उमम ।।९।।

شاہ اُمم شاہ اُمم

(اجلی روح، شہد سے زیادہ شیریں لب ہائے مبارک، کندن جیسا چمکتا نوری بدن،

رخ پرنور رشک قمر، جواہرات کو شرمانے والی چشمان مبارک، کنول سے زیادہ خوبصورت اور نازک قدم مبارک)

* *

स्वर मनोहर शीतलम, छवि मोहनी, प्रिय दर्शनम

سور منوہر شیتلم چھبی موہنی، پریہ درشنم

दानी, परम महावीर अरु करुणानिधि, पुरुषोत्तम

دانی پرم مہاویر ارو کرونا ندھی پرشوتّم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।१०।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(دل کو جیت لینے والی فرحت بخش آواز، دل کش شخصیت، جو دیکھتے ہی دل کی گہرائیوں میں اتر جائے، بحر سخاوت، شجاعت میں یکتا، منبع رحم و کرم، سید البشر)

* *

चतुर्भुज सिद्दीक़ो फ़ारूक़ो ग़नी अरु हैदरम

چتر بھج صدیق و فاروق و غنی ارو حیدرم

फ़ातिमा प्रिय दर्शनी, हस्नैन सत्य कुटुम्बकम

فاطمہ پریہ درشنی حسنین ستیہ کٹمب کم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।११।।

شاہ اُمم شاہ اُمم

(چار یار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ بی بی فاطمہ جن کا حسن بے نظیر تھا، اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما جو اس مبارک خاندان کے افراد تھے۔)

भूमि वन शशि चन्द्र जल वायु गगन गिरि सुन्दरम

بھومی ون ششی چندر جل وایو گگن گیری سندرم

सकल जगतहिं भजत, भज नज़्मी तू भी शाहे उमम

سکل جگت ہیں بھجت بھج نظمی تو بھی شاہ اُمم

शाहे उमम, शाहे उमम ।।१२।।

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(زمین، جنگل، چاند سورج آب و ہوا آسمان پہاڑ تمام نگارستان قدرت دونوں عالم کی زبان پر ورد ہے۔ تو بھی نظمی پڑھتا رہ شاہ اُمم، شاہ اُمم، شاہ اُمم، شاہ اُمم۔)

پہچان

क़ब्र में पल भर को वह आए हर सू फैला नूर

قبر میں پل بھر کو وہ آئے ہر سو پھیلا نور

नज़्मी ने पहचान ही ली स्वामी की छबि मशहूर

نظمی نے پہچان ہی لی سوامی کی چھبی مشہور

छबि मशहूर जो अंकित सदा रही थी मन दर्पण में

چھبی مشہور جو انکت سدا رہی تھی من درپن میں

जिसकी खुश्बू बसी हुई थी तन मन के कणकण में

جس کی خوشبو بسی ہوئی تھی تن من کے کن کن میں

स्वामी की छबि देखके नज़्मी खड़ा हुआ आदर से

سوامی کی چھبی دیکھ کے نظمی کھڑا ہوا آدر سے

दरूद के पाठ के साथ ही उसकी आँख से आँसू बरसे

درود کے پاٹھ کے ساتھ ہی اس کی آنکھ سے آنسو برسے

सारा जीवन तरसा था सेवक जिनके दर्शन को

سارا جیون ترسا تھا سیوک جن کے درشن کو

उनको अपनी आँखों देख आनन्द मिला था मनको

اُن کو اپنی آنکھوں دیکھ آنند ملا تھا من کو

ये स्वामी मैं सेवक इनका, यही मेरा अभिमान

یہ سوامی میں سیوک ان کا یہی میرا ابھیمان

एक सेवक से पूछ रहे हो स्वामी की पहचान

ایک سیوک سے پوچھ رہے ہو سوامی کی پہچان

यह कहकर नज़्मी ने फिर से दरूद का दौर चलाया

یہ کہہ کر نظمی نے پھر سے درود کا دور چلایا

मेरा यह आनन्द देखकर दूतों ने फरमाया

میرا یہ آنند دیکھ کر دوتوں نے فرمایا

सो जा अपनी क़ब्र में जैसे नई दुल्हन सोती है

سو جا اپنی قبر میں جیسے نئ دولہن سوتی ہے

सच्चे सेवक की बेशक पहचान यही होती है.

سچے سیوک کی بے شک پہچان یہی ہوتی ہے

****

سُمِرَن کی بِدھی نہ جانوں　　उसुमिरन की बिधि ना जानूँ

सुमिरन की बिधि ना जानूँ ना जानूँ महाराज

سُمِرَن کی بِدھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

मन ही मन रूप निहारूँ, निहारूँ महाराज ।।१।।

من ہی من روپ نہاروں، نہاروں مہاراج

(آپ کا ذکر کس طرح کروں میرے سرکار، میں یہ نہیں جانتی۔ میرے آقا میں تو بس اپنے دل کے اندر آپ کا سراپا بسائے ہوئے ہوں۔)

मैं तुम्हरे दर्शन की भिखारी

میں تمھرے درشن کی بھکاری

बिरहन तुम्हरे बियोग की मारी

برہن تمھرے بیوگ کی ماری

तन मन धन सब तुम पे वारी

تن من دھن سب تم پہ واری

बस तुम्हरी बाट बुहारूँ, बुहारूँ महाराज

بس تمھری باٹ بُہاروں، بہاروں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ।।२।।

سُمِرَن کی بِدھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

(میں آپ کی دید کی طلب گار، آپ کے فراق کے غم میں گرفتار، آپ کے اوپر میرا سب کچھ نثار، بس آپ کی راہ دیکھتی رہتی ہوں۔)

तैबह नगरिया मैं भी आऊँ

طیبہ نگریا میں بھی آؤں

ऐसी जाऊँ कि लौट न पाऊँ

ایسی جاؤں کہ لوٹ نہ پاؤں

तुम्हरे चरनन सीस नवाऊँ

تمھرے چرنن سیس نواؤں

मन ही मन सोच बिचारूँ, बिचारूँ महाराज

من ہی من سوچ بچاروں، بچاروں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ।।३।।

سُمرَن کی بِدھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

(میری دلی تمنا ہے کہ میں طیبہ کی سرزمین کی زیارت کروں۔ میری دعا ہے کہ طیبہ جاؤں تو ایسی جاؤں کہ پھر وہیں کی ہو رہوں۔ دل ہی دل میں سوچتی رہتی ہوں کہ ساری زندگی آپ کے قدموں میں سر رکھ کے گذار دوں۔)

तुम करुणानिधि कृपा सागर

تم کرونا ندھی، کرپا ساگر

दिव्य ज्योति सर्वस्व उजागर

دوّیہ جیوتی، سروسّو اجاگر

तुम्हरे द्वार खड़ी हूँ आकर

تمھرے دوار کھڑی ہوں آکر

भिक्षा का हाथ बढ़ाऊँ, बढ़ाऊँ महाराज

بھکشا کا ہات بڑھاؤں، بڑھاؤں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ।।४।।

سُمَرَن کی بِدھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

(آپ اے میرے سرکار رحم وکرم کا خزانہ ہیں، مہربانی کے سمندر ہیں۔آپ اے میرے آقا، اللہ کا نور ہیں جو ہر دو عالم کو روشن کیے ہوئے ہے۔آپ کے در پر حاضر ہوگئی ہوں۔اے سرکار آپ کی بارگاہ میں بھیک کا ہات پھیلائے ہوئے ہوں۔)

नबियन के सरदार तुम्हीं हो

نبین کے سردار تمھی ہو

सृष्टि के दातार तुम्हीं हो

سرشٹی کے داتار تمھی ہو

जीवन का आधार तुम्हीं हो

جیون کا آدھار تمھی ہو

किसी और कने मैं न जाऊँ, न जाऊँ महाराज

کسی اور کنے میں نہ جاؤں، نہ جاؤں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ।।५।।

سُمَرَن کی بِدھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

(آپ اے میرے مولیٰ سردار انبیا ہیں اے میرے آقا آپ ہی دنیا کو اللہ کی نعمتیں بانٹنے والے ہیں۔آپ ہی زندگی کی بنیاد ہیں۔اے میرے سرکار آپ کا در دولت چھوڑ کر میں اور کہیں نہ جاؤں گی۔)

तुम जो चाहो, चाहे विधाता

تم جو چاہو، چاہے ودھاتا

मर्म है क्या कोई जान न पाता

مرم ہے کیا کوئی جان نہ پاتا

नामे मुहम्मद है जग भाता

نام محمد ہے جگ بھاتا

मैं भी यह नाम पुकारूँ, पुकारूँ महाराज

میں بھی یہ نام پکاروں، پکاروں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ ना जानूँ महाराज ।।६।।

سُمرَن کی بِدھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

(آپ کی مرضی اللہ کی مرضی ہے میرے مولٰی، یہ ایک ایسا راز ہے جس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ساری دنیا میں آپ ہی کے نام پاک کے چرچے ہیں۔ میں بھی اس مقدس نام کا ورد رکھتی ہوں میرے آقا۔)

****

ہندی نعت

चाँद की छाती चाक अंगुरियाँ नीर बहाएं,

چاند (۱) کی چھاتی چاک انگوریاں (۲) نیر بہائیں

हाथ छुलादें बांझ बकरियाँ दूध दुहाएं

ہات چھلا دیں (۳) بانجھ بکریاں دودھ دوہائیں

(۱) صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے کہ رات کے وقت کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشان طلب کیا جو آپ کی نبوت پر شاہد ہو۔ آپ نے انھیں یہ معجزہ دکھایا۔ حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت حذیفہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بچشم خود دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر تھا۔ یہ وہ معجزہ ہے جو دوسرے پیغمبروں کے لیے وقوع میں نہیں آیا۔ اہل مکہ کے علاوہ اطراف سے آنے والے مسافروں نے بھی شق القمر کی شہادت دی۔ مسند ابو داؤد طیالسی (متوفی ۲۰۴ھ) میں بروایت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھ کر کفار قریش نے کہا کہ یہ ابو کبشہ کے بیٹے کا جادو ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ مسافروں سے پوچھیں گے دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جادو تمام لوگوں پر نہیں چل سکتا چنانچہ مسافر آئے اور انھوں نے بھی کہا کہ ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے۔

(۲) صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی آپ نے اس سے وضو فرمایا تو لوگ پانی کے لیے آپ کی طرف دوڑے آپ نے فرمایا تمھیں کیا ہوا؟ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کی چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے نہ پینے کو۔ آپ نے اپنا دست مبارک چھاگل پر رکھا

تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ ہم نے لیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں اس دن ہم ڈیڑھ ہزار لوگ وہاں موجود تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔ (صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

یہ معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار مختلف جگہوں پر بہت سے لوگوں کے سامنے ظہور میں آیا ہے اور اس کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، ابو یعلیٰ انصاری، زید بن الحارث الصدائی اور ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۳) مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے دوسرے روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام قدید میں ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے ہاں گزر ہوا۔ ام معبد کی قوم قحط زدہ تھی وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہتی اور آنے جانے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسکے خیمہ کی ایک جانب ایک بکری دیکھی پوچھا یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ لاغری اور کم زوری کی وجہ سے دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ پھر پوچھا کیا دودھ دیتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو۔ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اس کی اجازت دیتی ہے کہ اسے دوہ لوں؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، اگر آپ اس کے نیچے دودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیں۔ آپ نے بکری کے تھن پر دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور اللہ تعالی سے دعا مانگی۔ بکری نے آپ کے لیے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں، دودھ اتارا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن طلب کیا۔ پھر آپ نے اس میں دوہا یہاں تک کہ اس پر جھاگ آ گیا۔ پھر ام معبد کو پلایا یہاں تک کہ سیری ہو گئی اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک وہ بھی سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ نے پیا۔ بعد ازاں دوسری بار دوہا یہاں تک کہ برتن بھر گیا اور اس کو بطور نشان ام معبد کے پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت کیا پھر سب وہاں سے چل دیے۔ تھوڑی دیر بعد ام معبد کا شوہر آیا۔ ڈھیر سارا دودھ دیکھ کر حیران ہوا کہنے لگا یہ دودھ کہاں سے آیا حالانکہ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہیں ہے جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد نے جواب دیا ایک مبارک شخص آیا تھا جس کا حلیہ ایسا تھا۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا ہر طرف چرچا ہے۔ میں نے قصد کر لیا ہے

کہ ان کی صحبت میں رہوں۔ (مشکوٰۃ، باب فی المعجزات)

डूब गगन की गोदी में सूरज फिर आए,

ڈوب گگن کی گودی میں سورج پھر آئے (۴)

पत्थर बोले, पेड़ चले, पशु शीष नवाए ।

پتھر بولے (۵) پیڑ چلے (۶) پشو شیش نوائے

(۴) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار عرب میں خیبر سے ایک منزل کے فاصلے پر مقام صہبا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی آ رہی تھی۔ آپ کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا اس وجہ سے علی نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے دریافت کیا کیا تم نے عصر پڑھ لی؟ عرض کیا نہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **اللھم انه کان طاعتک و طاعت رسولک فاردد علیه الشمس** یعنی اے اللہ، یہ علی تیری اطاعت میں اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس کے لیے آفتاب کو واپس پھیر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ غروب ہو گیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد نکل آیا اور اس کی شعاع پہاڑ اور زمین پر پڑی۔

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ ایک روز ہم اس کے بعض نواح میں نکلے جو پہاڑ یا درخت آپ کے سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یارسول اللہ (ترمذی شریف) ایسی ہی اور کئی روایتیں ہیں۔

(۶) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک بادیہ نشین عرب آپ کے سامنے آیا۔ جب وہ نزدیک ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو خدا کی وحدانیت اور محمد کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا آپ جو فرماتے ہیں اس پر کون شہادت دیتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ درخت۔ پھر آپ نے اسے بلایا حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر تھا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ نے تین بار اس سے

شہادت طلب کی اور اس نے تینوں بار شہادت دی کہ واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ پھر درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (مشکوٰۃ)

(۷) حضرت حمزہ بن اسید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے جنازے میں نکلے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے اس کے لیے کچھ مقرر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا ہر اونٹ پر ہر سال ایک بکری۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بہت ہے۔ آپ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے جلدی چل دو۔ بھیڑیا یہ سن کر چلا گیا۔ (خصائص کبریٰ)

जहाँ जहाँ जाएं कण कण धरती होय सुगंधित

جہاں جہاں جائیں کن کن دھرتی ہوئے سگندھت

एक मुस्कान से हों जन साधारण प्रफुल्लित ।

ایک مسکان سے ہوں جن سادھارن پر پُھلّت

कौन है यह किसका वर्णन है नज़्मी बोलो,

کون ہے یہ کس کا ورنن ہے نظمی بولو

कैसी पहेली बुझवाते हो, मर्म तो खोलो ।

کیسی پہیلی بجھواتے ہو، مرم تو کھولو

कहें नज़्मी जी ये सब बातें उनकी याद दिलाएं,

کہیں نظمی جی یہ سب باتیں ان کی یاد دلائیں

जो कि सद्पुरुष, करुणानिधि, नबियन सरदार कहाएं

جو کہ سد پرش(۸) کرونا ندھی(۹) نبین سردار کہائیں

(۸) مردِ حق۔ (۹) منبع رحم و کرم۔

नाम मुहम्मद रखा है रब ने उनका न्यारा

نام محمد رکھا ہے رب نے ان کا نیارا

उन्हीं की महिमा दर्शाने को सृष्ट किया जग सारा

انہی کی مہما(۱۰) درشانے کو سرشٹ کیا (۱۱) جگ سارا

(۱۰)عظمت،مرتبہ۔ (۱۱)تخلیق کیا۔

रब के प्रिय जगत के रक्षक नबी रसूल इमाम,

رب کے پریہ جگت کے رکھشک نبی رسول امام

स्वामी के चरणन में नज़्मी का शत शत प्रणाम ।

سوامی کے چرنن میں نظمی کا شت شت پرنام

••••••••••••••••••••••

عظمتِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ज्योति कलश अद्वैत का जब फ़ारान पे चमका
جیوتی کلش (۱)اڈّویت (۲) کا جب فاران پہ چمکا
मूर्ति उपासक विचलित जग का हृदय धड़का
مورتی اُپاسک وچلت (۳) جگ کا ہردے دھڑکا
हृदय धड़का असुरों का डिग डिग डोला आधार
ہردے دھڑکا اسوروں (۴) کا ڈگ ڈگ ڈولا آدھار
अज्ञानी मानव ने सोचा ज्ञानेश्वर संहार
اگیانی مانو نے سوچا گیانیشور (۵)سنہار (۶)
परमेश्वर ने सत्य पुरुष के प्राण बचाए
پرمیشور نے ستیہ پرش کے پران بچائے
छोड़ा मक्का नगर, महामत तयबह आए
چھوڑا مکہ نگر، مہا مت (۷) طیبہ آئے
एक नई आचार संहिता हुई प्रकाशित
ایک نئی آچار سنہتا (۸) ہوئی پرکاشت
शीघ्र ही सारे लोग हुए जिससे प्रभावित
شیگھر ہی سارے لوگ ہوئے جس سے پربھاوِت
प्रेत के अनुयाइयों ने फिर रण नीति सजाई
پرَیت (۹) کے انویائیوں نے پھر سے رن نیت سجائی

रब की महिमा बद्र भूमि पर गरिमा लाई

رب کی مہما بدر بھومی پر گرِما لائی

तीन सौ तेरह यौद्धाओं ने नाम कमाया

تین سو تیرہ یودھاؤں نے نام کمایا

सच्चाई ने रण से पाप को मार भगाया

سچائی نے رن سے پاپ کو مار بھگایا

विजयी सैना जब तयबह में वापस आई

وجئی سینا جب طیبہ میں واپس آئی

रब का शुक्र किया सब ने और ख़ुशी मनाइ

رب کا شکر کیا سب نے اور خوشی منائی

एक बार फिर उहद के रण में हुई लड़ाई

ایک بار پھر احد کے رن میں ہوئی لڑائی

एक छोटी सी भूल से जीत बनी पसपाई

ایک چھوٹی سی بھول سے جیت بنی پسپائی

लेकिन फिर सरदार ने एक सिंहनाद लगाया

لیکن پھر سردار نے ایک سنگھ ناد (۱۰) لگایا

एक एक वीर ने फिर से अपना रंग जमाया

ایک ایک ویر نے پھر سے اپنا رنگ جمایا

विजय पताका इस्लामी फिर से फहराई

وجے پتا کا اسلامی پھر سے پھہرائی

मक्के के असुरों ने फिर से मुंह की खाई

مکہ کے اسوروں نے پھر سے منہ کی کھائی
मर्यादा पुरुषोत्तम ने फिर डाली राज की नीव
مریادا پرشوتم نے پھر ڈالی راج کی نیو
एक अनोखे सत्य-आधारित सभ्य समाज की नीव
ایک انوکھے ستّیہ آدھارِت(۱۱) سبھّیہ سماج کی نیو
भाईचारा, प्रेम, सहिष्णुता, सत्यकर्म आधार
بھائی چارہ، پریم، سہشنوتا(۱۲) ستیہ کرم(۱۳) آدھار
सदाचार, नैतिकता, समता, श्रद्धा, सदव्यवहार
سداچار، نیتِکتا(۱۴) سمتا(۱۵) شرِدّھا(۱۶) سد ویوہار(۱۷)
यही बने सच्चे लोगों के जीवन व सिद्धान्त
یہی بنے سچے لوگوں کے جیون کے سدّھانت (۱۸)
किया महामत ने एक अदभुत सतयुग का दीक्षान्त
کیا مہامت نے ایک ادبھُت ست یُگ کا دیکھشانت(۱۹)
सत्यपुरुष का हुआ अलौकिक यात्रा को प्रस्थान
ستیہ پرش کا ہوا الَوکِک (۲۰)یاترا کو پرستھان (۲۱)
गगन से भी आगे पहुंचे थे अल्लाह के मेहमान
گگن سے بھی آگے پہنچے تھے اللہ کے مہمان
विवश हुए जिब्रील अधर में छोड़ा उनका साथ
ووش ہوئے جبریل اَدھر میں چھوڑا ان کا ساتھ
तब अल्लाह की रहमत ने थामा रसूल का हाथ
تب اللہ کی رحمت نے تھاما رسول کا ہاتھ

इस यात्रा में मिलीं नमाज़ें और धर्म की नीति

اس یاترا میں ملیں نمازیں اور دھرم کی نیت (۲۲)

तत्पश्चात मिली नीति के कार्यान्वन की रीति

تت پشچات ملی نیت کے کاریانون(۲۳) کی ریت

कार्यान्वन की रीति बनी जो सत्युग की पहचान

کاریانون کی ریت بنی جو ست یگ کی پہچان

बने सभी जन कर्मवीर और धर्म-निष्ठ इन्सान

بنے سبھی جن کرم ویر اور دھرن نشٹھ(۲۴) انسان

फिर एक दिन वे कर्मवीर मक्के में आए

پھر ایک دن وے کرم ویر م (۲۵)مکہ میں آئے

विजय पराक्रम के परचम फिर से लहराए

وجے پراکرم کے پرچم پھر سے لہرائے

शुद्धि हुई काबे की गूंजा ईश्वर नाम अज़ान

شدّھی(۲۶) ہوئی کعبے کی گونجا ایشور نام اذان

झूटे देव गिरे मुंह के बल लात और हबल समान

جھوٹے دیو گرے منہ کے بل لات اور ہبل سمان

सत्य न्याय का युग जागा फिर धर्म हुआ बलवान

ستیہ نیائے کا یگ جاگا پھر دھرم ہوا بلوان

कर्म की महिमा सब ने जानी पढ़ पढ़ कर क़ुरआन

کرم (۲۷) کی مہما سب نے جانی پڑھ پڑھ کر قرآن

फिर ईश्वर ने प्रिय महामत को परलोक बुलाया

پھر ایشور نے پریہ مہامت کو پرلوک بلایا
तयबह की धरती ने तीर्थस्थल का दर्जा पाया
طیبہ کی دھرتی نے تیرتھ استھل کا درجہ پایا
धर्म सिंहासन पर बैठे फिर अबूबक्र सिद्दीक़
د ھرم سنہاسن پر بیٹھے پھر ابوبکر صدیق
उमर उस्मान अली ने कग सच्चे दिल से तस्दीक़
عمر عثمان علی نے کی سچے دل سے تصدیق
चारों मुख्य खलीफ़ाओं ने प्रेम नीति अपनाई
چاروں مکھیہ خلیفاؤں نے پریم نیت اپنائی
सत्य अहिंसा ने हर दिल में अपनी जगह बनाई
ستیہ اہنسا نے ہر دل میں اپنی جگہ بنائی
क़ुरआनी संदेश ने तोड़ा पाप का चक्रव्यूह
قرآنی سندیش نے توڑا پاپ کا چکر ویوہ
जुड़ते गए प्रेम श्रंखला में लोगों के समूह
جڑتے گئے پریم شرنکھلا (۲۸) میں لوگوں کے سموہ
मुस्लिम जगत की सीमाओं का हुआ बड़ा विस्तार
مسلم جگت کی سیماؤں کا ہوا بڑا وستار
हर विस्तार के पीछे था बस प्रेम का ही आधार
ہر وستار کے پیچھے تھا بس پریم کا ہی آدھار
आदि धर्म अद्वैत का प्रचारक केवल इस्लाम
آدی دھرم (۲۹) ادّویت کا پرچارک کیول اسلام

निराकार निर्गुण की पूजा यही सत्य पैग़ाम

نراکار(۳۰) نرگن(۳۱) کی پوجا یہی ستیہ پیغام

ईश्वर प्रिय महामत पर हम भेजें लाख सलाम

ایشور پریہ مہامت پر ہم بھیجیں لاکھ سلام

हम दुखियारों के हित में हैं वो रब का इनाम

ہم دکھیاروں کے ہت میں ہیں وہ رب کا انعام

वो रब का इनाम उन्हीं की करता जगत पुकार

وہ رب کا انعام انھیں کی کرتا جگت پکار

उनकी महिमा सबसे न्यारी गरिमा अपरम पार

ان کی مہما سب سے نیاری گرما (۳۲) اپرم پار

कहें नज़्मी जी हर पीड़ा में नामे मुहम्मद लीजे

کہیں نظمی جی ہر پیڑا میں نام محمد لیجے

नाम की महिमा से दुश्मन को अपने वश में कीजे

نام کی مہما سے دشمن کو اپنے بس میں کیجیے۔

* *

(۱) فانوس نور۔ (۲) توحید۔ (۳) گمراہ۔ (۴) کفار و مشرکین۔ (۵) عالم ما کان وما یکون۔ (۶) خاتمہ۔ (۷) گوتم بدھ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے اسم محمد کو اسی طرح ادا کیا تھا۔ مہامت کے معنی ہوتے ہیں سب بڑی عقل۔ (۸) لائحہ عمل و ضابطہ کار۔ (۹) شیطان۔ (۱۰) نعرہ شیرانہ۔ (۱۱) حق پر مبنی۔ (۱۲) رواداری۔ (۱۳) راست بازی۔ (۱۴) خوش اخلاقی۔ (۱۵) مساوات۔ (۱۶) عقیدت۔ (۱۷) حسن سلوک۔ (۱۸) ضوابط۔ (۱۹) افتتاح۔ (۲۰) لاہوتی۔ (۲۱) روانگی۔ (۲۲) طریقہ عمل۔ (۲۳) عمل درآمد۔ (۲۴) راسخ العقیدہ۔ (۲۵) مرد میدان عمل۔ (۲۶) صفائی۔ (۲۷) عمل۔ (۲۸) زنجیر، سلسلہ۔ (۲۹) ازل سے چلا آنے والا مذہب۔ (۳۰) شکل وصورت سے منزہ۔ (۳۱) ہر مادی تصور سے بے نیاز۔ (۳۲) عظمت۔

رازِ عشق

धर्म कर्म से कई गुना है बढ़ कर प्रेम का मर्म

دھرم کرم سے کئی گنا ہے بڑھ کر پریم کا مرم(۱)

प्रेम बिना सब शून्य है जग में निरर्थ धर्म और कर्म

پریم بنا سب شونیہ(۲) ہے جگ میں نررتھ(۳) دھرم اور کرم

निरर्थ धर्म और कर्म, अमानुष है वह मानव

نررتھ دھرم اور کرم، امانُش (۴) ہے وہ مانو(۵)

प्रेम बिना दिल धड़के जिसका वह है दानव

پریم بنا دل دھڑکے جس کا وہ ہے دانو(۶)

ईश्वर से जो प्रेम नहीं तो व्यर्थ है जीवन

ایشور سے جو پریم نہیں تو ویرتھ(۷) ہے جیون

प्यार रसूल का हो जिसमें वह ही सच्चा मन

پیار رسول کا ہو جس میں وہ ہی سچا من

प्रेम जो होगा दिल में, अच्छे कर्म करोगे

پریم جو ہوگا دل میں، اچھے کرم کروگے

प्रेम की पूंजी पास है धर्मानन्द बनोगे

پریم کی پونجی پاس ہے دھرمانند(۸)بنوگے

प्रेम की सृष्टि वड़ी निराली समझ न आवे

پریم کی سرشٹی(۹) بڑی نرالی سمجھ نہ آوے

प्रेम रहित मानव जीवन सुख कभी न पावे

پریم رہت (۱۰)مانَو جیون سکھ کبھی نہ پاوے

प्रेम तो धर्म का मूल मंत्र है, यह अपनाओ

پریم تو دھرم کا مول منتر(۱۱) ہے، یہ اپناؤ

पाकर धर्म और कर्म की कुंजी ख़ुश हो जाओ

پا کر دھرم اور کرم کی کنجی خوش ہو جاؤ

क़ब्र में भी जो तीन प्रश्न पूछे जाएंगे

قبر میں بھی جو تین پرشن (۱۲)پوچھے جائیں گے

वो भी धर्म कर्म और प्रेम पे ही आएंगे

وہ بھی دھرم کرم اور پریم پہ ہی آئیں گے

रब है कौन तुम्हारा, क्या है धर्म बखानो

رب ہے کون تمھارا، کیا ہے دھرم بکھانو(۱۳)

कौन हैं ये महापुरुष ज़रा इन को पहचानो

کون ہیں یہ مہا پرش ذرا ان کو پہچانو

ईश्वर प्रिय महामत की छवि बड़ी सुहानी

ایشور پریہ(۱۴) مہامت(۱۵) کی چھبی(۱۶) بڑی سہانی

मोक्ष उसे ही मिलेगा जिसने छवि पहचानी

موکش اسے ہی ملے گا جس نے چھبی پہچانی

पहले दो प्रश्नों का उत्तर काम न आए

پہلے دو پرشنوں کا اتّر کام نہ آئے

अन्तिम प्रश्न का उत्तर ही सौभाग्य बनाए

انتم پرشن کا اتر ہی سوبھاگیہ جگائے

पहले दो प्रश्नों में निहित है धर्म कर्म की बात

پہلے دو پرشنوں میں نہت (۱۷)ہے دھرم کرم کی بات

अन्तिम प्रश्न के अन्तर्गत है प्रेम मर्म सौग़ात

انتم پرشن کے انتر گت(۱۸) ہے پریم مرم سوغات

कोई अधूरा कलिमा पढ़कर मुस्लिम नहीं कहाए

کوئی ادھورا کلمہ پڑھ کر مسلم نہیں کہائے

धर्म को नाम मुहम्मद का नज़्मी परिपूर्ण कराए

دھرم کو نام محمد کا نظمی پری پورن(۱۹) کرائے

नामे मुहम्मद प्रेम भाव से ओत प्रोत है

نام محمد پریم بھاؤ (۲۰)سے اوت پروت(۲۱)ہے

सच तो यह है सृष्टि का उत्पत्ति स्रोत है

سچ تو یہ ہے سرشٹی(۲۲) کا اتپتّی سروت(۲۳) ہے

आदर प्रशंसा सत्यकर्म का अर्थ है इसमें

آدر(۲۴) پرشنسا(۲۵) ستیہ کرم (۲۶)کا ارتھ(۲۷) ہے اس میں

सारे जग की चाहत का सामर्थ है इसमें

سارے جگ کی چاہت کا سامرتھ (۲۸)ہے اس میں

सच्चे मन की परिभाषा नज़्मीजी सुनना

سچے من کی پری بھاشا (۲۹)نظمی جی سننا

धर्म कर्म और प्रेम में तुम बस प्रेम ही चुनना ।।

دھرم کرم اور پریم میں تم بس پریم ہی چننا

---

(۱)راز، ماہیت۔ (۲) صفر۔ (۳) بے معنی۔ (۴)حیوان۔ (۵) انسان۔ (۶)درندہ۔(۷)بے کار۔(۸) سچے عقیدے والے۔(۹)دنیا۔(۱۰)محبت سے خالی۔ (۱۱)اصل حقیقت۔(۱۲) سوال۔ (۱۳)بتاؤ۔ (۱۴)محبوب خدا۔ (۱۵) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (۱۶) شبیہ۔۔(۱۷) پوشیدہ۔(۱۸) ماتحت۔۔(۱۹) تکمیل۔(۲۰) جذبہ عشق۔(۲۱) لبریز۔(۲۲) دنیا۔(۲۳) سرچشمہ تخلیق۔(۲۴)عزت۔(۲۵) تعریف وتوصیف۔ (۲۶)راست بازی۔(۲۷)مفہوم۔(۲۸) صلاحیت، گنجائش۔(۲۹) تعریف۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

चौपाइयाँ

रब ने दिया महामत को सब अज्ञात का ज्ञान

رب نے دیا مہامت کو سب اگیات (۱) کا گیان (۲)

सारे जन मानस में उनका सर्व श्रेष्ठ स्थान

سارے جن مانس میں ان کا سروشریشٹھ (۳) استھان (۴)

सर्वश्रेष्ठ स्थान वो सृष्टि-स्रोत कहाए

سرو شریشٹھ استھان وہ سرشٹی سروت (۵) کہائے

नबियों के परिपूरक रूप वह जग में आए ।१।

نبیوں کے پری پورک روپ (۶) وہ جگ میں آئے

(۱) غیب۔ (۲) علم۔ (۳) اعلیٰ ترین۔ (۴) مقام۔ (۵) سرچشمہ تخلیق۔ (۶) خاتم النبیین۔

* *

अरब की रेतीली धरती को प्राप्त हुआ यह श्रेय

عرب کی ریتیلی دھرتی کو پراپت (۱) ہوا یہ شرے (۲)

आमिना बीबी के घर जन्मे महापुरुष कलिकेय

آمنہ بی بی کے گھر جنمے مہا پُرش کلِکیہ (۳)

महापुरुष कलिकेय जो लाए ईश्वर वाणी

مہا پرش کلکیہ جو لائے ایشور وانی (۴)

उन की शरीअत के अन्तर्गत सारे जगप्राणी ।२।

ان کی شریعت کے انتر گت سارے جگ پرانی (۵)

(۱) حاصل۔ (۲) شرف۔ (۳) پرانوں میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت کے سلسلے میں دیا ہوا

نام۔(۴) کلام رب۔(۵) مخلوق۔

बायबिल में हैं फ़ारक़लीत, क़ुरआन में अहमद

بائبل میں ہیں فارقلیط(۱)، قرآن میں احمد

प्रशंसनीय वे आदिकाल से नाम मुहम्मद

پرشنسنیہ(۲) وے آدی کال (۳)سے نام محمد

नाम मुहम्मद अधरों को मधुस्रोत बनाए

نام محمد ادھروں(۴) کو مدھو سروت (۵)بنائے

निस दिन नाम जपे जो, ईश्वर कृपा पाए ।३।

نِس دن(۶) نام جپے جو، ایشور کرپا (۷)پائے

(۱) یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ عربی میں محمد ﷺ کے ہوتے ہیں۔(۲) قابل تعریف۔ (۳) ازل۔(۴) ہونٹ۔(۵) شیرینی کا سرچشمہ۔(۶) رات دن۔(۷) فضل الٰہی۔

स्वामी के अधरों से निकली जब क़ुरआन की भाषा

سوامی کے ادھروں سے نکلی جب قرآن کی بھاشا

अरब के पंडित चकित रह गए धर्म की सुन परिभाषा

عرب کے پنڈت چکت رہ گئے دھرم کی سن پری بھاشا

अर्थ समझ अद्वैत का सबने अपना शीष नवाया

ارتھ سمجھ اَدّویت کا سب نے اپنا شیش نوایا

एक ईश्वर का कलिमा पढ़ने की जागी अभिलाषा ।४।

ایک ایشور کا کلمہ پڑھنے کی جاگی ابھیلاشا

(جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب ہائے مبارک سے قرآنی آیات سنیں تو مذہب اور شریعت کا اصل مفہوم جان کر عرب کے بڑے بڑے علماء ششدر رہ گئے۔ توحید کا مطلب کیا ہے یہ جان کر سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کرنے کی تمنا ہر ایک دل میں جاگ اٹھی۔)

****

किसी को घृणा से मत देखो यही है सदव्यवहार

کسی کو گھرنا سے مت دیکھو یہی ہے سد ویوہار

घृणा से घृणा पाओगे, प्यार से पाओ प्यार

گھرنا سے گھرنا پاؤگے، پیار سے پاؤ پیار

प्यार से पाओ प्यार, नबी की सीख पे चलना

پیار سے پاؤ پیار، نبی کی سیکھ پہ چلنا

दुश्मन से भी मिलो तो ठन्डे दिल से मिलना ।५।

دشمن سے بھی ملو تو ٹھنڈے دل سے ملنا

(اسلام نے خوش اخلاقی کا ایک سبق یہ سکھایا ہے کہ کسی کو نفرت اور حقارت سے مت دیکھو۔ نفرت سے نفرت ملتی ہے، محبت سے محبت۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہمیں محبت کا درس دیا ہے اور دشمن سے بھی اچھی طرح پیش آنے کی ہدایت دی ہے۔)

****

गुम्बद हरा वह सब से ऊंचा लोक-हृदय की धड़कन

گنبد ہرا وہ سب سے اونچا لوک ہردے کی دھڑکن

जिसकी एक झलक से आए मृत मन में नव जीवन

جس کی ایک جھلک سے آئے مرت من میں نو جیون

इस गुम्बद के साए में सोए हैं महिमा प्रतीक

اس گنبد کے سائے میں سوئے ہیں مہیما پرتیک

एक महामत, दूजे उमर, तीजे अबू बक्र सिद्दीक़ ।६।

ایک مہامت، دوجے عمر، تیجے ابو بکر صدیق

(وہ سبز گنبد جو سرکار دوعالم ﷺ کے روضہ پرانوار کی عظمت کا نشان ہے وہ کائنات کی مخلوق کے دل کی دھڑکن بنا ہوا ہے اس کی ایک جھلک مردہ دلوں میں نئی روح ڈال دیتی ہے۔ اس گنبد کے سائے میں تین عظیم شخصیتیں آرام فرما ہیں۔ ایک محمد رسول اللہ ﷺ، دوسرے سیدنا فاروق اعظم، اور تیسرے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما۔)

****

निर्धन और धनवान का भेद मिटाया किसने

نردھن اور دھنوان کا بھید مٹایا کس نے؟

जगत को समता का आभास कराया किसने

جگت کو سمتا کا آبھاس کرایا کس نے؟

कृपा, करुणा, दया, धर्म, शरीअत वाले

کرپا، کرونا، دیا، دھرم، شریعت والے

हाँ हाँ वही महामत रब की रहमत वाले ।७।

ہاں ہاں وہی مہامت، رب کی رحمت والے

-

(سرکار دوعالم ﷺ نے امیر غریب کے امتیاز کو دور فرما کر دنیا کو مساوات اور اخوت کی راہ دکھائی۔ مہربانی، رحم، انسان دوستی، مذہب کے اصول سمجھائے۔ ہاں یہ وہی محمد مصطفیٰ ﷺ تھے جو سراپا اللہ کی رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔)

****

वंश का ऊंचा नीचा होना नहीं मोक्ष-आधार

ونش کا اونچا نیچا ہونا نہیں موکش آدھار

कर्म हों जिसके अच्छे होगा उसका ही उध्धार

کرم ہوں جس کے اچھے ہوگا اس کا ہی اُدّھار

जो बोओगे सो काटोगे, चली आ रही रीति

جو بوؤگے سو کاٹوگے، چلی آ رہی رِیت

सदाचार ही सदा रही है विश्व-धर्म की नीति ।८।

سداچار ہی سدا رہی ہے وشو دھرم کی نِیت

(خاندان کے اونچے نیچے ہونے پر نجات کا انحصار نہیں ہے جس کے اعمال اچھے ہوں گے اسی کا بیڑا پار ہوگا۔ جو آدمی جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی اس کو بدلہ ملے گا۔ خوش اخلاقی اور نیک عمل کا درس ہر مذہب کی بنیادی تعلیم رہی ہے۔)

****

औरत की मर्यादा का उल्लंघन मत करना

عورت کی مریادا کا اُلنگھن مت کرنا

उसने तुमको जन्म दिया है यह न विसरना

اس نے تم کو جنم دیا ہے یہ نہ وِسرنا

नबी ने माँ का आदर करना हमें सिखाया

نبی نے ماں کا آدر کرنا ہمیں سکھایا

जन्म सफल करने का मूल मंत्र समझाया ।९।

جنم سپھل کرنے کا مول منتر سمجھایا

(عورت کا احترام کرنے کا درس اسلام نے دیا ہے کیونکہ انسان کو عورت جنم دیتی ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کا ادب کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے اور اس طرح زندگی کامیاب بنانے کا

ایک بہترین نسخہ عطا فرمایا ہے۔)

•••

सत्य पुरुष की परिभाषा क़ुरआन ने यह बतलाई

ستیہ پرش کی پری بھاشا قرآن نے یہ بتلائی

जिसकी सोच वचन और कर्म में हो हर दम सच्चाई

جس کی سوچ وچن اور کرم میں ہو ہر دم سچائی

दुनिया धर्म के क्षेत्र में जो ईशेवर इच्छा पर चाले

دنیا دھرم کے چھیتر میں جو ایشور اِچھّا پر چالے

उस मनुष्य के वचन की मर्यादा ईश्वर के हवाले ।१०।

اس منشّیہ کے وچن کی مریادا ایشور کے حوالے

(قرآن عظیم نے سچے مومن کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ مومن وہ ہے جس کے خیال، اقوال اور اعمال میں ہر دم صداقت ہی صداقت ہو۔ سچا انسان وہی ہے جو اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کو سب سے مقدم سمجھتا ہو، ایسے انسان کو وہ رتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کی آبرو اللہ تعالیٰ رکھتا ہے۔)

•••

रब का नाम पुकारके मैंने लिया मुहम्मद नाम

رب کا نام پکار کے میں نے لیا محمد نام

बलिहारी इस नाम के जो सगरे बन गए काम

بلہاری اس نام کے، جو سگرے بن گئے کام

सगरे बन गए काम, हुआ जीवन उजियारा

سگرے بن گئے کام، ہوا جیون اجیارا

आत्मा के दर्पण से नज़्मी मैल धुल गया सारा ।११।

آتما کے درپن سے نظمی میل دھل گیا سارا

(خالق کائنات کا کلمہ پڑھ کے اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ورد کیا۔قربان جاؤں اس نام پاک کے جس کی برکت سے سارے کام بن گئے۔زندگی میں اجالا ہی اجالا ہو گیا اور روح کے آئینے سے سارا میل صاف ہو گیا۔)

* *

सत्य, चित्त, आनन्द का दर्शन समझ जो जाए

ستّیہ، چتّ، آنند کا درشن سمجھ جو جائے

वही मनुष्य दुई-लोक में परमानंद कहाए

وہی منُشّیہ دوئی لوک میں پرمانند کہائے

परमानंद कहाए, निर्मल होय आत्मा

پرمانند کہائے، نرمل ہووے آتما

तयबह से जब मन लागे तब मिले परमात्मा ।१२।

طیبہ سے جب من لاگے تب ملے پرماتما

(حق پرستی یعنی سچی بات سوچنا، سچی بات کہنا اور سچا کام کرنا یہی صفائی قلب اور پاکیزگی نفس کا راز ہے اور اسی میں سچا سکھ ہے۔جو شخص اس فلسفے کو سمجھ جائے وہ دونوں عالم میں سب سے خوش قسمت آدمی کہلائے۔اس کی روح پاک و صاف ہو جائے۔ان منزلوں کی سیر کرنے کے لیے طیبہ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محبت اور ان کی اطاعت بہت ضروری ہے۔جب تک انھیں نہ اپنایا جائے گا رب کائنات تک رسائی نہ ہو سکے گی۔)

* *

श्रद्धालु जन बैठ के सुन लें नज़्मी जी की बात

شردّھا لو جن بیٹھ کے سن لیں نظمی جی کی بات

आज के पावन दिन में लूटो बरकत की बरकात

آج کے پاون دن میں لوٹو برکت کی برکات

बरकत की बरकात, सफल जीवन हो जावे

برکت کی برکاتَ سپھل جیون ہو جاوے

पढ़े दुरूद सलाम जो कोई, रहमत पावे ।१३।

پڑھے درود سلام جو کوئی، رحمت پاوے

(اشارہ بارھویں شریف کی طرف ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جب اللہ تعالیٰ کے حبیب کی برکتیں عام ہوتی ہیں۔جس کسی کو مل گئیں اس کی زندگی سنور گئی۔سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود اور سلام بھیجتے رہنے کی عادت اللہ کی رحمت کی ضمانت ہوتی ہے۔)

****

नात के क्षेत्र में नज़्मी जी ने बड़ा कमाया नाम

نعت کے چھیتر میں نظمی جی نے بڑا کمایا نام

नबी का वंशज होने का यह अच्छा मिला इनाम

نبی کا ونشج ہونے کا یہ اچھا ملا انعام

अच्छा मिला इनाम हमारी दुनिया सुधरी

اچھا ملا انعام ہماری دنیا سدھری

और परलोक में क्या होगा यह चिन्ता उतरी ।१४।

اور پرلوک میں کیا ہوگا یہ چنتا اتری

(نظمی کو نعت گوئی کے میدان میں جو شہرت اور مقبولیت ملی ہے اس میں زیادہ ہات اس بات کا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان کا ایک فرد ہے اپنے پیارے نانا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جو تعریف اور صفات نواسہ بیان کرسکتا ہے وہ ظاہر ہے کہ خاندان سے باہر والا کیسے کر سکے گا۔ نظمی کی یہ شہرت اس کی عاقبت کی دولت ہے اسے یقین ہے کہ عقبیٰ میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بدولت اس کا معاملہ اچھا ہوگا۔)

(راجستھان کے ضلع چتوڑگڑھ میں ایک قصبہ ہے بسّی جو بحمدہ تعالیٰ سنی برکاتی بھائیوں کا مرکز ہے۔ کچھ عرصہ سے وہاں ایک نام نہاد پیر صاحب آتے ہیں جو بینگنی رنگ کا عمامہ باندھتے ہیں اور اپنے حلقہ بگوشوں کو اسی رنگ کی ٹوپی پہنواتے ہیں، یہ کہہ کر کہ یہ رنگ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کا رنگ ہے۔ ان ہی پیر فرتوت کے رد میں یہ چوپائیاں لکھی ہیں)

कुर्ता टोपी रंग लेने से बने न क़ादरी कोय

کرتا ٹوپی رنگ لینے سے بنے نہ قادری کوئے

मुरीद वही है जिसके दिल में रंग पीर का होय

مرید وہی ہے جس کے دل میں رنگ پیر کا ہوئے

अपना अलग समूह बनाना, नहीं ग़ौस की सीख

اپنا الگ سموہ بنانا ، نہیں غوث کی سیکھ

बन फ़क़ीर एक साथ बिराजो तभी मिलेगी भीख ।१५।

بن فقیر ایک ساتھ براجو تبھی ملے گی بھیکھ

मन को रंग ग़ौस के रंग में तभी है सच्चा रंग

من کو رنگ غوث کے رنگ میں تبھی ہے سچا رنگ

कपड़े वह भी रंगते हैं जो बोलें जय बजरंग

کپڑے وہ بھی رنگتے ہیں جو بولیں جے بجرنگ

सब से अलग नज़र आने का नाटक जो रचते हैं

سب سے الگ نظر آنے کا ناٹک جو رچتے ہیں

क़सम ख़ुदा की उनके दिल में ग़ौस नहीं बसते हैं ।१६।

قسم خدا کی ان کے دل میں غوث نہیں بستے ہیں

••

ज़ाहिर हो या बातिन, थाली का बैंगन मत बनना

ظاہر ہو یا باطن، تھالی کا بینگن مت بنا

रंगना ही है तुम्हें जो तन मन, मेंहदी रंग में रंगना

رنگنا ہی ہے تمھیں جو تن من، مہندی رنگ میں رنگنا

मेंहदी पत्थर पर पिस पिस कर देवे जीवन रंग

مہندی پتھر پر پس پس کر دیوے جیون رنگ

मुरीद वही नवजीवन पावे रहे जो पीर के संग ।१७।

مرید وہی نو جیون پائے رہے جو پیر کے سنگ

••

रंग रंग में सब से चोखा परमेश्वर का रंग

رنگ رنگ میں سب سے چوکھا پرمیشور کا رنگ

ऐसा रंग वही पाता जो रहे महामत संग

ایسا رنگ وہی پاتا جو رہے مہامت سنگ

रहे महामत संग उन्हीं की महिमा गाए

رہے مہا مت سنگ انھی کی مہما گائے

उन्हीं के नाम का जाप करे आनंद कमाए ।१८।

انھی کے نام کا جاپ کرے آنند کمائے

छन्द

बारह रबीउल अव्वल के दिन बना था एक इतिहास

بارہ ربیع الاول کے دن بنا تھا اک اتہاس

पैदा हुए महामत इस दिन बन कर जग की आस

پیدا ہوئے مہامت اس دن بن کر جگ کی آس

अल्लाह एक, रसूल मुहम्मद, कलिमा हमें पढ़ाया

اللہ ایک، رسول محمد، کلمہ ہمیں پڑھایا

सत्य वचन, सदकर्म, सदव्यवहार का चलन सिखाया

ستیہ وچن، سد کرم، سد ویوہار کا چلن سکھایا

कहें नज़्मीजी कैसे भूलें स्वामी का एहसान

کہیں نظمی جی کیسے بھولیں سوامی کا احسان

हम थे पशु समान, बनाया आक़ा ने इन्सान ।१।

ہم تھے پشو سمان، بنایا آقا نے انسان

(بارہ ربیع الاول کی وہ مبارک تاریخ انسانی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کی حامل ہے اس دن دنیا کی امید بن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، سرکار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کا کلمہ پڑھایا اور ہمیں حق گوئی، سچے عمل، حسن سلوک کا درس دیا۔ ہم ان کا احسان کس طرح بھول سکتے ہیں کیونکہ یہ انھی کی ذات اقدس تھی جس نے ہمیں جانور سے انسان بنایا۔)

आदि मानमव से पूर्व उजारा रब ने उनका नूर

آدی مانو سے پورو اجارا رب نے ان کا نور

नबियन के सरदार मुहम्मद, दिव्य ज्योति मशहूर

نبیین کے سردار محمد، دوّیہ جیوتی مشہور

दिव्य-ज्योति मशहूर वो सब के अन्त में आए

دوّیہ جیوتی مشہور وہ سب کے انت میں آئے

सर्वाधार, व्यापक अमिट शरीअत लाए

سروادھار ویاپک امٹ شریعت لائے

कहें नज़्मीजी करो ज्योतेश्वर मर्म बखाना

کہیں نظمی جی کرو جیوتیشور مرم بکھانا

जिन हेतु ईश्वर ने लोक परलोक निर्माना ।२।

جن ہیتو ایشور نے لوک پرلوک نرمانا

(جن کا نور اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے قبل پیدا فرمایا۔ وہ نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نور الٰہی کے نام سے مشہور ہیں وہ سب نبیوں رسولوں کے آخر میں تشریف لائے اور اپنے ساتھ ایک ایسی وسیع اور کبھی نہ مٹنے والی شریعت لائے جو ساری شریعتوں کی اساس ٹھہری۔ نظمی تم اللہ کے اس مبارک نور کا تذکرہ چھیڑو جس کی خاطر رب نے یہ دو جہاں پیدا فرمائے)

तलाक़ समस्या बड़ी जटिल है इसको समझो जानो

طلاق سمّسیا بڑی جٹل ہے اس کو سمجھو جانو

इस संबन्ध में क़ुरआनी आदेश को अन्तिम मानो

اس سمبندھ میں قرآنی آدیش کو انتم مانو

जो तलाक़ को खेल बनाए, नर्क लोक में जाए

جو طلاق کو کھیل بنائے، نرک لوک میں جائے

जो रब के आदेश से जूझे, मानव नहीं कहाए

جو رب کے آدیش سے جوجھے، مانو نہیں کہائے

मानव नहीं कहाए, उससे रखो न नाता

مانو نہیں کہائے، اس سے رکھو نہ ناتا

क़ुरआँ से जो लड़े वह मुस्लिम रह नहीं जाता ।३।

قرآں سے جو لڑے وہ مسلم رہ نہیں جاتا

(طلاق کا مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لو اور اس معاملے میں احکام قرآنی کو آخری حجت سمجھو جو شخص طلاق کو کھیل بنالے وہ دوزخ میں جانے والا ہے۔ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والا انسان کہلانے کا مستحق نہیں ایسے آدمی سے کوئی تعلق مت رکھو کیونکہ قرآن سے لڑنے والا مسلمان ہی نہیں رہ جاتا۔)

اختتامیہ

مُحَمَّدٌ ضَاءَ تِ الدُّنْیَا بِطَلْعَتِہٖ
مُحَمَّدٌ طَیِّبُ الْاَوْصَافِ وَالشِّیَمِ
مُحَمَّدٌ ظَھَرَتْ اَنْوَارُ مَوْلِدِہٖ
مُحَمَّدٌ عَیْنُ سِرِّ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
اَلْمِیْمُ مَجْدٌ وَحَاءُ الْحُسْنِ اَجْمَعَہٗ
وَالْمِیْمُ مَنْحٌ وَدَالُ الدِّیْنِ وَالْقِیَمِ
مَوْلَا یَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

تعارفِ شاعر

نام: سید آلِ رسول حسنین میاں برکاتی

خاندانی نام: محمد حیدر۔

تاریخی نام: سید فضل اللہ قادری (۱۳۶۵ھ)

تخلص: نظمی۔

تاریخ ولادت: ۶ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۴۶ء۔

بیعت وخلافت: والد ماجد حضور سید العلماء سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ۔

اجازت وخلافت: عم محترم حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمۃ۔
سید شاہ حبیب احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ، مسولی شریف، ضلع بارہ بنکی۔

☆ ابتدائی تعلیم مارہرہ شریف میں، بعدہ درجہ پنجم تک ممبئی میں۔ انٹرمیڈیٹ تک آبائی وطن مارہرہ شریف میں۔

☆ گریجویشن انگریزی ادب اور اسلامیات کے ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ دلی سے۔

☆ صحافت کی تربیت انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونی کیشن، دلی میں۔

☆ سرکاری مقابلہ جاتی امتحان (منعقدہ یونین پبلک سروس کمیشن) پاس کر کے وزارت اطلاعات ونشریات کے محکمہ پریس انفرمیشن بیورو (پی آئی بی) سے ملازمت کا آغاز۔

☆ وزارت اطلاعات ونشریات کے ماتحت محکموں فلمز ڈویژن، آل انڈیا ریڈیو، پی آئی بی، ڈائریکٹوریٹ آف فیلڈ پبلیسٹی میں مختلف عہدوں پر تقرریاں۔

☆ حکومت ہند کی ڈائریکٹوریٹ آف فیلڈ پبلیسٹی کے جوائنٹ ڈائرکٹر (سلیکشن گریڈ) کے

عہدے سے ۳۳ سالہ ملازمت کے بعد رضا کارانہ ریٹائرمنٹ۔

☆ **سجادگی:**

(۱) حضور خاتم الاکابر شاہ آلِ رسول احمدی اور شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہما کی گدّی، مارہرہ شریف۔

(۲) حضور سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہ کی گدّی، مارہرہ شریف۔

☆ **اسماءِ خلفاء:** (۱) فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ' گھوسی۔ (۲) محدث کبیر حضرت علامہ الحاج ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری برکاتی' گھوسی۔

(۳) الحاج سید دلشاد حسین صاحب قادری برکاتی، علیاباد، سلطان پور۔

(۴) شہید ملت الحاج بشیر احمد قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ' اورئی۔

(۵) حافظ قاری محمد اختر نسیم صاحب قادری برکاتی، پرنسپل مدرسہ برکاتیہ مؤید الاسلام' مگہر۔

(۶) الحاج محمد شوکت حسین خاں صاحب قادری برکاتی رضوی نوری، کراچی۔

(۷) الحاج محمد سعد اللہ خاں صاحب قادری برکاتی رضوی، کراچی۔

(۸) حافظ و قاری الحاج عبد القادر صاحب، ناظم اعلیٰ دار العلوم حنفیہ رضویہ' ممبئی۔

(۹) مولوی سید محبوب احمد رضوی' راجکوٹ۔

(۱۰) قاری سید نظام الدین چشتی' راجکوٹ۔

(۱۱) علامہ مفتی ابو طالب صاحب قادری' راجکوٹ۔

(۱۲) الحاج عبد الرشید رحمانی برکاتی' امام و خطیب مینارہ مسجد' ممبئی۔

(۱۳) مفتی امان الرب صاحب قادری برکاتی' شیخ الحدیث' دار العلوم مینائیہ' گونڈہ۔

(۱۴) الحاج مولوی محمد فاروق کھتری قادری برکاتی' امام و خطیب، مسجد عبد السلام' ممبئی۔

(۱۵) حضرت علامہ الحاج مفتی انوار احمد صاحب برکاتی نوری' اندور۔

(۱۶) فضیلۃ الشیخ الحاج عبد الہادی صاحب نوری' ساؤتھ افریقہ۔

(۱۷) حضرت الحاج سید محمد نورانی عرف نورانی بابا' رحمۃ اللہ علیہ' پیٹلاد۔

(۱۸) مولوی الحاج سید محمد یوسف نورانی ' پریسٹن ' برطانیہ۔
(۱۹) مولینا الحاج غلام حسین صاحب شافعی، ممبئ۔
(۲۰) مولینا الحاج محمد یونس پٹیل، پریسٹن، برطانیہ۔
(۲۱) الحاج محمد الیاس قادری برکاتی، رتلام۔
(۲۲) صوفی محمد اسلام میاں، سجادہ نشین، آستانہ صوفی خلیل احمد مانوی، جری مری، کرلا، ممبئ
(۲۳) الحاج صوفی محمد عیسیٰ نوری، خادم آستانہ ٹوپی والے بابا، ماہم شریف۔
(۲۴) الحاج صوفی عبدالوحید قادری نوری، ناگور شریف۔
(۲۵) مفتی محمد زبیر مصباحی برکاتی، حال مدیر سہ ماہی سنّی دعوتِ اسلامی، ممبئ

☆ خلافت واجازت برائے صاحب زادگان خاندان:

(۱) صاحبزادہ سید شاہ سبطین حیدر میاں برکاتی 'ولی عہد ونامزد سجادہ نشین' آستانۂ عالیہ مارہرہ مطہرہ
(۲) صاحبزادہ سید شاہ صفی حیدر میاں برکاتی 'مارہروی (فرزند اوسط)
(۳) صاحبزادہ سید شاہ ذوالفقار حیدر میاں برکاتی 'مارہروی (فرزند اصغر)
(۴) صاحبزادہ سید شاہ محمد امان میاں برکاتی 'مارہروی
(۵) صاحبزادہ سید شاہ محمد اویس مصطفیٰ میاں زیدی واسطی 'بلگرام شریف
(۶) صاحبزادہ سید شاہ محمد گلزار میاں واسطی، سجادہ نشین، مسولی شریف

☆ **زبان دانی:** عربی، فارسی، اردو، ہندی، سنسکرت، گجراتی، مراٹھی اور انگریزی۔
☆ **ایوارڈ:** مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی جانب سے سال ۱۹۸۰ء میں بہترین اردو صحافی کا ایوارڈ۔

☆ تصنیف وتالیف:

(۱) کلام الرحمٰن (ہندی ترجمہ کنز الایمان وخزائن العرفان)
(۲) مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مختصر سیرت)
(۳) شانِ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کلام رضا پر تضامین)

(۴) مدائح مصطفیٰ ﷺ (نعتیہ دیوان)

(۵) اسرارِ خاندان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (ترجمہ رسالہ فارسی)

(۶) تنویر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (نعتوں کا مجموعہ)

(۷) عرفان مصطفیٰ ﷺ (مجموعہ کلام)

(۸) نوازش مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم (نعتیہ دیوان)

(۹) مصطفیٰ سے آلِ مصطفیٰ تک (تذکرہ مرشدانِ سلسلۂ برکاتیہ)

(۱۰) مصطفیٰ سے مصطفیٰ رضا تک (تذکرہ)

(۱۱) قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز (اردو میں رسالہ)

(۱۲) قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز (ہندی میں رسالہ)

(۱۳) دی گریٹ بیانڈ (علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر انگریزی رسالہ)

(۱۴) نظم الٰہی (انگریزی تفسیر سورہ بقرہ)

(۱۵) گستاخی معاف (ہندی انشائیے)

(۱۶) گھر آنگن میلاد (خواتین کے لیے میلاد نامہ مختصر)

(۱۷) گھر آنگن میلاد (برائے خواتین۔ مفصل)

(۱۸) ذبح عظیم (واقعات کربلا)

(۱۹) دی وے ٹوبلی (انگریزی ترجمہ بہار شریعت حصہ سولہ)

(۲۰) کیا آپ جانتے ہیں؟ (اسلامی معلومات)

(۲۱) اسلام دی ریلی جن الٹی میٹ (انگریزی)

(۲۲) ڈیسٹی نیشن پیراڈائز (فضائل صحابہ، انگریزی)

(۲۳) گیٹ وے ٹو ہیون (خواتین کے لیے رسالہ، انگریزی)

(۲۴) ان ڈیفنس آف اعلیٰ حضرت (انگریزی)

(۲۵) فضل ربی (سفر نامہ اردو)

(۲۶) فضل ربی (سفر نامہ ہندی)

(۲۷) سبع سنابل پر اعتراضات کے جوابات
(۲۸) قصیدہ بردہ شریف (اردو، انگریزی اور ہندی میں ترجمہ وتشریح)
(۲۹) کتاب الصلٰوۃ (طریقہ نماز پر انگریزی میں رسالہ)
(۳۰) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الامن والعلیٰ'' کا انگریزی ترجمہ (زیر ترتیب)
(۳۱) ہندی ترجمہ نئی روشنی (اصلاحی ناول مصنفہ حضور سید العلما علیہ الرحمۃ)
(۳۲) مصطفیٰ سے مصطفیٰ حیدر حسن تک (تذکرہ)
(۳۳) بعد از خدا۔۔۔(مکمل نعتیہ دیوان)
(۳۴) کیا آپ جانتے ہیں؟ (ہندی)
(۳۵) چھوٹے میاں (خانقاہی پس منظر میں ایک ناول)
(۳۶) عمر قید، گجراتی کلاسیکی ناول کا اردو ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے لیے۔
(۳۷) آگ گاڑی، گجراتی کلاسیکی ڈرامہ کا اردو ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے لیے۔
(۳۸) لُولُو (شیلانگ کے پس منظر میں ایک سماجی ناول)۔

☆ اِن کے علاوہ ہند کے ممتاز اردو اخبارات اور جرائد مثلاً نیا دور (لکھنؤ)، آج کل (نئی دلی)، استقامت ڈائجسٹ (کانپور)، انقلاب، اردو ٹائمز، ہندوستان، سب رس، ہندوستانی زبان، صبح اُمید، قومی راج، (ممبئی)، کھلونا، ھما، ھدیٰ، ہدف، ہزار داستان، پیام مشرق، پرچم ہند (نئی دلی)، ہندی روزنامہ لیٹیسٹ (رائے پور، مدھیہ پردیش)، انگریزی رسالہ دی مرر، پندرہ روزہ ریاض عقیدت (کونچ، ضلع جالون) میں کہانیوں، افسانوں، انشائیوں، نظموں اور غزلوں کی اشاعت۔ اس کے علاوہ سیکڑوں کتابوں پر تبصرے جو برسوں تک ماہنامہ صبح امید ممبئی میں شائع ہوتے رہے۔ ساتھ ہی ممبئی سے نکلنے والے اردو روزنامہ شامنامہ میں عرصہ دراز تک نظمی کے ترتیب دیے ہوئے علمی ادبی معمے شائع ہوئے اور کافی مقبول ہوئے۔

☆ ملکی وغیر ملکی اسفار:

اندرون ملک: اتر پردیش، دلی، ہریانہ، بہار، بنگال، آسام، میگھالیہ، میزورم، تریپورہ،

اڑیسہ،مدھیہ پردیش، راجستھان، گجرات، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، دادرانگر حویلی، گوآ۔

بیرون ملک: حجاز مقدس، عراق، دبئی، اسرائیل، شام، انگلینڈ، پاکستان، نیپال۔

☆ پہلا حج سن ۱۹۸۵ عیسوی میں۔

☆ دوسرا حج سن ۱۹۹۴ عیسوی میں۔

☆ تیسرا حج سن ۱۹۹۷ عیسوی میں۔

☆ ۱۹۹۹ء میں بڑا عمرہ اور زیارت مقامات مقدسہ، بغداد، بیت المقدس، شام، اسرائیل۔

☆ رمضان عمرہ سن ۲۰۰۶ عیسوی۔

☆☆☆☆